

تکریمتکم یکر الی الخیر نام ز بالمعروف والنہی عن المنکر

روداد

اجلاس نهم ہفت روزہ اعلیٰ

منقذہ

۶-۷-۸ رجب ۱۳۲۰ھ مطابق ۹-۱۰-۱۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء

بمقام امرتسر پنجاب

حسب ایامی

مجلس انتظامیہ و ہفت روزہ اعلیٰ



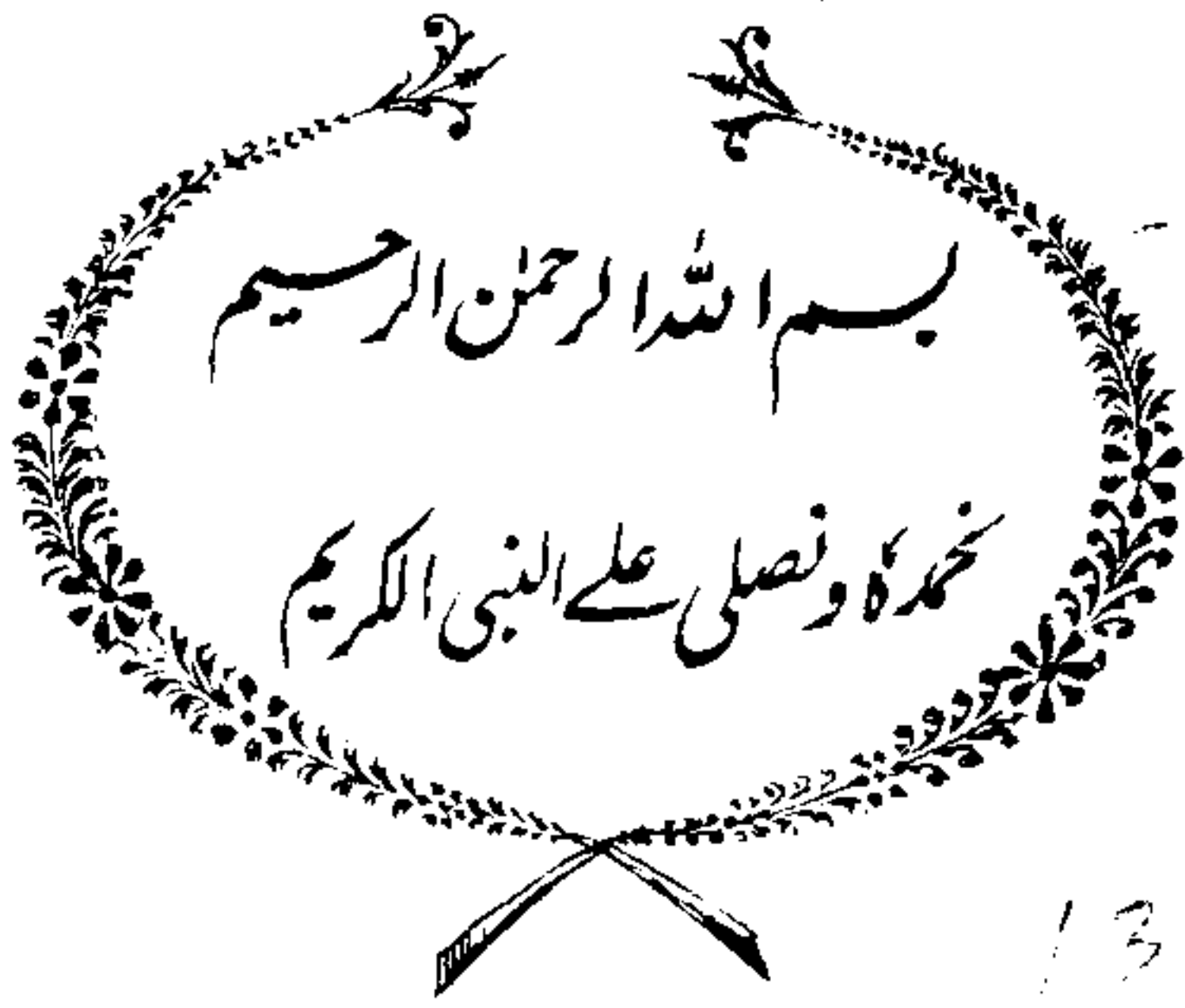
محمد علی بیگ منیر صاحب علی جمالی

**Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.**

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

فہرست مضامین و دواجلاس نم ندوۃ العلماء متحدہ امرتسر پنجاب

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون
۱	دیاچہ ۱۳۸۵۵	۱	۱	محمد شبلی صاحب نہاٹی کی تقریر
۲	کیفیت انتظام اجلاس نم۔	۸	۲۲	اجلاس ششم
۳	اجلاس اول	۱۲	۲۳	تقریر شیخ عبدالقادر صاحب بی۔ اے
۴	تقریر شیخ غلام صادق صاحب رئیس امرتسر	۱۶	۲۴	ایڈیٹر ایگزیکٹو اور لاہور "تاثر نقان"
۵	روداد ندوۃ العلماء بابت سال ہشتم	۲۱	۲۴	تقریر ابوالوفاء مولوی ثناء اللہ صاحب
۶	روداد سال ہشتم پر مولوی حبیب الرحمن	۲۱	۲۵	مولوی فاضل امرتسری
۷	خان صاحب رئیس بھیکن پور کی رائے	۲۵	۲۵	تجویر شکرہ ہر ہائٹس نواب صاحب
۸	ایضاً شیخ عبدالقادر صاحب بی۔ اے	۲۵	۲۶	بہاول پور دام اقبال
۹	ایڈیٹر ایگزیکٹو اور لاہور کی رائے	۲۶	۲۶	جلسہ خاص
۱۰	ترکیب بند شمس العلماء مولوی محمد شبلی صاحب	۲۶	۲۷	محضر السداد رسوم قبیلہ
۱۱	قمانی ناظم سرشتہ علوم و فنون حیدرآباد	۲۸	۲۸	گوشوارہ آمد و صرف ندوۃ العلماء بابت
۱۲	اجلاس دوم	۳۲	۲۸	سال ۱۳۱۹ھ ہجری
۱۳	مضمون مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب	۳۲	۲۹	گوشوارہ آمد و صرف دارالعلوم بابت سال
۱۴	رئیس بھیکن پور	۳۲	۳۰	۱۳۱۹ھ ہجری
۱۵	تبریک تاجپوشی ملک معظم دام ملکہ	۳۲	۳۰	فہرست ارکان قسم اول
۱۶	جلسہ عام	۳۲	۳۱	فہرست ارکان قسم دوم
۱۷	اجلاس سوم	۳۲	۳۲	فہرست عطیات سال ہشتم
۱۸	قصیدہ عزنی مولوی شیخ محمد صاحب انصاری	۳۲	۳۲	فہرست چندہ اعانت جلسہ نم
۱۹	یانی نزیل بھوپال	۳۲	۳۳	فہرست چندہ دارالعلوم
۲۰	تجویر السداد رسوم قبیلہ	۳۲	۳۵	فہرست ہمای چندہ وظائف و سالی و
۲۱	اجلاس چارم	۳۲	۳۵	خزائنہ محمدیہ وغیرہ
۲۲	کارروائی دارالعلوم ندوۃ العلماء	۳۲	۳۶	فہرست کتب عطیہ برکے کتب خانہ
۲۳	بابت سال ہشتم۔	۳۲	۳۷	فہرست چندہ میزبانی جلسہ نم
۲۴	خلاصہ تقریر حکیم امین الدین صاحب بیرٹر	۳۲	۳۸	گوشوارہ آمد و خرچ میزبانی جلسہ نم
۲۵	ایٹ لاشاہ پور	۳۲	۳۹	فہرست چندہ آمد و بعد بابت سال نم و
۲۶	مضمون مولوی محمد شاہ صاحب وکیل امرتسر	۳۲	۳۹	رقوم چندہ جو بلا تفصیل آئے ہیں۔
۲۷	اجلاس پنجم	۳۲	۴۰	فہرست اخبار و رسائل جو دفتر ندوہ میں آئے ہیں
۲۸	ندوۃ العلماء کی ضرورت پر شمس العلماء مولوی	۳۲	۴۱	ضمیمہ روداد جلسہ نم۔



138552

وپیستغین

کر منزلت ختم رسل آگاہ است
مفتاح محمد رسول اللہ است

در منزل توحید کسی را راه است
گنجینه دلائلہ الا اللہ را

صلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ و صحبہ وسلم
سال ۱۳۱۰ ہجری کا وہ کیسا مبارک دن تھا جس میں ندوۃ العلماء کی بنیاد قائم ہوئی اور دو دور کے
علماء مشائخ روس اور عامۃ مسلمین تقریباً پانچ ہزار حضرات یکجا ہوئے اور اختلافات باہمی سے
قطع نظر کر کے سب نے اپنی پست حالت پر نظر کر کے اپنی دینی و دنیوی بہبودی کے حاصل
کرنے پر کمر ہمت چست باندھی اور بالاتفاق اس بات کو تسلیم کیا کہ جب تک ہمارے نصاب
درس اور طریقہ تعلیم میں مفید تبدیلی نہ ہوگی اور فصاحت کن نرائین دفع نہ ہونگی اس وقت تک
دینی و دنیوی منسلح کے حاصل کرنے کی کوششیں مہیور ہوتی رہیں گی۔

یہی خیال ندوۃ العلماء کی بنیاد کا پہلا پتھر تھا جسے اب ایک بہت بڑی عمارت کی صورت
اختیار کر لی ہے۔ یہ خیال ایک سال پہلے قائم ہو گیا تھا مگر شوال ۱۳۱۰ ھ میں یہ خیال
سامنے پیش کیا گیا اور ہر طرف اُس کا پُر جوش خیر مقدم کیا گیا تاہم اب تک اس کا خیال
نہیں تھا کہ یہ تحریک مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے گی لیکن ننان بہاؤ نشی اور علیٰ حد اسباب

وکیل لکھنؤ کی عالی ہمتی سے دوسرے سال پہلے سال سے زیادہ پُر شوکت اجلاس شوال
 ۱۳۱۶ھ میں بمقام لکھنؤ منعقد ہوا اور ہر جانب سے نامور علماء و مشائخ شرکت کی غرض سے
 تشریف لائے اور دلاویزی کے ساتھ شریک ہوئے۔ خود فرنگی محل کے معزز علمائے حقوق
 مہانذاری ادا کیے۔ انکے صاحبزادوں کا مہانوں کا استقبال کرنا اور جناب مولانا محمد نعیم صاحب
 مرحوم و مولوی شاہ عبدالوہاب صاحب کا مہانوں کو فرنگی محل میں دعوت دینا یہ ایسی کیفیتیں
 تھیں جو لوگوں کو ہمیشہ یاد رہیں گی اس اجلاس میں نردوۃ العلماء کے مقاصد وسیع پیمانے پر ظاہر
 کیے گئے مگر جو ہوں پہلے سال طے ہو چکے تھے اُس میں کچھ رد و بدل نہیں ہوا اور سبکی اور جہی زیادہ
 وضاحت کر دی گئی کہ اس مجلس کو امور سیاست من (پالیٹکس) سے کسی قسم کی غرض نہ ہوگی
 اسی اجلاس میں مولانا شاہ امانت اللہ صاحب مرحوم اور مولانا محمد ابراہیم صاحب معذور
 دو نامور عالموں میں صلح ہوئی جنہیں ایک مدت دراز سے کشمکش تھی اور تقلید و عدم تقلید کے جھگڑے
 نے ایک مہیب صورت اختیار کر لی تھی۔ یہ صلح درحقیقت دو آدمیوں میں نہیں ہوئی تھی بلکہ بڑے بڑے
 لاکھوں مسلمانوں میں ہوئی تھی جو ان دونوں کے حلقہ بگوش تھے اور خدا کا شکر ہے کہ اس صلح
 کا اثر اب تک قائم ہے۔

تیسرا اجلاس شوال ۱۳۱۶ھ میں بمقام بانس بریلی منعقد ہوا اور باوجود چند در چند مہتمم
 ایسا پُر شوکت جلسہ ہوا جو سخت حیرت انگیز ہے۔ تخمینہ کیا گیا ہے کہ شب کو وعظ کے جلسوں میں
 آٹھ ہزار آدمیوں سے کم نہیں ہوتے تھے علاوہ اسکے شہر میں ہمدردی کا ایسا جوش پیدا ہو گیا
 تھا کہ جلسے کے بعد ہر طبقے کے مسلمان یکے بعد دیگرے دعوت کرنا چاہتے تھے اور کچھ ایسا
 سامان تھا کہ مہانوں کو ایک مہینہ تک فرصت نہیں ہو سکتی تھی۔ جسوقت صدر انجمن جناب مولانا
 محمد لطف اللہ صاحب مفتی عدالت عالیہ حیدرآباد مولانا سید محمد علی صاحب ناظم نردوۃ العلماء
 دو دیگر علماء و ارکان نردوۃ العلماء رخصت ہوئے شاہ راہ پر لوگوں کے ہجوم سے گزرنا دشوار تھا بھشتیوں نے
 اپنی طرف سے دعوت دینے کی یہ راہ نکال لی کہ وہ گاڑیوں کے آگے آگے چھڑکاؤ کرتے جاتے

تھے۔ یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہوا اسکے ذکر سے مقصود یہ ہے کہ عام دلچسپی کا اس سے صحیح اندازہ
کیا جاسکے۔

اسی اجلاس میں دارالعلوم کی مفید تجویز منظور ہوئی تھی جو چند سال سے قائم ہو گیا
اور فیاض مسلمانوں کی دلچسپی کا منتظر ہے۔

چوتھا اجلاس شوال ۱۳۱۲ھ میں بمقام میرٹھ منعقد ہوا اور اہمین پنجاب کے علماء و مشائخ
خصوصیت کے ساتھ شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں دارالعلوم پر مختلف عنوانوں سے
مباحثے ہوئے اور اسکی ضرورت ذہن نشین کی گئی علاوہ اسکے تعلیم عربی و انگریزی کے متعلق
چند مفید تجویزین منظور ہوئیں۔

اس سے کچھ پیشتر قحط و طاعون کے مصائب ملک پر نازل ہو چکے تھے اس واسطے
ارکان ندوۃ العلماء نے پانچواں اجلاس اس پیمانے پر کرنا مناسب نہیں سمجھا مگر انتظامی ضرورتوں
کے لحاظ سے شوال ۱۳۱۵ھ میں بمقام کانپور جہان اُسوقت تک ندوۃ العلماء کا صدر دفتر
تھا ایک جلسہ خاص کیا گیا اور اہمین یہ طے کیا گیا کہ دارالعلوم لکھنؤ میں قائم کیا جائے اور
بالفعل اُسکا درجہ ابتدائی کھولا جائے۔ اسی سال مہاجر ایک اہم مشائخ کے صاحب جسٹس
بہادر جائنٹ اسٹاک کمپنی الہ آباد کے دفتر میں ندوۃ العلماء کی باضابطہ رجسٹری کرائی گئی اور
جمادی الاخریٰ ۱۳۱۶ھ کو لکھنؤ میں دارالعلوم کے افتتاح کا جلسہ کیا گیا۔ اس جلسے میں
صاحب کشنر بہادر و صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر بھی مہربانی کر کے تشریف لائے تھے۔

پھٹا اجلاس ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ میں بمقام شاہجہان پور منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں علاوہ
دوسری ضروری کارروائیوں کے دارالعلوم کے لئے سرمایہ فراہم کرنے کی تجویز منظور ہوئی اور
اُسوقت تقریباً ساٹھ ہزار روپیہ کی نقد و جنس و جائداد وصول ہوئی۔ ندوۃ العلماء کے رجسٹری
مولوی مسیح الزمان خان صاحب استاد حضور نظام دکن اور مولوی عبدالواجب نان صاحب
رئیس شاہجہان پور نے بہت بلند جوصلگی سے امداد دی۔

مگر اس شہس قرار امداد کی شہرت سے ملک میں ایک غلط خیال بھی پیدا ہو گیا ہے اور جو لوگ حقیقت کا تجسس نہیں کرتے اور صرف خیالات پر رائے قائم کرنے کے عادی ہیں وہ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ندوۃ العلماء کو جو امداد شاہجہانپور سے حاصل ہوئی ہے اسکو اُسے بجا طریقہ سے بغیر طناظ اصول کفایت شعاری کے صرف کر ڈالا ہے۔ یہی بنیاد پر ارکان ندوۃ العلماء سے اُنکو ایک قسم کا سوڈن ہو گیا ہے۔ اُنکے اطمینان کی غرض سے اس موقع پر اسکی تصریح کرنا ہوتا نہیں ہے کہ یہ امداد نقد کی صورت میں بہت کم تھی۔ چالیس ہزار روپیہ ان جائیدادوں کی قیمت کا تخمینہ تھا جو بحیثیت وقف ندوے کو دی گئیں اور دس ہزار روپیہ اُس کتب خانے کی قیمت کا تخمینہ تھا جو مولوی عبدالرافع خان صاحب ڈپٹی کلکٹر نے دیا اور وہ بفضلہ تعالیٰ محفوظ و مستعمل ہے اور تقریباً دس ہزار روپیہ نقد کی صورت میں تھا مگر وہ مختلف مدون کا تھا چندہ میزبانی۔ چندہ رکینیت۔ امداد دارالعلوم وغیرہ سب اُس میں شامل تھے اسکی تفصیل روداد اجلاس ششم میں مع جمع خرچ کے موجود ہے۔

ساتواں اجلاس رجب ۱۳۱۹ ہجری میں بمقام پٹنہ منعقد ہوا اور بہت پر رونق جلسہ ہوا اس جلسے میں نو تعلیم یافتہ گروہ نے علمائے کرام کے خیالات پر واقفیت حاصل کی اور ارادتمندانہ طریقے سے اُنکے ارشاد و ہدایت پر عمل کرنے کی آمادگی ظاہر کی اور ایک مکتبے نئے اور پرانے خیال والوں میں جو ایک حد فاصل قائم تھی اور مسلمانوں کی جمعیت کا شیرازہ پراگندہ ہو رہا تھا اُسے بہتری کی صورت اختیار کی۔

آٹھواں اجلاس شعبان ۱۳۱۹ ہجری میں بمقام کلکتہ منعقد ہوا۔ ہمیشہ میں دن تک اجلاس ہوتے تھے کلکتہ میں چار دن تک جلسے ہوئے اور کسی جلسے میں چار ہزار مسلمانوں سے کم نہیں شریک ہوئے مگر افسوس ہے کہ کلکتہ ایسے شہر کی حیثیت پر نظر کرتے ہوئے ندوۃ العلماء کو کامیابی بہت کم ہوئی۔

نواں اجلاس امرتسر میں منعقد ہوا جسکی روداد اب آپکی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے

اس دوا کو ملاحظہ کرنے کے بعد معزز ناظرین اس بات کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ جلسہ کس قدر کامیابی اور خوش اسلوبی سے ہوا۔ بہر حال اس وقت تک جس قدر جلسے ہو چکے ہیں ان کے لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ اس خدا ساز تحریک نے بہت سرسبزی اور شادابی حاصل کر لی ہے۔ اسکی تدریجی رفتار دلون میں گھر کرتی جاتی ہے اور اب اسکا وقت آگیا ہے کہ اسکی مفید اور کارآمد تجویزین عملی صورت اختیار کریں۔

اس سال اسکے نوین سالانہ جلسے میں دو دراز مقاموں سے علما کا تشریف لانا اور جلسے کی کارروائیوں میں دلچسپی سے حصہ لینا اور انسدادِ رسومِ قبیحہ کی تجویز کا گرجا سے خیریت دم کرنا اس بات کی کافی شہادت ہے کہ اسکی تدریجی رفتار بہت مناسب اور مصالح وقت کے موافق تھی۔

خدا کا شکر ہے کہ اس جلسے میں ہر طرح کی کامیابی ہوئی اور معزز میزبانوں کی نفاذی سے مہمانوں کو بہت آسائش رہی کسی قسم کی شکایت پیدا نہیں ہوئی باوجودیکہ ایک ہزار سے زیادہ مہمان امرتسر میں تشریف لائے تھے اور کلکتے سے لیکر پشاور تک کے معزز علما اور رؤسائے قدم رنجہ فرمایا تھا۔ اس قدر مختلف مقامات کے لوگوں کی مہمانداری کرنا کچھ آسان نہیں ہے۔ مگر ہمارے دوستوں نے دل کھول کر مہمانداری کی اور ہر طرح کی آسائش پہنچانے میں اپنی تکلیف کا مطلقاً خیال نہیں کیا۔

سب سے زیادہ اس بات کا اعتراف کرنا چاہیے کہ روسائے پنجاب نے صرف جسمانی دعوت ہی نہیں دی بلکہ اپنی زندہ دلی کے ثبوت میں روحانی دعوت سے ندوۃ العلماء میں زیادہ اہمیت پیدا کر دی ہے اور ہماری اخلاقی تحریک میں عملی طور پر سب آگے رہنے کی فکر کر رہے ہیں جو بہت زیادہ قابل قدر ہے ہمارے میزبانوں کے طبائع پر بھی شاق گذرنا تھا کہ ارکانِ معاونین ندوۃ العلماء بغیر معاوضہ جدید کے مہمانداری سے محروم تھے۔ متمتع ہوا کرتے ہیں یا جو لوگ جلسے کی شرکت کے واسطے تشریف لاتے ہیں اور باوجود

چندہ رکنیت و اعانت نہیں دیتے پھر بھی ہمانون میں شامل ہونا چاہتے ہیں وہ کیوں
ایسا کرتے ہیں؟ انھوں نے چاہا تھا کہ وہ امرت سر سے ہمانداری کے طریقے میں ایک
نئی قسم کی تبدیلی پیدا کر دیں اور انکی اخلاقی جرأت سے یہ کچھ بعید نہیں تھا مگر انھوں نے
ابتداءً اتنی بڑی تبدیلی کو مناسب نہیں سمجھا اور اسی پر اکتفا کیا کہ ہمانداری کو چندہ
دہندگان تک محدود کر دیا۔

ایڈیٹر صاحبان اخبار نے بھی بہت دلاویزی ظاہر کی اور اسکی نسبت اپنی خیالات
ظاہر کرنے میں جاوہ اعتدال سے نہیں ہٹے ہلکوان حضرات کا زیادہ شکر گزار ہونا چاہیے
جو ملک کے خیالات پر حکومت کر رہے ہیں اور انکی سلطنت بہت وسیع ہے شیخ عبدالقادر

صاحب مالک مخزن و ایڈیٹر ابرو و منشی محبوب عالم صاحب و منشی عبدالعزیز صاحب
ایڈیٹر و منیجر پیسہ اخبار۔ مولوی انشاء اللہ خان صاحب ایڈیٹر وطن لاہور۔ منشی فاضل شیخ
غلام محمد صاحب مالک و ایڈیٹر وکیل امرتسر منشی سید بن علی صاحب ایڈیٹر نیر اعظم مراد آباد
منشی فیروز الدین صاحب ایڈیٹر مشیر ہند لاہور منشی محمد دین صاحب ایڈیٹر صدائے
ہند اور شیخ گلزار علی صاحب ایڈیٹر گلزار ہند وغیرہ نامور ایڈیٹروں کا جو خود یا انکے
قائم مقام ہر جلسے میں موجود تھے ہم زیادہ شکر گزار ہیں۔

اس جلسے میں انجمنائے اسلامیہ کے وکلا بھی حسب دستور موجود تھے بلکہ پنجاب کے
نامور انجمنوں کے ناظران انجمن نے خود قدم رنجہ فرمایا تھا خصوصاً خان بہادر محمد بکت علیخان
صاحب جنرل سکریٹری انجمن اسلامیہ پنجاب۔ حاجی شمس الدین صاحب جنرل سکریٹری انجمن
حایت اسلام لاہور۔ مولوی مفتی محمد سلیم اللہ صاحب جنرل سکریٹری انجمن نعمانیہ اور شمس العلماء
مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب ناظم مستشار العلماء نے جلسے کی شرکت سے رونق دو بالا کر دی
تھی اور ہمارے دیرینہ معاون خان بہادر محمد زمان خان صاحب نصرت جنگ المہام
شیکم گڈھ نے بھی اپنی طرف سے مولوی عبدالغفور صاحب مدرس مدرسہ شیکم گڈھ کو مدد کا

شریک جلسہ ہونے کے لیے روانہ فرمایا تھا جس سے جناب ممدوح کی توجہ اور مہربانی کا مین ثبوت ملتا ہے۔

علماء و مشائخ میں دوسو سے زیادہ مقدس اور پاکباز بزرگ رونق افروز تھے انکے تبرک ناموں کے دیکھنے سے جو فہرست نمبر امین درج ہیں انکے فضائل و کمالات کا اندازہ ہو سکتا ہے شرح و بیان کی حاجت نہیں تاہم خصوصیت کے ساتھ اس بات کو ظاہر کیا جاسکتا ہے کہ اس جلسے میں پشاور اور اسکے گرد و پیش کے علماء و مشائخ کی تشریف آوری ندوۃ العلماء کی وسعت کا دائرہ کی قدر بڑھ گیا ہے اور ان حضرات نے باوجودیکہ اس قسم کی مجلسوں میں پہلی بار شریک ہوئے تھے ندوۃ العلماء کے مقاصد اور اسکے طریق عمل سے دلی ہمدردی کا اظہار فرمایا۔

بھر حال یہ جلسہ کیا باعتبار کثرت شرکاء کیا باعتبار مہمانداری کیا باعتبار کارروائی کے بہت کامیابی کے ساتھ ہوا جسکے لیے ہلکے زندہ دلان پنجاب کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

امرتسر میں ندوۃ العلماء کے اجلاس سالانہ کی تحریک

کلکتہ میں سالانہ جلسے کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور ہمارے نوجوان دوست مولوی غلام صاحب مدرس عزنی گورنمنٹ اسکول شملہ نے جلسے کی شرکت کے لیے رخصت لینے چاہی رخصت کے ملنے میں چند دقتیں پیش آئیں مگر انکے جوش اور ہمت کے تمام دقتوں کا مدد و تدارک مقابلہ کیا اور شملہ سے روانہ ہوئے۔ اتفاق ناگہانی سے راستے میں ٹانگہ اٹ گیا اور ایک آنکھ میں ایسی شدید ضرب پہنچی جس سے تھوڑی دیر کے لیے انکے حواس خستہ آئے مگر پھر انکی ہمت ان مشکلات پر غالب ہوئی اور وہ آگے کو روانہ ہوئے اور کلکتہ پہنچے پہلے انھوں نے کرنال۔ امرتسر اور لاہور کے مسلمانوں میں تازہ سرگرمی پیدا کرنے کے خیال سے پنجاب کی طرف رخ کر دیا۔ امرتسر پہنچ کر انکا خیال یہ تھا کہ ایک مختصر سا اجلاس

انجمن کا کر کے ندوۃ العلماء کی شریک کے لیے ممبران انجمن میں سے کسی کو بطور وکالت کے شریک ہونے کے لیے منتخب کرائیں لیکن اسکے ساتھ انکو یہ بھی کامیابی ہوئی کہ بابو نظام الدین صاحب اسٹنٹ سکریٹری انجمن اسلامیہ امرتسر کے دل میں خود بخود ندوۃ العلماء کو دعوت دینے کا ولولہ پیدا ہوا اور انکی تحریک سے شیخ محمد جمیل صاحب تاجر حرم امرتسر نے ایک ہزار روپے کے دینے کا وعدہ کیا بلکہ اسکے ساتھ ہی ایک ہزار روپے کے نوٹ بابو صاحب کو بھیج دیے بابو صاحب مدوح نے انجمن معین الندوہ کے نامور سکریٹری شیخ غلام صادق صاحب آنریری مجسٹریٹ امرتسر کی مرضی سے انجمن معین الندوہ کی منظوری حاصل کی اور انکی کوشش سے چار سو روپیہ کا چندہ ایس وقت اور ہو گیا جس میں جناب شیخ صاحب مدوح کے دو سو روپے اور خود بابو صاحب کے پچاس روپیہ شامل تھے۔ یہ سب کارروائی دو روز میں ہوئی اور مولوی غلام محمد صاحب شادان و فرحان وہاں سے روانہ ہوئے۔

۶۔ دسمبر ۱۹۰۲ء کو اجلاس کلکتے میں انجمن معین الندوہ کی طرف سے دعوت کا تاج آیا اور اسی کے ساتھ ساتھ ضابطے کی درخواست پہنچی جسکو ارکان ندوۃ العلماء نے خوشی سے منظور کیا۔

طریق تنظیم

جو حضرات جلسے میں شریک ہوئے ہیں انھوں نے دیکھا ہے کہ باوجود مہانوں کی کثرت کے کس خوش اسلوبی سے جلسے کا انتظام ہوا اور معمولاً جس طرح کی تکلیفیں مہانوں کو ایسے انبوه میں ہوا کرتی ہیں ان میں سے کسی قسم کی شکایت لوگوں کو نہیں پیدا ہوئی۔ سب سے زیادہ حیرت کی یہ بات ہے کہ قرب دربار کی وجہ سے معمولی سی معمولی چیزیں بدقت مہیا ہوتی تھیں خصوصاً خیمے۔ کرسیاں اور چارپایوں کی فراہمی بہت دشوار تھی مگر ان کام شکون

ارکان انجمن کی خوش تہبیری غالب آئی اور ہر قسم کا سامان مہیا کر لیا گیا۔ ارکان انجمن میں شیخ غلام صادق صاحب آنریری مجسٹریٹ و باپو نظام الدین صاحب زیادہ تر شکر بے کے مستحق ہیں جنکی خوش نظمی اور جانفشانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ باوجود ایسی پر تکلف مہاندازی کے سب کام کفایت شعاری کے ساتھ ہوئے اور چندہ میزبانی سے نہایت معقول رقم پس انداز کی جو نذوۃ العسلا کو دی گئی۔

مہانوں کے ٹھہرنے کے لیے بہت بڑے بڑے مکانات پہلے سے روسا کے قیام گاہ شہر نے خالی کر دیے تھے اور سب بڑی عمارت مدرسہ المسلمین اور اسکادار اللہ تھا جس میں تقریباً دو سو مہمان ٹھہرائے گئے۔ نیر مینو نیبل بورڈ اسکول کی عالی شان عمارت بھی جسکو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر امرت سرنے ہی عرض سے عنایت فرمائی تھی جسکے بابت صاحب ممدوح کا سبکو شکر گزار ہونا چاہیے نیز نوین اکیڈمی کا ایک حصہ بھی اس کام میں لایا گیا۔ علاوہ اسکے شیخ عبدالحق صاحب دہلوی کا عالیشان مکان میان غلام نبی سیان حبیب اللہ صاحب سوڈا گران پشیمینہ کا مکان اور امرت سرن کی عالیشان سرائے کے عمدہ اور نفیس بالائی کمرے مہانوں کی آسائش و آرام کے واسطے کافی سے زیادہ تھے اور جہاں تک ہرکو معلوم ہوا ہے تنگی مکان کی شکایت مہانوں کو مطلقاً نہیں ہوئی۔ شیخ رحیم بخش صاحب خلعت شیخ خیر الدین صاحب مرحوم کی سیر چہی خاص طور پر ذکر کے قابل ہے جنہوں نے اپنے والد مرحوم کی بنا کردہ عالیشان مسجد میں جلسہ عام کا خاص اہتمام کیا تھا اور اس مسجد کی مرمت کرا کر شب کو روشنی کا ایسا انتظام کرتے تھے جس سے وہ بقیہ نور معلوم ہوتی تھی۔ ہم ان تمام حضرات کے شکر گزار ہیں جنہوں نے مہانوں کے واسطے مکانات اور ہر قسم کے سامان آسائش سے مدد دی اور بخوبی طوالت صرف انکے اسمائے گرامی درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۱) مسٹر. بڑ صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع امرت سرن (۲) مسٹر. ایم نکل صاحب بہادر قائم مقام

سکرٹری مینوفیل کمیٹی امرتسر (۳) انجمن اسلامیہ امرتسر (۴) لالہ سندر داس صاحب ایم اے
ہیڈ ماسٹر مینوفیل بورڈ اسکول امرتسر (۵) خواجہ غلام صادق صاحب بیرسٹریٹ لا و آنری
اکسٹرا اسٹنٹ کمنڈر امرتسر (۶) شیخ غلام صادق صاحب آنری مجسٹریٹ امرتسر (۷) میر حبیب اللہ
صاحب آنری مجسٹریٹ امرتسر (۸) مولانا غلام رسول صاحب عرف مفتی رسل بابا صاحب
مرحوم (۹) خان صاحب سندھی خان صاحب پشتر اسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ
پولیس امرتسر (۱۰) میان غلام نبی صاحب و میان حبیب اللہ صاحب سوڈا گران (۱۱)
شیخ عبدالحق صاحب سوڈا گرچرم (۱۲) مرزا محمد یوسف صاحب سوڈا گر (۱۳) مولوی
فتح دین صاحب مالک مدرسہ یونین اکیڈمی (۱۴) بابو نظام الدین صاحب آنری
اسٹنٹ سکرٹری انجمن اسلامیہ امرتسر (۱۵) بھائی گوردت سنگھ صاحب سوڈا گر (۱۶)
منشی جنڈا صاحب ملازم والی ریاست پونچھ (۱۷) منشی الہی بخش صاحب خرابچی خان بہا
شیخ غلام حسن اینڈ کمپنی (۱۸) منشی عبدالحق صاحب مہد منشی خان بہادر شیخ غلام حسن
اینڈ کمپنی (۱۹) میان رحمن خان صاحب (۲۰) چودھری رحیم شاہ صاحب۔

استقبال استقبال کا کام سے زیادہ مشکل اور نازک ہے کیونکہ مہمانوں کی آسائش کا اس پر
بہت کچھ دار مدار ہے مگر جن حضرات کو مقامی مجلس نے اس خدمت پر ناز و
کیا تھا اٹھون نے بہت خوش اسلوبی سے اپنا فرض ادا کیا جس سے مہمانوں کو آرام ملا
اور انکا اسباب ضائع نہیں ہونے پایا۔ استقبالی جماعت نے آخر روز تک اپنا کام کیا۔ اور
باوجودیکہ جلسے کی شرکت کے وہ حضرات بھی خواہشمند تھے مگر اٹھون نے اپنے شوق کو دبا دیا
اور مہمانوں کی خدمت کو ترجیح دی۔ یہ سب حضرات قابل ستائش ہیں جنکے اسمائے گرامی
حسب مندرجہ ذیل ہیں (۱) بابو محمد الیاس صاحب اسٹیشن ہسپتال کلرک
امرتسر (۲) بابو فضل الرحمن صاحب اکونٹنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ امرتسر (۳) مولوی محمد ایل
صاحب ملازم ریلی برادر پنجابی امرتسر (۴) منشی فضل قادر صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ امرتسر

(۵) مولوی غلام محمد صاحب مدرس عزنی ایم بی اسکول شملہ۔ علاوہ ان حضرات کے مدرسہ اسلامیین کے طلباء نے بھی اس خدمت کو اختیار کیا تھا اور مندرجہ ذیل طلبہ نے استقبال کئے نازک فرائض کو بہت خوبی سے ادا کیا (۱) میان عبدالعزیز صاحب (۲) حیدر علی صاحب (۳) میان شریف محمد صاحب (۴) غلام حسن صاحب (۵) غلام محمد صاحب (۶) محمد عمر خان صاحب (۷) شیخ مراد علی صاحب طالب العلم سکندرائی کلاس آگرہ اسکول۔

کھانے کا اہتمام سب سے زیادہ نازک کام ہے جبکہ ہر حصہ ملک کے لوگوں کی ممانذاری کرنی پڑی ہو اور خصوصیات ملکی سے بے پروائی نہ کی جائے۔

انتظام طعام

مگر امت سر کی انتظامی مجلس ان مشکلات پر غالب ہوئی اور اسے باعتبار عمرگی طعام اور باعتبار پابندی اوقات اور باعتبار کفایت شعاری اور خوش اسلوبی خوراند کے ایسا نمونہ قائم کیا جو تقلید کے قابل ہے۔

پخت طعام کے منتظم مندرجہ ذیل حضرات قرار پائے تھے۔ ملک احمد اللہ خان صاحب۔ سوداگر پشمینہ۔ سیٹھ عبدالاحد صاحب سوداگر۔ میان جلال شاہ صاحب دلال پشمینہ۔ مولوی احمد الدین صاحب و مولوی قدرت اللہ صاحب و خلیفہ رحم علی صاحب مدرسہ اسلامیین امرتسر۔ منشی لعل الدین صاحب ملازم خان بہادر شیخ غلام حسن اینڈ کمپنی۔ منشی میران بخش صاحب ملازم کوٹھی حاجی غلام حسین و بخش شمس الدین صاحبان اور خوراند کا اہتمام جن حضرات نے اپنے ذمے لیا تھا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں (۱) شیخ غلام صادق صاحب آنزیری مجسٹریٹ (۲) میر حبیب اللہ صاحب آنزیری مجسٹریٹ (۳) میان نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار (۴) شیخ علی محمد صاحب سوداگر چرم (۵) بابو مولا بخش صاحب ملازم ریلی برادر خنسی قصور (۶) میان حسام الدین صاحب خلت میان نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار (۷) میر نعمت اللہ صاحب و شیخ صادق حسن صاحب و غلام مظفری صاحب طالب علمان خالصہ کالج امرتسر اور غلام رسول محمد رشید میر عبداللہ میر قاسم طالب علمان اسلام آباد کالج امرتسر۔

منتظان جلسہ نے اس بات کا بھی اہتمام کیا تھا کہ کھانا بسکوا ایک جگہ کھلایا جائے چنانچہ اس کام کے لیے انھوں نے مدرسہ المسلمین کا شیخ غلام حسن ہال تجویز کیا تھا جس میں تقریباً دو سو آدمی ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھا سکتے تھے۔ جو حضرات علالت یا ندوۃ العلماء کے کسی کام میں مصروف ہونے کی وجہ سے نہیں آسکتے تھے تو انکا کھانا اسی مقام پر بھیجا جاتا تھا جہاں وہ ہوتے تھے اور خاص اس کام پر چند حضرات مقرر کیے گئے تھے کہ جو لوگ کھانا کھانے آتے ہیں انکے ٹکٹ دیکھ لیں تاکہ ان لوگوں کی وجہ سے جو اس کھانے کے مستحق نہیں ہیں مہمانوں کو کھانے میں کوئی دقت پیش نہ آجائے ان حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں شیخ حبیب اللہ صاحب خلیفہ شیخ النجاشی صاحب سوداگر حرم شیخ محمد حسین صاحب خلیفہ شیخ النجاشی صاحب و اگر حرم۔ مولوی غلام محمد صاحب مدرس الیم بنی اسکول شملہ۔ مولوی منظور البنی صاحب سہارنپوری ٹکٹ کے تقسیم کرنے کی خدمت مولوی احمد اللہ صاحب و مولوی تقی احمد صاحب

تقسیم ٹکٹ مدرسہ المسلمین امرتسر و بابو عبدالعزیز صاحب ملازم محکمہ پبلک ورکس امرتسر کے سپرد کی گئی تھی اور معائنہ ٹکٹ کا کام ماسٹر مولانا نجاشی صاحب سکندھار مدرسہ المسلمین امرتسر و مولوی غلام محمد صاحب اختر مالک و ایڈیٹر اخبار پنجاب امرتسر و شیخ حبیب اللہ صاحب خلیفہ شیخ النجاشی صاحب سوداگر حرم و شیخ محمد حسین صاحب خلیفہ شیخ النجاشی صاحب مرحوم و مولوی محمد عثمان صاحب طالب العلم دارالعلوم کو دیا گیا تھا۔ اس خدمت کو ان سب حضرات نے بہت محنت و جانفشانی سے ادا کیا اور کوئی شکایت نہیں پیدا ہوئی خصوصاً ٹکٹ تقسیم کرنے والوں نے بہت محنت کی اور یہی کام جلسے میں ایسا تارک ہوتا ہے جس میں باوجود توجہ و محنت کے شکایتیں لوگوں کو باقی رہتی ہیں مگر الحمد للہ کہ انکی کارگزاری امرتسر میں باوجود کثرت ہر کار و ارکان کے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔

تقسیم صیغہ و اقیقت ممبران صیغہ و اقیقت کی ہوشیاری پر مہمانوں کی راحت و آرام کا بہت کچھ دارالعلوم اور شب و روز انکو کام کرنا پڑتا ہے اس صیغہ میں مدرسہ المسلمین امرتسر سے باہر

حمید اللہ صاحب پھر ڈاکٹر اور مرزا قمر بیگ صاحب و مولوی محمد اکرام صاحب مولوی سراج الدین صاحب کا انتخاب کیا گیا تھا اور طالب العلمان مدرسہ المسلمین میں سے مندرجہ ذیل طلبہ منتخب ہوئے۔ محمد عمر خان۔ محمد طفیل۔ فیروز الدین۔ فتح الدین۔ فضل الہی۔ فقرا اللہ۔ عبدالعزیز غلام محی الدین۔ محمد رشید۔ غلام علی۔ غلام رسول۔ عبدالواحد۔ محمد عمر۔ رحمتہ اللہ۔ صادق حسین۔ ضیاء اللہ۔ محمد حافظ غلام حسین۔ ان سب لوگوں نے اس خدمت کو بہت حسن و خوبی سے پورا کیا۔ اور حاضر باش رہ کر مہانوں کو ہر طرح کا آرام پہنچایا۔

متفرقات متفرق کاموں کے انجام دینے کے لیے منشی شاہدین ملازم خان بہادر شیخ غلام حسن اینڈ کمپنی منشی غلام قادر صاحب ہیڈ محرر انجمن اسلامیہ امرت سرپرست عبداللہ صاحب امام مسجد کوچہ قاصدان امرتسر اور بابو عبداللہ صاحب ملازم کوٹھی حاجی غلام حسین خدائش شمس الدین منتخب کیے گئے تھے۔ ان حضرات نے بھی شب و روز حاضر باش کر بہت محنت و تندہی سے سب کام انجام دیے۔

حفظ صحت ڈاکٹر چراغ الدین صاحب جو ہرنے مہربانی کر کے علاج اور حفظ صحت کی نگرانی اپنے ذمہ لی تھی۔ اگرچہ فضل الہی سے انکو اپنی خدمت کے انجام دینے کے بہت کم ضرورت پیش آئی تاہم ڈاکٹر صاحب ایام جلسہ میں برابر موجود رہے اور مہانوں کی فرودگاہ میں وقتاً فوقتاً جا کر انکو ڈاکٹری مدد دینے کو آمادہ رہے اسلئے و شکر گزار سمجھے تھے جن میں

شکر یہ ہمنے بیان کیا ہے کہ صاحب نے اپنی کمشنر بہادر نے مقامی جلسے کو پیش ہاوردی اور جناب مدوح کی توجہ سے مینونسپل بورڈ اسکول کے عالیشان عمارت مہانوں کے قیام کے لیے میسر آئی اور صاحب سکریٹری مینونسپل بورڈ کی مہربانی سے خیمہ چائے بھنڈیان اور روشنی کا سامان حاصل ہوا لہذا ہم سب خصوصیت کے ساتھ مسٹر برڈ کے اڈیٹیو کمشنر بہادر امرتسر اور مسٹر اسے ایم نکل صاحب بہادر قیام مہانوں سکریٹری مینونسپل کمیٹی کا مشکر یہ ادا کرتے ہیں۔

ماہنامہ

منعقدہ ۶۔ رجب ۱۳۲۷ھ روز پنجشنبہ وقت صبح

مطابق ۹۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء

۱۔ یہ جلسے کی کارروائی شروع ہوئی سب سے پہلے قاری سید میران شاہ صاحب
موجود دارالعلوم نے کلام مجید کی چند آیتیں خوش الحانی سے باواز بلند تلاوت کیں قاری صاحب
کی باقاعدہ قرأت اور دلگداز لہجے سے حاضرین پر بخودی سی چھا گئی اور باوجودیکہ اس وقت ہزاروں
آدمی موجود تھے سناٹا ہوا گیا۔ امرتسر کے نامور رئیس اور انجمن معین الندوہ امرتسر کے
سکرٹری شیخ غلام صادق صاحب آنریری مجسٹریٹ نے روسائے امرتسر کی طرف سے
میران ندوۃ العلماء خصوصاً علمائے کرام و مشائخ عظام کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا
اور ان کا خیر مقدم کرنے ہوئے ندوۃ العلماء کے مقاصد و اغراض پر ایک مفصل اور بسیط تقریر
کی جو حسب مندرجہ ذیل ہے۔

تقریر شیخ غلام صادق صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ امرتسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم بحمد اللہ رب العالمین والعاقلین و الصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحبہ
حضرات علمائے کرام و دیگر اراکین ندوۃ العلماء! آج مجھے یہ عزت بخشی گئی ہے اور اسپر نامور
کیا گیا ہوں کہ میں آپ صاحبوں کے روبرو حاضر ہو کر آپ کا خیر مقدم کہوں پس میں مسلمانان
امرتسر کی طرف سے آپ سب صاحبوں کو خیر مقدم کہتا ہوں اور جو اعزاز کہ ندوۃ العلماء نے
ہم لوگوں کو اپنے پندرہ سالانہ جلسے کو امرتسر میں منعقد کرنے سے بخشا ہے اس کا تہ دل سے شکریہ
ادا کرتا ہوں۔ اگرچہ آپ صاحبان ندوۃ العلماء کے جلسے میں شامل ہونے کی غرض سے

تشریف لائے ہیں مگر امرتسر کے جلسے میں ایک اچھی تعداد معظم و مکرم طبقہ علماء اور دوسرے کے جمع ہونے سے ہم لوگ زیادہ تر مرہون محنت ہوئے ہیں۔ اگرچہ ہم لوگ اس لائق نہیں ہیں کہ ہم ایسے معزز مجلس کو اپنا مہمان بنا سکیں مگر یہ صرف آپکا کرم ہے کہ آپنے دعوت قبول فرمائی۔ ہم لوگ امید کرتے ہیں کہ اگر ہمارے انتظام میں کسی قسم کا نقص دکھیں گے تو اسکی اطلاع منتظران کو فی الفور دیکر ہم لوگوں کو گرویدہ احسان بنا دیں گے۔ یہ چار روز ہمارے لیے مبارک دن ہیں اور یہ ایام بہت عرصے تک ہم لوگوں کو بخوشی یاد رہیں گے۔ اگرچہ میں اس لائق نہیں ہوں کہ ایسی بزرگ جماعت کے سامنے کچھ بیان کروں تاہم چند باتیں ایسی ہیں جنکی نسبت عرض کرنا ضروری ہے۔ یہ شرکویت مدت مدید سے چلی آتی تھی کہ طبقہ علماء کرام اور دیگر مسلمانوں میں عموماً اور ہم پر یہ زمانہ حال میں خصوصاً ایک علیحدگی کی صورت نظر آ رہی تھی اور جیسے اسکے کہ یہ معاشرت دور ہو رہی روز بروز بڑھتی چلی جاتی تھی دونوں فرقے اپنی اپنی جگہ ایک دوسرے کو اپنے برخلاف سمجھنے لگے مگر کسی کو یہ خیال نہ آتا تھا کہ ایک دوسرے کو پچھین تو سہی کہ کیا ہوا اور یہ معاشرت کیوں جس طرح کہ دو حقیقی بھائیوں میں کسی کے کمنے اور سننے سے ناراضگی ہو جاوے اور پھر حسب کسی جگہ اتفاق ہو جائے تو ایک کی خفیہ اور اچھے بات کو دوسرا بہت ہی بھاری تصور سمجھنے لگتا ہے اسی طرح دونوں طبقوں میں اسی اور خفیہ باتوں سے ناراضگی پھیلنی شروع ہو گئی تھی جسے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خدا نخواستہ ان دونوں طبقوں کے آپس میں کچھ تعلق ہی نہیں میں آج صبح جو کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم لوگ اپنے آپ کو بغیر کسی استثناء کے علماء کرام کی خاک پا سمجھتے ہیں بلکہ اپنے دین کے پیشوا اور دین کے محافظ سمجھتے ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو مسلمانان درگور و مسلمانان در کتاب اسوقت کی حالت ہوئی ہوتی ایسی حالت میں پروردگار عالم نے بہتر سمجھا اور ایک چند علماء کرام کے دلوں میں یہ خیال ڈالا کہ اگرچہ مسلمانان ہند کی حالت ایسی ہو گئی ہے مگر کیا اس سے لازم آتا ہے کہ تم چپ رہو اور جس کام کے لیے تم پیدا کیے ہو پورا نہ کرو یہ بات انکے دلوں میں پیدا ہوتی تھی اور انکا کہنا تھا کہ بالعموم بزرگ علماء اسی فوج میں ہی ہوتے

بیان تک کہ آج ہم اسی مقدس مجلس میں اس قدر تعداد ان حضرات کی دیکھ کر باغ بلغ ہوتے
 ہیں اس کار ساز حقیقی کا شکر ہے کہ ادھر سے اُسے علما کے دلون میں یہ بات ڈالی اور
 ادھر سے جمہور مسلمانوں کے عموماً اور طبقہ تعلیم یافتہ زمانہ حال کے دلون کے دروازہ خصوصاً
 سطح سے کھول دیے کہ سب ایک امر پر متفق الہی ہو گئے۔ قیل ازین کہ میں اس امر کی
 نسبت کچھ کہوں یہ نہ کہنا بعید از انصاف ہو گا کہ اگرچہ ہم آج اپنی دینی اور دنیوی بہتری کے
 سوچنے کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں مگر ہمو ذرا یہ بھی سوچنا چاہیے کہ آیا یہ دن ہاویز موقع
 اور یہ خیالات کس طرح سے نصیب ہوئے؟ امر واقعی تو یہ ہے کہ یہ سب باتیں ہمو حکومت انگریزی
 کے وسیلہ ناممکن سے ممکن ہو کر مل گئیں اور نصیب ہوئیں۔ کیا یہ آزادی جو گورنمنٹ برطانیہ نے
 ہمیں دے رکھی ہے نہ ہوتی تو کسی وجہات ہوتی کہ ندوۃ العلماء جیسی مجلس مقرر کرتا؟ کیا اگر
 ڈاک و تار وغیرہ کے سلسلے نہ ہوتے تو ہم یونہی ندوے کے متعلق اطراف ہند سے خط و
 کتابت کر سکتے؟ اگر مطابیح نہ ہوتے تو ہم ایک کے خیالات دوسرے کے پاس پہنچا سکتے؟
 اور سب زیادہ اگر ریل نہ ہوتی تو کیا ہم اطراف ہند سے جمع ہو کر یہاں پر جلس منعقد کر سکتے؟
 ہرگز نہیں۔ گو کہ یہ سب چیزیں اور بالخصوص آزادی اب ہماری نظردن میں اپنی حقیقت اولہ
 معمولی ہو گئی ہیں مگر پھر بھی جب اصلیت پر نظر ڈالو تو ہر انسان کو مشکور ہونا پڑتا ہے۔ اگرچہ
 مسلمانوں کی وہ پرانی عظمت چلی گئی اور ہند سے انکی سلطنت رخصت ہو گئی مگر ہمیں خداوند
 کریم کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہمو اگر اُسے اسلامی سلطنت سے لیکر کسی دوسرے کے حوالے
 کیا تو اچھے ہی کے حوالے کیا۔ اسلام کی ترقی جس قدر ہم چاہیں کریں۔ اذانیں جس قدر بلند
 میناروں پر چڑھ کر ہم دیکھتے ہیں دین۔ اسلام پر جو غیر مذہب والے حملے کرتے ہیں انکے
 دندان شکن جواب جس قدر ہو سکیں دین اور خود گورنمنٹ کے مذہب عیسوی کے برخلاف جس قدر
 ہم چاہیں لکھیں یہ سب برکتیں گورنمنٹ انگریزی کی ہیں اور انہیں باتوں نے ہم لوگوں کو جان بشار
 اور وقار عا یاسے گورنمنٹ برطانیہ بنا رکھا ہے۔ باوجودیکہ اس وقت بھی بعض ایزدی چند بڑی

مسلمانی سلطنتیں دنیا میں پاتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا انہیں سے کسی ملک میں مذوۃ العلماء جیسی مجلس قائم ہوئی ہے؟ بہر حال ہکو گورنمنٹ انگریزی کا از حد مشکور ہو چاہیے کہ جس کے زیر سایہ ہم لوگ امن و آسائش سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

میں نے ابھی عرض کی تھی کہ دونوں فرقے یعنی طبقہ علماء سے کرام اور جمہور مسلمانان ایک امر پر متفق الہے ہو گئے اس امر کا ثبوت یہ ہے کہ خداوند کریم کے فضل اور کرم سے مذوۃ العلماء کے سالانہ جلسے ہر سال بڑی رونق سے صوبہ جات ہند میں ہوتے رہے ہیں آجکا جلسہ بھی انہیں سے ایک ہی۔ ہر ایک طبقے کو اب یہ معلوم ہو گیا کہ انہیں مغائرت یا اختلاف نہیں تھا بلکہ صرف غلط فہمی تھی اور ناحق ایک کو دوسرا اپنے برخلاف سمجھتا تھا۔

حضرات! میں اس بات کو پروردگار کی طرف سے سمجھتا ہوں کہ اُس نے اپنی قدرت کاملہ سے ہکو مجلس عطا فرمائی مسلمانان ہند کو خداوند تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کرنا چاہیے کہ علماء کو مسلمانوں کی دنیوی حالت درست کرنے کے ساتھ انکی دینی حالت مطابق زمانہ حال کے درست کرنے کی طرف بھی توجہ ہوئی۔

میں اپنی کم لیاقتی کامیابیوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ میرا منصب اس بارے میں زیادہ کہنے کا نہیں ہے مگر میں اپنی اور اپنے اور مسلمانوں کی حالت موجودہ دیکھ کر رہ نہیں سکتا اور اگر میں اپنے توٹے پھوٹے خیالات اس موقع پر جسے میں نعمت غیر مترقبہ سمجھتا ہوں ظاہر نہ کروں گا تو یہ فسوس مجھے ہمیشہ رہے گا۔ اسیلئے آپ سب صاحبوں سے دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ میری چند باتیں اور سنیے۔ ہم مسلمانوں کی حالت کبھی اور ہرگز بہتر نہ ہوگی جب تک کہ ہماری دینی اور دنیوی حالت نہ سنبھلے گی۔ ہماری زندگی بسر کرنے کے لیے دین اور دنیا ایسے ضروری ہیں جیسے چستی کے لیے بادل سے مینہ اور سورج سے گرمی۔ دین کی نسبت کچھ کہنا فضول ہے وہ تو لازمی ہے اور اسکے لیے ہم پیدا کیے گئے ہیں مگر ساتھ ہی دنیا بھی اس سے کم لیاقتی ہے۔ ہو اگر ہماری حالت شب چو عقیدہ نماز بر بندم؛ چہ خورد با ماد فرزندم، کی سی ہوئی تو ہم سے

خدا کی عبادت کیا ہو سکتی ہے اور اسکے احکام کی تابعداری کیا کر سکتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ کو یہ خیال ہے کہ ہم مسلمانان ہند مذہب کے دور پڑے ہوئے ہیں تو میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ ہم دنیا سے بھی ہاتھ دھوئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر ہماری مسجدیں میدان پٹری ہیں اور انکی دیواریں نمازیوں کو رو رہی ہیں تو گذشتہ ہمارے عظمت بھی ان ساقیہ مسلمانوں کو رو رہی ہے اگر ہم میں سے دو تین مقتدی نمازی ہیں تو دو تین مقتدی ایسے بھی ہیں جو بالکل بے فکری سے اوقات بسری کرتے ہیں۔

نماز ہم نہیں پڑھتے روزہ ہم نہیں رکھتے۔ زکوٰۃ ہم کیا خاک دین جب ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تو اللہ میان کو کیا حصہ دین۔ دنیاوی حالت دیکھو تو سوداگری ہم میں نہیں۔ سرکاری عہدے ہمارے پاس نہیں۔ وکالت ڈاکٹری۔ انجینیری بمقابلہ دیگر اقوام اہل مذہب کے ہمارے پاس عشر شیر نہیں۔ بان چپڑاسی گری۔ کوچوانی اور جس قدر ذیل کام خواہ ریل میں خواہ سرکاری دفاتر میں وہ ہمارے حصے میں رہ گئے ہیں۔ مگر اسکی وجہ کیا ہے؟ کیا سرکار نے حکم دیا ہے کہ مسلمان معزز عہدوں پر ممتاز نہ کیے جائیں؟ کیا ہمارے مذہب نے سوداگری حرام کر رکھی ہے ہرگز نہیں۔ یہ سب ہمارا قصور ہے آزماست کہ برماست۔ دنیا کو اگر ہم نے چھوڑ دیا تھا تو کاش ہم سب پورے دیندار ہی ہوتے۔ اگر ہم نے دین چھوڑا تھا تو کاش ہم اعلیٰ درجے کے دیندار ہی ہوتے مگر افسوس کہ نہ خدا ہی ملانہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ اسلام نے تو ہمکو سب کچھ سکھلا دیا تھا۔ دین کو قائم رکھنا اور دنیا کو حاصل کرنا دونوں اکٹھے سکھائے گئے تھے مگر بدقسمتی سے اب یہ دونوں علیحدہ اور ایک دوسرے کے نقیض شاخیں سمجھی گئی ہیں جب تک کہ انکو از سر تونہ ملا یا جاوے مسلمان ترقی نہیں کر سکیں گے۔

اچھست دنیا از خدا غائل برن | فی تقاش و فقره و فرزند وزن

میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے دین اور دنیا ہم میں اکٹھے ہو جائیں کہ خدا یاد رہے۔ مرنا ہم نہ بھولیں خدا اور اسکے رسول کے احکام کے پابند رہیں اور دولت میں مالا مال اور خدا کی دینی چیزوں سے

متمتع رہیں۔ دین کے حاصل کرنے کے لیے تو ہمارے علماء کرام ہین انکی ہدایات کی پابندی ہمیں فرض ہے اور دنیا کے حاصل کرنے کے لیے زمانہ حال میں ہم مسلمانان ہند کے لیے تعلیم انگریزی ضروری ہے جس طرح سے کوئی شے بغیر آلے کے بن نہیں سکتی یہی طرح سے ہم ہندوستان میں رہ کر بغیر حاصل کرنے تعلیم انگریزی کے کسی قسم کی دنیاوی ترقی حاصل نہیں کر سکتے بدقسمتی سے زبان انگریزی کا سیکھنا برخلاف مذہب اسلام کے سمجھا گیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان دیگر اقوام ہند سے دنیاوی دوڑ میں پیچھے رہ گئے ہین۔ میں اس بات کو اپنے ذاتی تجربے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے کہ زبان انگریزی مسلمانوں کے مذہبی عقائد میں خلل ڈالتی ہے ہین آپ کو دکھلا سکتا ہوں کہ ہمارے بہت سے انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان۔ بی۔ اے۔ ایم۔ اے۔ برابر پنجگانہ نماز پڑھتے ہین اور روزہ شدت گرامین بھی اسی خوش دلی سے رکھتے ہین جیسے کہ موسم سرما میں میرے خیال میں اگر شمار کیا جائے تو مقابلہ ان پڑھ یا غیر انگریزی دان لوگوں کے انگریزی دانوں میں فیصدی زیادہ سے زیادہ ایسے نکلیں گے جو صوم و صلوة کے پابند ہین مگر بدقسمتی سے ان کو وزیا اپڑھوں اور لکھو کہا اردو فارسی تعلیم یافتوں سے کوئی نہیں پوچھتا مگر انگریزی دان خواہ منواہ اطمینان کیے جاتے ہین۔ اگر ابتداء زمانہ کے مسلمان غیر زبانین نہ سیکھتے تو جو علوم کہ انھوں نے غیر و لیے تھے اور پھر انکو اپنی زبان میں اور جلا دیکر روشن کیا تھا کیا یہ سب ترقی علوم جو وہ کر گئے ہین کر سکتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ ہماری خوش نصیبی سے ہمارے علماء کرام نے یہ تلبس قائم کی ہی اور اپنے دارالعلوم میں زبان انگریزی بھی شامل کی ہے مگر جب تک کہ وہ مسلمانوں کی دینی بہتری کے ساتھ انکی دنیوی بہتری کا خیال نہ رکھیں گے یہ کام اودھور رہے گا۔

کوئی زمانہ تھا کہ مسلمان سوداگروں نے تبلیغ کا کام اپنے ذمے لیا تھا اور انکے طفیل سے اس وقت مختلف اطراف دنیا اسلام سے بھر پور ہین آج یہ زمانہ ہے کہ گویا جو لوگ ہم میں سے تھوڑے بہت تجارت کرتے ہین انھیں اسلام سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ کوئی زمانہ تھا کہ علماء مسلمانان ہند ہدایت دینے اور رہبری کرنے کے ساتھ اپنے لیے مختلف پیشے اور کسب لازمی کیے ہوئے تھے

اگر اب یہ زمانہ آگیا ہو کہ علما کو دنیا اور اسکے کاموں سے نفرت ہو گئی ہو۔ ہیٹھ سے دنیا داروں کو دین سے نفرت۔ جہاں کسی عالم نے خدا اور رسول کی بات شروع کی تو ٹھہر جیسے گنہگار لوگ لگے گھبرانے اور جہاں (گستاخی معاف) مجلس میں خلافت مزاج تھوڑی بات بھی ہوئی تو علما خفا ہو کر چلے گئے۔ ایک فریق یہ چاہتا ہے کہ تمام مسلمان یا تو زاہدین و رتہ دارۃ اسلام سے باہر ہو جائیں۔ اور دوسرے فرقہ کو ذرا اسلام کی طرف توجہ کرانا بھی بُرا معلوم ہوتا ہے۔ کوٹ و تپلون پہننے والوں کی نسبت بعض دفعہ میں نے مردود اور کافر کہتے ہوئے سنا ہو مگر ناز نہ پڑھنے۔ روزہ نہ رکھنے کی وجہ سے کسی کی نسبت ایسے الفاظ نہیں سنے۔ بہر حال جب تک کہ ہم لوگ علمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے پچھلے قصور و نکی معافی نہ مانگیں اور آئندہ انکا ساتھ نہ دین اور صحتک کہ علمائے کرام ہم لوگوں کو گناہ کبیرہ سے نہ روکیں اور بر ملا نہ روکیں اور ہمارے اوسے قصور و نکی کو حکیمانہ روش سے نرم اور ظالم الفاظ سے تنبیہ نہ کریں تب تک یہ نیا انتظام ٹھیک نہیں چلے گا۔

ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو! | وان کس کہ گناہ نکر در چون ز سیت بگو!

اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ مجلس ندرۃ العلماء ایسی بنا پر قائم ہوئی ہے اور ہمارے علمائے کرام نے یہ طرف توجہ بندل فرمائی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ جو نام کے مسلمان رہ گئے ہیں ٹھیک مسلمان ہو جائیں گے۔ میں اب دوبارہ آپ صاحبو کا شکریہ آپ کی تشریف آوری پر ادا کرتا ہوں۔ اخیر پراسنات کا اظہار نہ کرنا بعد از انصاف ہوگا کہ سال اس مبارک جلسے کے امرتسر میں منعقد ہونیکے محرک سب سے اول منشی محمد جمیل صاحب ہوئے ہیں انکی سب سے اول تحریک سے یہاں چند صحاب جلسہ گذشتہ ندرۃ العلماء میں آجکی دعوت دینے کیلئے آمادہ و تیار ہوئے تھے منشی صاحب نے نہ صرف تحریک ہی تحریک کی بلکہ اس سے بڑا حصہ مالی امداد کا واسطے اخراجات جلسے کے اس تحریک کے ساتھ پیش کیا اسلئے میری رائے میں ہم امرتسر کو انکا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ وہ اس نیک کام کے محرک ہوئے۔

اب اخیر پر میں دعا کرتا ہوں کہ وہ حافظ حقیقی ہماری اس مجلس ندرۃ العلماء کو روز بروز ترقی دے گا ہم سب عام مسلمانوں کو توفیق دے کہ اپنے معظم و مکرم طبقہ علما کی جان و دل سے تابعداری کریں۔ آمین

یہ تقریر آٹھ بجے ختم ہوئی اس وقت مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب ہشتی قادری اپنی جگہ سے اٹھے اور یہ تحریک کی کہ ندوۃ العلماء کے اجلاس نہ کے لیے مولانا محمد مسیح الزمان خان صاحب رئیس شاہجہانپور صدر انجمن قرار دیے جائیں مولوی قاضی علی احمد صاحب بدایونی نے اپنی تائید کی اس انتخاب کو تمام حاضرین نے گرجوشی سے پسند کیا اور مولانا ممدوح رونق افروز صدارت ہوئے۔ آپ نے اپنے انتخاب پر چند کلمات مناسب حال فرمائے اور مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب ہشتی قادری سے اس بات کی خواہش کی کہ وہ مولانا ممدوح کی جانشین کے افتتاحی تقریر فرمائیں۔ چنانچہ شاہ صاحب ممدوح نے نہایت موثر اور دلچسپ پرلے میں کام کو پورا کیا۔ افتتاحی تقریر کے بعد مولوی سید عبدالحی صاحب مددگار ناظم نے ندوۃ العلماء کی سالانہ رپورٹ پیش کی جو درج ذیل ہے۔

روداد ندوۃ العلماء بابت سال ہشتم

جناب صدر انجمن، ارکان ندوۃ العلماء، اعیان صوبہ پنجاب! ندوۃ العلماء کا یہ نوان سالانہ جلسہ جو پہلی بار اس صوبہ میں منعقد ہوا ہے۔ زندہ دلان پنجاب نے ندوۃ العلماء کے ساتھ ابتدا سے اس وقت تک جس قدر ہمدردی اپنی شرکت و اعانت سے کی ہو اس پر ہر جلسے میں مسرت فلماہ کی گئی ہو اسی ہمدردی کا یہ کرشمہ ہے کہ آج ہم سب اس مقام پر مجتمع ہوئے ہیں اگرچہ اس ہمدردی کو دیکھتے ہوئے یہ اجتماع اس مقام پر بہت دیر میں ہوا ہے مگر کیا عجب ہو کہ آپ کی حوصلہ مندی سے دیر آید درست آید کا صدق ہو جائے۔ کچھ شک نہیں کہ جس نے پنجاب والوں کو زندہ دل کا خطاب دیا، اس نے بہت موزوں اور برجستہ تجویز کی ہے۔ اس عام تحریک کو دیکھتے ہوئے جو پنجاب میں پیدا ہو گئی ہے اب لیکو اس خطاب میں مناہزعت کا حق باقی نہیں رہا۔ انجمن اسلامیہ پنجاب۔ انجمن حمایت اسلام لاہور۔ انجمن اسلامیہ ام ترہ اور صدر ہا مقامی انجمنین۔ مدرسے۔ سکول۔ زنانہ تعلیم گاہیں۔ یتیم خانے۔ تجارت کی ایجنسیاں۔ اخباروں اور میگزینوں کی فراوانی اور ان کے کئی اسکول اور پیرائے یہ سب اسی تحریک کے نتائج ہیں اور اب تک اگرچہ اس معیار تک

نہیں پہنچے جسکی آرزو ہے تاہم دوسرے صوبوں کے حالات کے موازنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ غنیمت اور بہت غنیمت ہے۔

ارکان ندوۃ العلماء کو زیادہ خوشی اس بات سے ہے کہ باوجودیکہ پنجاب و الون نے تعلیم جدید سے فائدہ اٹھایا ہے اور اب بھی اس سے مستفید ہو رہے ہیں مگر جہاں تک بھلو معلوم ہے انکی دینداری پر جدید تعلیم کا بہت کم اثر پڑا ہے بلکہ اُمین اور بھی قوت پیدا ہو گئی ہے اور امید ہے کہ یہ جقدر اس پہلو کو مضبوط کرتے جائیں گے اسی قدر انکے دینی و دنیوی معاملات میں سلجھاؤ اور انکے کاروبار میں ترقی و برکت نصیب ہوگی۔

مگر صاجو! ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو اس بات کا خیال پیدا ہو کہ پنجاب میں ندوۃ العلماء کے ریح و اقتدار سے مقامی انجمنوں اور مدرسوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اگرچہ بھلو امید نہیں کہ پنجاب کے فہم حضرات اسکو باور کریں گے تاہم اس لحاظ سے کہ اچھے اور بُرے خیال کے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں میرا فرض ہے کہ میں اس بات کو ظاہر کر دوں کہ ندوۃ العلماء سے کسی انجمن اور مدرسے کو نقصان نہیں پہنچ سکتا جو عمدہ اصول پر چل رہے ہوں۔ وہ ہمیشہ ایسے نیک کاموں کو مدد دینے کے لیے آمادہ رہتا ہے۔

جس زمانے میں ندوۃ العلماء کا وفد بعض ضلع میں دورہ کرتا ہوا فتح پور اور لالہ بریلی پہنچا تھا اور اُسے وہاں کے مدرسوں کی سقیم حالت دکھی تو اسنے ان مدرسوں کو مدد دینے کے لیے جلسے کیے اور ان ضلع کے باشندوں پر ان مدارس کی ضرورت ظاہر کی اور جس قدر چندہ فراہم ہوا وہ مہتممین مدارس کے حوالے کر کے واپس آیا۔

آپ اس بات کو جانتے ہیں کہ ندوۃ العلماء کی سرپرستی میں ایک یتیم خانہ کانپور میں موجود ہے مگر جب انجمن اسلامیہ بریلی نے درخواست کی کہ ندوۃ العلماء اسکے سالانہ جلسے میں اپنے وکلا بھیج کر لوگوں کو ہدایت کرے کہ اسکے یتیم خانے میں مدد دین اس درخواست کو خوشی سے قبول کیا اور اپنے خاص خاص لوگوں کو شرکت جلسہ کے لیے بھیجا جنھوں نے علاوہ جلسے کے

متعد و مقامون پر وعظ کے اور لوگوں کو تیمم خانے کی امداد پر آمادہ کیا۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ندوۃ العلماء کے وجود سے مقامی انجمنوں اور مدرسوں کو کس قدر فائدہ پہنچ سکتا ہے بشرطیکہ یہ انجمنیں اور مدرسے اُس سے کام لیتا چاہیں اور بیخوف و خطر اُسکی مساعادت کر دہیں۔ مجھ کو اس بات کا اعتراف ہے کہ پنجاب کے دانشمند لوگوں نے اس راز کو پالیا ہے اور یہ اس بات کو جانتے ہیں کہ ندوۃ العلماء کے مقاصد میں خلل انداز نہیں ہو گا یہی وجہ ہے کہ اکثر انجمنیں اسلامیہ پنجاب کے وکلاء عموماً اور انجمن حمایت اسلام لاہور و انجمن نعمانیہ کے وکلاء خصوصاً ندوۃ العلماء کے سالانہ جلسوں میں ہمیشہ شریک ہوتے رہے ہیں اور جبکہ امرتسر میں جلسے کی تجویز قرار پائی تو ان سب انجمنوں نے کشادہ دلی کے ساتھ شرکت و اعانت میں بقدر اپنے رسوخ و اقتدار کے حصہ لیا۔ علاوہ اسکے ۱۳۱۳ھ میں ایک یادداشت میرے پاس پہنچی تھی جسپر ارکان و عمدہ داران انجمن اسلامیہ پنجاب، انجمن حمایت اسلام لاہور، انجمن نعمانیہ اور سنٹرل محمدن ایسوسی ایشن کے دستخط تھے اُس میں اس بات کی درخواست کی گئی تھی کہ ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ لاہور میں منعقد کیا جائے مگر اُس زمانے میں مصلحت اسکی مقتضی نہیں ہوئی لہذا ارکان انجمنیں شکرگزاری کے ساتھ اُنکی درخواست قبول نہ کرنے کی معذرت کی حقیقت یہ ہے کہ ہر کام اپنے وقت ہی پر ہوتا ہے۔ ہمیں شاید یہ مصلحت بھی مضمحل ہوگی کہ پنجاب میں یہ سعادت سب سے پہلے روساے امرتسر کو حاصل ہونے والی تھی۔

حضرات! ندوۃ العلماء کا یہ پہلا جلسہ ہے جو پنجاب میں منعقد ہوا ہے اس لحاظ سے مجھے چاہیے تھا کہ میں سالانہ کارروائی کے بیان کرنے سے پہلے اسکے مقاصد کی تشریح کرتا۔ مگر مجھ کو خوشی ہے کہ پنجاب کی زندہ دلی نے مجھ کو اس اہم فرض سے کسی قدر سبکدوش کر دیا ہے۔ جب تک مجھ کو علم ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب کے باشندے زمانے کی ضروریات اور مقتضیات سے ایسے نااہل نہیں ہیں کہ اُنکے سامنے مجھ کو اسکے حل کرنے کی ضرورت پڑے۔ مجھ کو یاروں نے مہما اور عہد سنبھالنے کا رکھا ہے۔ البتہ نیک مزاج اور سادہ دل مسلمانوں کی تسکین خاطر کی غرض سے یہ بات اس خاموشی کو ہی

پسند نہیں کرتا کیونکہ اُنکے دلون میں طرح طرح کے دوسے پیدا کیے جاتے ہیں جیسا کہ پچھلے سال کے تجربے سے معلوم ہوا ہے۔ کلکتہ میں جلسے سے پہلے دستور کے موافق ہمارے دوستوں کے دعوات اور وعظیں مروج گئے تھے اور اُنھوں نے بہت ہوشیاری سے کارروائی شروع کی تھی۔ سورتی تاجرون سے کہتے تھے کہ مذہب کے ارکان و باپی ہیں بیرون کو نہیں ملتے علماء و ارکان مدرسہ عالیہ سے کہتے تھے کہ یہ سب نیچری ہیں جلسہ صرف اس غرض سے کرتے ہیں کہ عربی تعلیم کی بجگنی کی جائے اور یہاں بھی مدرسہ عالیہ پر حملہ کرنے کو آتے ہیں نئے خیال والوں کے کہتے تھے کہ "مذوۃ المسلمانوں کو مغربی علوم و فنون سے ہٹا کر قال اقول میں پھنسانا چاہتا ہوں۔ احناف سے کہتے تھے کہ مذوۃ المسلمانے لوگوں کو تقلید کی قید و بند سے آزاد کرنے کے لیے یہ سوانگ کھڑا کیا ہے" اور اہل حدیث سے کہتے تھے کہ "تکو دھوکہ دیکر ہمیں بلایا جاتا ہے مقصود اُنکا یہ ہے کہ غیر مقلدون کا جوش سرد ہو جائے اور اس طریقے سے اس مذہب کی اشاعت میں کمی آجائے" غرض کہ ہر گروہ کے سامنے ایسی باتیں پیش کرتے تھے جو اُسکے خیال میں بدتر سے بدتر قسم کا گناہ تھا۔ اور یہ تو اُنکا عام شیوہ ہے کہ لوگوں میں یہ مشہور کرنے پھرتے ہیں کہ "ارکان مذوۃ المسلمانوں اس شخص کو بھی جو ضروریات دین کا منکر ہو محض کلمہ طیبہ کے پڑھ لینے سے مومن سمجھتے ہیں اور اُنکا طریق عمل اپنے مقاصد کے اجراء میں خلاف سنت ہو اور اسکے ثبوت میں رو مداد و نکی عبارتوں کو ہیر پھیر کر خلاف مقصود معانی پیدا کرتے ہیں جس سے مسلمانوں میں مذوۃ المسلمانوں کے خلاف جنبش پیدا ہو جاتی ہے۔

ارکان مذوۃ المسلمانوں نے اب تک کفیر و ضلیل کی پروا نہیں کی اور نہایت بلند جو صلی سب و تم کو برداشت کرتے رہے اور یقیناً وہ ہمیشہ اسکو برداشت کرتے کیونکہ عربی کی ایک مشہور مثل ہے بقدر العزائم تاقی المصائب۔

چین بر جبین ز جلیبش خس زینبند | دریا دلان چو آب گہر آرمیدہ اند

اگر اس بات کو وہ کیونکر برداشت کر سکتے ہیں کہ جسکے فائدہ پہنچانے کے خیال سے گایان

سہتے ہیں وہ بعض وقت اُن پریشان تقریروں سے متاثر ہو جاتے ہیں اس واسطے میں اس بات کو باواز بند کتنا چاہتا ہوں کہ جو شخص ضروریات دین کا منکر ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو اور ہمارے اعتقادات وہی ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تھے اور ہماری رو دادوں میں کوئی امر اسکے خلاف نہیں ہے۔ اگر بالفرض کسی تحریر یا تقریر میں لزوم کے طور پر کوئی غلطی سے پیدا ہوتے ہوں تو اُس غلطی پر ہم کو اصرار نہیں ہے نہ وہ ہمارا اعتقاد ہو سکتا ہے کیونکہ رو داد کوئی فقہ کی کتاب ہو نہ عقائد کی جس سے کوئی مسئلہ یا عقیدہ مستنبط کیا جاسکے یا تمام علماء و مشائخ کی جانب جو ندوۃ العلماء کے ارکان اور عمائد ہیں اسکا انتساب ہو سکے اُس غلطی کا وہی شخص ذمہ دار ہے جسکی تحریر یا تقریر میں وہ پائی جائے۔ ندوۃ العلماء صرف اُن تجویزوں کا ذمہ دار ہے جو جلسہ میں بالاتفاق یا بکثرت آرا منظور ہوتی ہیں۔

رہا یہ اعتراض کہ ہم اپنی مجلسوں میں مختلف خیال کے لوگوں کو کیوں جمع کرتے ہیں؟ اسکے مصالح بارہا بیان ہو چکے ہیں اور مختصر طور پر اب بھی میں کہتا ہوں کہ موجودہ زمانے میں ہر حالت اس بات کو مقتضی نہیں ہے کہ باہمی آویزشیں اسی طور پر قائم رکھی جائیں جیسی کہ تھی۔ اسوقت سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ ہم اختلافات و اتفاق کے حدود قائم کریں اور مناظرے کو تحقیقات علمی و مذہبی پر محدود کر کے اُن چیزوں کے استحکام کی کوشش کریں جو سب کے لیے یکساں اور مشترک طور پر مفید ہیں اور جو باہمی متفقہ قوت کے حامل نہیں ہو سکتیں اور جس طور پر مشرکین کے مقابلے میں اہل کتاب کو "تعالوا الی کلمۃ سواہ بیننا و بینکم" کہہ کر دعوت دہائی تھی اسی طور پر ہم تمام مسلمانوں کو لیکر اس تباہی کے سیلاب کے روکنے کی کوشش کریں جو ہمارے مذہب ہمارے اخلاق ہمارے تمدن ہمارے علوم اور ہماری تہذیب ناموری کو بہا لجانے کے لیے اُٹھا ہوا چلا آ رہا ہے۔

علاوہ اسکے یہ بات بھی غور طلب ہے کہ ہم اُنھیں حضرات کو دعوت دین اپنے خیال میں نیک دیندار اور متقی سمجھتے ہیں اور اُنھیں کوہ غطا دہا ہوتے۔ سفید

تو یہ امر تحصیلِ حاصل سے کم نہیں۔ وہ مسجدوں میں آکر وعظ سے فائدہ اٹھاتے اور غلہ کی مجلسوں میں شریک ہو کر ضروری مسائلِ حلال کرتے رہتے ہیں۔ ضرورت تو اس بات کی ہو کہ جو لوگ ہم سے جدا ہو گئے ہیں اور ہماری مجلسوں میں آنا اور جماعتوں میں شریک ہونا کسرِ شان سمجھتے ہیں انکو دعوت دیکر اس بات کا موقع دیا جائے کہ وہ علما کی صحبت سے مستفید ہوں اور علما انکی ضرورتوں سے واقفیت حاصل کریں تاکہ وہ حدِ فاصل ٹوٹ جائے جو ان دونوں کے درمیان میں قائم ہو گئی ہے اور جسکی وجہ سے پراگندگی بڑھتی جاتی ہے۔

ایک بات اور بھی سمجھنے کی ہے۔ دنیا میں جتنے کام ہوتے ہیں وہ ایک شخص کے کرنے سے نہیں ہوتے ایک مکان بنانا ہوتا ہے تو انجینیر کی مہارت و نکی۔ مزدوروں کی اور مختلف قسم کے اسباب تعمیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ مزدور معماروں کا اور معمار انجینیر کا کام نہیں کر سکتے اور انجینیر روپیہ سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ اور روپیہ بھی ہو لیکن سامان تعمیر کے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا وہ مکان ہمیشہ عالم خیال کا ایک خواب رہے گا۔ یا یوں خیال کیجیے کہ ایک مریض کے معالجے کے لیے طبیب کی ضرورت ہو جو مرض کو تشخیص کر کے اسکے واسطے دوا تجویز کرے پھر وہ دوا عطاری کی دکان سے خرید کی جائے پھر یہ دوا دارا اسکو بنا کر مریض پر استعمال کرے۔ طبیب عطاری کی اور عطاری دارا کی ضرورت کو رفع نہیں کر سکتے جب دنیا کے چھوٹے چھوٹے کاموں میں ایک خفیف ضرورت تعاون و تناصر کی محتاج ہے اور انہیں مختلف مذاق اور مختلف مشرب کے لوگوں کی حاجت ہے تو تنہا بڑے کام میں کیونکر اسکی ضرورت نہ ہوگی؟

بہر حال اس اعتراض کو ہم کبھی تسلیم نہیں کر سکتے کیونکہ اس زمانے میں یہ امر قرینِ حجت ہے نہ اسلامی اخلاق و تہذیب کے روسے جائز ہے جن لوگوں کو خدا نے فہم و فراست عطا فرمائی ہو اور نفسانی اغراض نے انکی عقلوں کو تاریک نہیں کیا وہ مذوۃ اہلما کی اس حکمتِ علی کو بہت دور اندیشی کی حکمتِ علی سمجھیں گے اور جن سادہ مزاج لوگوں کو اسپر غور کرنے کا موقع

نہیں ملا وہ آج نہیں توکل مقتضائے وقت کو سمجھیں گے اور ہمارے قوت بازو بننے کی کوشش کریں گے۔

اگرچہ میں نے معزز حاضرین کا وقت ایسی باتوں میں صرف کیا ہے جو خوشگوار نہیں ہیں مگر نصیبی سے جو اس وقت حالت ہو گئی ہے اس سے بالکل غماض کرنا بھی مصلحت نہیں جناب صدر انجمن!

ندوۃ العلماء کے اجلاس ہشتم میں دو تجویزین منظور ہوئی تھیں۔ ایک تجویز یہ تھی کہ حسب دفعہ (۵۶) دستور العمل ندوۃ العلماء کی ایک مجلس منتخب کی جائے جو ندوۃ العلماء کے دستور العمل پر غور و فکر کر کے اسکی ترمیم کرے۔ مولانا عبدالحق صاحب دہلوی نے اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اس وقت جو دستور العمل موجود ہے وہ ابتدائے میں ضرورت کے موافق بنا لیا گیا تھا۔ اب وہ ضرورتیں بدل گئی ہیں اور اس بات کی حاجت پیش آئی ہے کہ اسکو زیادہ وسیع کیا جائے۔ اس تجویز کے موافق اسی جلسے میں ارکان اس مجلس کے منتخب کیے گئے۔ میں نے بائبندی اس تجویز کے دستور العمل اور کل کاغذات متعلقہ ارکان کی خدمت میں بھیج دیے تھے اور اکثر حضرات نے مہربانی کر کے اپنی اپنی رائیں تسلیم فرما کر بھیج دیں اور مشورہ ارکان مجلس خاص مولوی عبدالحق صاحب کیل چندوسی اور خان بہادر منشی اطہر علی صاحب وکیل لکھنؤ کو وہ تمام رائیں سپرد کی گئیں تاکہ وہ ان سبکو ترتیب دیکر آئندہ جلسے میں پیش کریں۔ چنانچہ مولوی عبدالحق صاحب نے ان سب پر غور و فکر کر کے ایک دستور العمل مرتب فرما کر دفتر میں بھیج دیا۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔

ایک مہموریل اس مضمون کا پیش کیا جائے کہ گورنمنٹ ندوۃ العلماء کے مقاصد کی جانب نظر ہمدردی فرمائے اور بھلو لازم ہے کہ ہم اپنی کارروائیاں اس طریقے سے کریں کہ ہمیشہ گورنمنٹ کے مورد عنایت رہیں۔

مولوی سید شرف الدین صاحب بیرسٹریٹ لائن نے اس تجویز کو پیش کرتے ہوئے نہایت جربہ اور موثر تقریر کی تھی۔ لائق محرک نے برٹش گورنمنٹ کے ساتھ مسلمانوں کی بے مثل وفاداری کا یہاں پر شوکت الفاظ میں اظہار کیا پھر یہ فرمایا کہ مسلمانوں کو زلمے کی ضروریات کا کیونکر علم ہو؟ کس طرح وہ زمانہ حال کی تعلیم کے حصول کی کوشش میں مصروف ہوئے؟ اور کس طریقے پر وہ اپنی مذہبی تعلیم کے جانب سے غافل ہو گئے؟ اسکے بعد اس امر کو اپنے سامعین کے مرکوز خاطر کرنے کی کوشش کی کہ مذہبی تعلیم کی کس قدر بھلو ضرورت ہو اور علما کی بھلو جادہ حق پر قائم رکھنے کیواسطے کس درجہ ہمارے لیے حاجت ہے۔ انھوں نے یہ بھی اچھی طرح ثابت کیا کہ ندوۃ العلماء گورنمنٹ اور قوم دونوں کا ایک فرض ادا کرنا چاہتا ہے کیونکہ وہ ایسے علما پیدا کرے گا جو ان برکات سے ناواقف نہ ہوں گے جو گورنمنٹ کے نیک ارادوں کو عمدہ طور پر سمجھ کر ملک میں پھیلینگے اور مواعظ کے ذریعے سے انکی اشاعت کریں گے اور جو اس طریقے پر مسلمانوں کو ایک وفادار قوم بنانے میں مدد دین گے۔ انھوں نے اپنی دلی امید ظاہر کی کہ آئندہ گورنمنٹ ندوۃ العلماء میں رابطہ قائم ہوگا اور گورنمنٹ کو یہ اطمینان دلاتے ہوئے اپنی فصیح و بلیغ تقریر کو ختم فرمایا کہ ندوۃ العلماء روپیہ یا خطاب کا خواہشمند نہیں ہے اسے ایک پاک مقصد پورا کرنا ہے جسکے واسطے صرف اتنی التجا ہے کہ وہ اسکے ساتھ ہمدردی اور عنایت فرما کر اسکا دل بڑھائے۔ یہ نفیس اور پر معنی تحریک بہت کشادہ دلی کے ساتھ منظور کی گئی اور جلسے کے بعد اسکی تعمیل میں کوشش کی گئی۔

ہم نواب وقار الملک بہادر کے شکر گزار ہیں جنھوں نے سب سے پہلے اسکا موقع حاصل کیا اور نواب اشٹنٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ و اودھ سے لکھنے کے مقام میں مکرندوۃ العلماء کا

تذکرہ کیا۔ ہزار نے اسکو بہت خوشی سے سنا اور فرمایا کہ ۱۳۔ مارچ ۱۹۰۲ء کو علی گڑھ پہنچ کر اسکے بابت مفصل گفتگو فرمائیں گے۔ چنانچہ ۱۳۔ مارچ کی ملاقات میں فرمایا کہ ”مجھ کو کسی کی طرف سے کچھ شبہ نہیں ہے“ اور یہ بھی فرمایا کہ ”اگر نینی تال پر ندوۃ العلماء کی طرف سے ڈیپوٹیشن آوے گا تو خوشی اس سے ملاقات ہوگی“ انھیں دنوں میں خان بہادر منشی محمد طہر علی صاحب مشیر قانونی انجمن ہند تعلقداران اودھ سے اس تقریر کا اعادہ فرمایا۔ اسکے بعد حسب تجویز جلسہ تہنہ ایسے منعقدہ ۱۶۔ ربیع الثانی ۱۳۲۰ھ کے حضور ممدوح کی خدمت میں ندوۃ العلماء کے وفد کو پذیرا فرمانے کی عرضداشت کی گئی اور ۲۲۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ کو اسکا جواب پرائیوٹ سکرٹری کی طرف سے موصول ہوا جو مندرجہ ذیل ہے۔

گورنمنٹ ہاؤس

نینی تال

۲۵۔ اگست ۱۹۰۲ء

جناب من!

مجھے یہ ارشاد ہوا ہے کہ میں آپکی چھٹی مورخہ ۲۰ء حال کی رسید بھیجوں اور اطلاع دوں کہ سب سے زیادہ سہولت ہی میں معلوم ہوتی ہے کہ ندوۃ العلماء کے سالانہ عام جلسے کے بعد ہزار ڈیپوٹیشن کو بلائیں۔ ہزار ابتدا سے نومبر میں آہ آباد تشریف لے آئیں گے اور مجھے یہ دریافت کرنا ہے کہ آیا آپکے لیے ایڈریس پیش کرنے کے واسطے ۸۔ تاریخ ماہ نومبر مناسب تاریخ ہوگی؟

راج۔ جے۔ سٹائلر

انڈین سول سروس پرائیوٹ سکرٹری

صاحبو! مولوی شرف الدین صاحب بیرسٹریٹ لائے گو کہ اس تجویز کو ندوۃ العلماء نے آٹھویں سالانہ جلسے میں پیش کیا مگر شروع ہی سے ندوۃ العلماء نے اپنے طرز و روش سے

اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اسکی بنیاد و وفاداری اور راستبازی پر ہے اور وہ گورنمنٹ کی مہربانی کا خواہشمند ہے۔ اسکے مقاصد و اغراض کو باریک بین نگاہ سے دیکھنے کے بعد اس بات کی پوری تصدیق ہو سکتی ہے۔ وہ اگرچہ لفاظی کو ناپسند کرتا ہے اور فعل کو قول پر ترجیح دیتا ہے تاہم مختلف موقعوں پر تقریر اور تحریر کے ذریعے سے اسکا اظہار کیا ہے اور اہمیت و تعزیت کے موقعوں پر دلی جوش اور سچی وفاداری کے ساتھ بھردی اور مبارکباد کا اظہار حکام وقت سے کرتا رہا ہے اور چونکہ اس اظہار سے نمائش اسکو منظور نہ تھی اسواسطے اخباروں میں اسکی اشاعت کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی۔

سب سے زیادہ ارکان ندوۃ العلماء نے اس بات کا لحاظ رکھا ہے کہ اسکی تمام کارروائیوں علانیہ اور خفیہ طور پر الا شہاد کی جائیں اسواسطے ہر جلسے میں اپنے حکام سے استدعا کی ہے کہ وہ شریک ہو کر تمام کارروائیوں کو چشم خود ملاحظہ فرمائیں۔ لہذا انکی تجویز سے یہ سمجھنا نہ چاہیے کہ ندوۃ العلماء کو آٹھ برس کے بعد ایسی ضروری تجویز کی طرف خیال پیدا ہوا ہے۔

جناب صدر انجمن!

ندوۃ العلماء نے سال زیر بیان میں صرف اسی قدر کارروائی نہیں کی بلکہ بسنے اپنے تحت دارالعلوم کی پوری نگرانی اور اسکے نظم و نسق میں مفید صلاحین کی ہیں اسکی مفصل رپورٹ کل اپنی خدمت میں مہتمم دارالعلوم پیش کریں گے مگر اسکی صلاح اور ترقی کے لیے ندوۃ العلماء اس سال جو کارروائی کی ہے اسکو بالاجمال میں عرض کرتا ہوں۔

دارالعلوم کے متعلق ندوۃ العلماء نے سب سے پہلا کام سال زیر بیان میں یہ کیا کہ اونے درجہ متوسط کے دوسرے سال کی خواندگی کھولنے کی منظوری دی اور اسکا نصاب تجویز کیا اور مجلس دارالعلوم کے ارکان کا از سر نو انتخاب کیا اور سب سے زیادہ مفید انتظام یہ کیا کہ تقسیم خدمت کے ضوابط پر ارکان مجلس دارالعلوم میں سے بعض بعض کو ایک ایک خدمت سپرد کر دی ہو اور انجمن مولوی غیب اللہ صاحب و مولوی مسیح محمد صاحب تائب کے ذمے تعلیم کی نگرانی کی گئی ہو

اور میرے سپرد والا قاسم کے طلباء کی عام تہذیب اخلاق کی نگرانی کی گئی ہے۔ اور مصارف دارالاقامہ کی نگرانی اور جانچ پر تال منشی محمد احتشام علی صاحب کے سپرد کی گئی ہے جو مجلس مال کے معتمد (سکرٹری) بھی ہیں اور حکیم خورشید علی صاحب کے ذمہ صفائی و نگرانی حفظانِ صحت کا کام سپرد کیا گیا ہے۔ فنتلح مدرسہ سے اس وقت تک طلبہ کا معالجہ حکیم صاحب مدرسہ کے ہی ذمے رہا ہے اور حکیم صاحب نے اس خدمت کو بہت محنت اور تندہی سے ادا کیا ہے جس پر ہم سب کو شکر گزار ہونا چاہیے۔ اب دارالاقامہ کی صفائی کی نگرانی خاص طور پر نکلے اہم خدمت کا ذمہ کر دی گئی ہے اور عام نگرانی ہر صیفی کی خان بہاد منشی محمد اطہر علی صاحب و مولوی مسیح الزمان خان صاحب کے متعلق کی گئی ہے۔

نصاب درس کی ترتیب و ترمیم کے واسطے اب تک کوئی خاص مجلس نہیں تھی بلکہ انتظامیہ اس خدمت کو خود ہی ان حضرات کے مشورے سے جنکو تعلیم کے متعلق پورا تجربہ حاصل ہے انجام دیتا تھا۔ سال زیر بیان میں اس کام کے واسطے ایک خاص مجلس قائم کی گئی جسے صوبہ مولوی عبداللہ صاحب ٹونگی اور مولوی محمد فاروق صاحب چریا کوٹی جیسے تجربہ کار حضرات منتخب کیے گئے ہیں اور اس مجلس کے معتمد مولوی عبدیہ الرحمن خان صاحب رئیس بھیکن پور قرار پائے ہیں امید ہے کہ پہلے سے زیادہ اب نصاب کی ترتیب و ترمیم کا کام خوش اسلوبی سے انجام پائے گا۔

کتب خانے کا بھی کوئی مستقل انتظام اب تک نہیں تھا اب خدا کے فضل سے سات ہزار سے زیادہ کتابیں سمین موجود ہیں اسوجہ سے اسکا بھی حالت موجودہ کے لحاظ سے معقول انتظام کیا گیا ہے اور ایک علیحدہ مکان اسکے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے اور کچھ جدید الماریاں خرید لی گئی ہیں اور ایک ناظر اور ایک دفتری مقرر کیا گیا ہے تاکہ ان کتابوں کو سلیقے سے مرتب رکھے اور جلد و نکی مرمت ہوتی رہے کیونکہ جو حضرات کتابیں بھیجتے ہیں وہ نئی ہوتی ہیں تو انکی جلد سازی کی اور پرانی ہوتی ہیں تو انکی مرمت کی ضرورت پڑتی ہے۔

مگر صابو! جو کچھ ہو رہا ہے وہ بہت جزسی اور کفایت سے ہو رہا ہے۔ چادر اس قدر تنگ ہو کہ ہاتھ پانوں اچھی طرح نہیں پھیل سکتے۔ اگر اہل اسلام ان کاموں سے دلچسپی لیں تو خاطر خواہ انتظام کا ہونا کچھ دشوار نہیں۔ عیسائیوں کے چرچ اور مشن ہندوستان کی چھ چھوٹی مین پر کام کر رہے ہیں اور ایک قسم کے نہیں بلکہ بیسیوں طریقے کے سکول ہیں۔ کالج ہیں۔ زرنانہ تعلیم گاہیں ہیں۔ نہ چا خانے ہیں۔ ہسپتال ہیں۔ اور ہر مقام پر ان کے منادی و عطا کرتے پھرتے ہیں۔ یہ سب جو کچھ کر رہے ہیں قومی چندے سے کر رہے ہیں جو کروڑوں کی مقدار کو پہنچ جاتا ہے اور شان و شوکت کو دیکھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سلطنت کا کام ہے۔ آپ جانتے ہیں اس مقدار کو جو چندہ ہوتا ہے انہیں بڑی رقمیں بھی ہونگی مگر زیادہ تر تھوڑا تھوڑا کر کے اس قدر ہو جاتا ہے ۶ قطرہ قطرہ بھسم شود دریا۔ مگر یہ جمع کیسے ہوتا ہے؟ یہ عجب مزے کی بات ہو کہ دیتے ہیں اور دینے والوں کو ناگوار نہیں ہوتا۔ دینے والوں کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ اور لینے والے کروڑوں روپے کے صرف سے ایسے حیرت انگیز کام کر رہے ہیں! اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ قومی کاموں سے عام دلچسپی کس قدر ہو؟۔ اگر ہم لوگوں میں بھی یہ بات پیدا ہو جائے تو پھر ہلکوا اور آپ کو دونوں کو راحت ہو اور ہتیلی پر سرسوں جلنے کی خواہشمند جو ہم پر اعتراض کر رہے ہیں کہ ”مدوۃ العسلما نے اب تک کیا کیا؟ تعلیم ہی ناقص حالت میں ہے۔ علمائے اتفاق نہیں پیدا ہوا۔ عام مسلمانوں کے اخلاق ویسے ہی خراب ہیں۔ رسم و رواج کی پابندی ان ویسے ہی تباہ کر رہی ہیں۔ یہ اور ایسے ہی بیسیوں اعتراض بالکل رفع نہ ہونگے تو کم ضرور ہو جائیں گے۔

صابو! آپ خود ہی انصاف فرمائیے کہ جب تک ہمارے ہاتھ میں اس قدر روپیہ نہ ہو کہ ہم دارالعلوم اور دارالافتاء کے مکانات اپنی مرضی کے موافق بنائیں۔ مدرسین جیسے چاہیں ویسے رکھیں۔ مالیات مقرر کریں اور جو کتابیں چھپی نہیں ہیں اور انکا انصاف میں رکھنا ضروری ہے انکو چھپوائیں اور اپنی ضرورت کے موافق تصنیف کرائیں اور انکا مقرر کریں

اور جہاں جہاں ضرورت ہو انکو بھیجیں اسوقت تک ہمارے وعدے کیونکر پورے ہو سکتے ہیں؟ صرف وعدہ کر دینے اور تجویز پاس کر لینے سے کام نہیں چل سکتا اسکے ہم بیشک گنہگار ہیں کہ ہم نے ایسے لمبے چوڑے وعدے کر لیے ہیں مگر مننے خدا کے فضل کے بھروسے پر اور مسلمانوں کی حیرت پسندی کے لحاظ سے جو انکی طبیعت ثابثہ ہو گئی ہے یہ وعدے کر لیے ہیں اور ہم کو امید ہے کہ آج نہیں توکل ہماری یہ آرزو ضرور پوری ہوگی۔ من توکل علی اللہ فہو حسبہ مجلس مال کے انتظام میں گزشتہ برسوں میں جو تبدیلیاں ہو چکی ہیں انکو میں پھپھلی اور پورٹون میں بیان کر چکا ہوں اور جہاں تک مجکو معلوم ہوا ہے اس انتظام میں نقص نہیں نکالا گیا۔ سرمائے کی حفاظت کا جو طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے اسکو نذوۃ المسلمانے اختیار کیا ہے اور سال زیر بیان میں مجلس مال کا معتمد (سکرٹری) ایسا شخص منتخب کیا گیا ہے جو ایک بڑے کارخانے کا مالک اور ڈائریکٹر ہے وہ منشی محمد احتشام علی صاحب بیس کا کوری فرزند منشی محمد امتیاز علی صاحب مرحوم وزیر بھوپال ہیں۔ صوبہ پنجاب کے حضرات انکے نام سے شاید وقف نہ ہوں مگر مالک متحدہ اگر وہ داد دھ کے اکثر لوگ انکو جانتے ہیں اور اس انتخاب کو انھوں نے پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا ہے منشی صاحب مدوح اپنے فرائض کو بہت خوش سہلوی سے ادا کر رہے ہیں۔

صاحبو! اب مجکو یہ بات عرض کرنا اور باقی ہے کہ سال زیر بیان میں ہمارے معزز رکن خان بہادر حاجی شیخ قادر بخش صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ فیض آباد کی فیاضی سے منصفیہ وظائف میں مستقل سرمائے کے اعتبار سے ایک مفید اضافہ ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ شیخ صاحب مدوح نے اپنے مواضع موقوفہ ضلع پر تباہ گڑھ کا نصف منافع یعنی منجملہ آٹھ آنے کے چار آنے کا منافع علوم عربیہ کی تعلیم کے لیے مخصوص کر دیا ہے اور تا بقلمے دارالعلوم اسکے طلبہ کو دیگر مدارس کے طلبہ پر ترجیح دی ہے اور ہی لحاظ سے منجملہ متولیان وقف کے ذریعہ ان کے معزز رکن اور انکی مجلس مال کے معتمد منشی محمد احتشام علی صاحب بیس کا کوری کو اس

جاندا وکامتولی قرار دیا ہے۔ اس جائداد کا منافع بعد وضع مالگزاری و اخراجات دیہی کے دو سو روپے سالانہ سے کم نہیں ہے جس سے کم از کم چار غنم مستطیع طلبہ کو وظائف دیے جاسکتے ہیں شیخ صاحب کی یہ فیاضی سچے اعتراف اور دلی شکر کے مستحق ہے اور اس قابل ہو کہ دو لاکھ تین سو روپے اسکی تقلید کریں۔

علاوہ اسکے دو وظیفے ریاست جو ناگرہ کے نامور اور فیاض وزیر خان بہادر شیخ بہادر الدین صاحب سی آئی اے نے عنایت فرمائے ہیں جو بہاء الدین وظیفے کے نام سے موسوم ہیں۔ وزیر صاحب بہادر کی یہ فیاضی کچھ نئی نہیں ہے اپنے ندوۃ العلماء کو ایک عرصے تک سالانہ امداد عنایت فرمائی ہے اور سال گذشتہ میں ایک ہزار روپیہ تعمیر درمگاہ کے لیے عنایت فرمایا ہے۔ امید ہے کہ ایسے فیاض اور مخیر بزرگ کی توجہ سے ندوۃ العلماء کو آئندہ بہت کچھ مدد ملے گی اس لیے ہم سب کو انکا شکر گزار ہونا چاہیے۔

آخر میں مجھ کو افسوس کے ساتھ ایک معزز رکن کا ذکر خیر کرنا ہے جو سال زیر بیان میں ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہو گیا ہے۔ آپ مولوی شیخ احمد صاحب جیتگر کے نام سے واقف ہونگے جو بمبئی کے رئیس اور خاندان کوکن کے مقتدر ممبر تھے اور عربیت میں بہت بلند مرتبہ عالم تھے انکو ندوۃ العلماء سے خاص قسم کی دلاویزی تھی چونکہ خود علالت مزمنہ کی وجہ سے جلسے میں شریک نہیں ہو سکتے تھے اس لیے ہر سال اس موقع پر عربی نظم کے ذریعے سے اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس سال جلسے سے پہلے انکا انتقال ہو گیا مگر انھوں نے مرض الموت میں اپنے قابل اور لائق بھائی شیخ عبد اللہ صاحب جیتگر کو وصیت کی کہ وہ ندوۃ العلماء کو ہمیشہ مدد دیتے رہیں اور کچھ روپیہ بھیننے کی بھی ہدایت کی جسکی تعمیل انکے بھائی نے کر دی ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ جو مہم مہم کے واسطے دعا فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں انکو جگہ دے۔

(وقت کسی ہزار آدمیوں کا جمع تھا جنہیں کئی سو علماء و مشائخ تھے ان سب نے نہایت شوق و

خروش سے مرحوم کے واسطے دعا سے مغفرت کی۔

اسکے بعد مولوی سید عبدالحی صاحب مددگار جلسہ کما کہ میں نے ابھی رپورٹ میں مولوی عبد اللہ صاحب جتیکر کا ذکر کیا ہے اس معزز فضل نے اپنے بھائی کی تقلید کی ہے اور قصیدہ بھیجا ہے جسکو میں پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ شیخ عبد اللہ جتیکر اپنے بھائی کے قابل جانشین ثابت ہونگے اور ندوۃ العلماء کو ان سے ہر طرح کے فائدے پہنچیں گے۔

اسکے بعد ندوۃ العلماء کا سالانہ جمعہ حسیب جو آٹھ مہینے کے بابت تیار کیا گیا تھا پیش کیا (یہ جمعہ جی اسی روڈا کے آئینہ میں درج ہے)

رپورٹ کے ختم ہونے پر مولوی حبیب الرحمن خان صاحب رئیس ٹیکن پور اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنے گذشتہ سال کی کارروائی پر چند قیمتی اور قابل توجہ رٹیں اپنی پر معزز تقریر میں ظاہر فرمائیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

خلاصہ تقریر مولوی حبیب الرحمن خان صاحب رئیس ٹیکن پور

ندوۃ کے مقاصد دیگر قومی انسٹی ٹیوشنوں کے خلاف نہیں ہیں بلکہ منظر غائر دیکھا جائے تو یہ ان سب کے ساتھ متحد الاغراض ہے اس لیے جیسا کہ مولوی عبدالحی صاحب نے اپنی رپورٹ میں بوجہ مباحثہ بتا دیا ہے کیونکہ ہرگز ہرگز یہ خدشہ نہ ہونا چاہیے کہ وہ ان دوسری قومی انجمنوں وغیرہ کے کام میں دراندازی کرے گا۔ کانفرنس انجمن نعلانیہ انجمن حمایت اسلام وغیرہ سب نے اب تک ندوہ کی تائید ہی کی ہے پس یہ کب ہو سکتا ہے کہ یہ ان کے احسان کے عوض انکی مخالفت کا بیڑہ اٹھائے

اجلاس لکھنؤ میں خواجہ عزیز الدین صاحب نے یہ شعر پڑھا تھا

آب این چشمہ جاری برودتا بہنجاہ فیض این ابر جاری برودتا بہ بہار

صد شکر کہ دونوں صوبوں کے اجلاس سے یہ آرزو سے دیرینہ بقاوت تقدیم و تائید ایک طرف

پوری ہوئی اور اس سے زیادہ دائمی و باڈار فیوض و برکات کی انشا اللہ آئندہ بہت کچھ توقع ہو
 ندوے کو چونکہ اپنی قوم کی اصلاح حال کے یہ قابل قدر موقع گورنمنٹ عالیہ کے سایہ طہفت
 میں اور اسی کی نظر عنایت سے حاصل ہوئے ہیں اس واسطے اسے گورنمنٹ کی خیر خواہی اور
 وفاداری کو ہمیشہ مرعی رکھا ہے اور انشا اللہ ہمیشہ رکھے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ندوہ کو لنگیس
 کچھ سروکار نہیں ہے ہاں اگر محض بطریق ہتصواب رائے سرکار شوکت مارا کینڈست میں کچھ
 عرض معروض کرنا ہو تو اسکا مضائقہ نہیں۔ ندوے کی اس ابتدائی حالت میں سرمائے کی
 جس قدر ضرورت تھی اور ہے اس سے زیادہ اہم تر اس سرمائے کی حفاظت تھی جسکے لیے
 کوئی بڑا ہوشیار و مدبر امین ہونا چاہیے تھا۔ اول اول بنیک میں رکھنے وغیرہ کی تجاویز
 پیش ہوئیں مگر ہمتام مسرت ہو کہ بالآخر ندوے کو اس ذمہ داری کے کام کے لیے ایک
 نہایت معتد اور ہوشیار شخص مل گیا۔

مولوی حبیب الرحمن خان صاحب کی تقریر کے بعد شیخ عبد القادر صاحب بی۔ اے ایڈیٹر
 اہل زور لاہور نے حسب مندرجہ ذیل تقریر فرمائی جسکو معزز ارکان نے دل لگا کر سنا۔

خلاصہ تقریر شیخ عبد القادر صاحب بی اے ایڈیٹر اہل زور لاہور

ندوے کے فرائض و اغراض و مقاصد نہایت ذمہ داری کا اور مہتمم بالشان کام ہے جتنا اہم ہے
 اتنا ہی دشوار اور دیر طلب جیسا کہ تمام بڑے بڑے کام ہوا کرتے ہیں برخلاف بھانسی کے
 سانگے یاداری کے نمائشے کے جو حیرتناک تو ضرور ہوتا ہے مگر بھجواسے "ہر چیز دو دو برابر آید دیر
 نپاید" اسکے کرشمے ہوتے بھی موموم و ناپایدار ہیں۔ مذہب کا لوگون کے طبائع پر بڑا برد
 اثر ہوتا ہے جسکی مثال سیم پور (طاقت دخانی) کی سی ہو اور یہ طاقت ہے ہمارے مقدس علماء
 دین کے ہاتھ ہی جدھر چاہیں امت محمدیہ کی اس طاقت کو لگا سکتے ہیں اور جو کام چاہیں

اُس سے لے سکتے ہیں چنانچہ تعلیم انگریزی کی ترویج میں ابتداء کیسی کیسی مشکلات پیش آئیں تکب
 ان حضرات نے اسکی ضرورت کو محسوس و تسلیم نہ کیا اور قوم کے لیے اسکو جائز نہ قرار دیا۔ انکے
 اشارے کی دیر تھی کہ جا بجا تعلیم کا چرچا پھیل گیا۔ اب بھی انہیں حضرات کی اعانت درکار ہے
 کیونکہ کام لینے والے کے بغیر طاقت خود بخود کچھ نہیں کر سکتی۔ ہم دنیا دار لوگ بخوشی انکے ساتھ
 مل کر ہبہ و قوم کے لیے سعی و جانفشانی پر آمادہ ہیں اور اسے محض فضل ایزدی سمجھنا چاہیے کہ
 حُسن اتفاق سے ایسے خدا ساز سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ بات بظاہر دل کو لگتی اور کھٹکتی سی
 ہو کہ گذشتہ آٹھ سال کے معقول عرصے میں ندوہ نے کیا کچھ کر کے دکھلایا ہے لیکن بامعان
 نظر دیکھیں تو اس اعتراض کی ذرا بھی وقعت باقی نہیں رہتی کیونکہ اصلاح قوم اور پھر اصلاح بھی
 کیسی؟ مذہبی و معاشرتی کچھ بچوں کا کھیل یا منہ کا نوالہ نہیں کہ دیکھتے دیکھتے ہسپ کر جائیں۔ جو
 لوگ ایسے اہم اور دشوار کام میں ہستیلی پر سرسوں جانا چاہیں یہ انکی غلطی ہے۔ ابتداء میں
 ندوے کو جو مشکلات پیش آئیں اور جن جن دقتوں کا سامنا ہوا انکے نظر کرتے ہمسے پوچھو
 تو جو کچھ ندوے نے اب تک کیا بس غنیمت ہو اور اسے خاصی کامیابی کہہ سکتے ہیں۔ ہاں
 اس میں شک نہیں کہ ابھی اسے بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

شیخ عبدالقادر صاحب بی۔ اے جو وقت اپنی تقریر تمام کر چکے معزز حاضرین نے بھینسی
 شمس لعل مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی کی طرف نگاہیں دوڑائیں۔ وہ فور شوق اور شدت
 انتظار کے چھڑٹ میں مولوی صاحب مدوح منصبہ (ایڈیٹر) پر تشریف لائے اور اپنا کریسی
 ایسے موثر اور دردا انگیز لہجے میں پڑھا جسکو سننے وقت سامعین ہمہ تن گوش اور سر ہلایا
 حیرت بنگئے تھے خصوصاً دو بہن اول کے کچھ ایسے پڑھے گئے جنھوں نے علما پر ایک
 خاص کیفیت پیدا کر دی اور جہاں تک دریافت ہوا ہے اسکا مزہ اب تک لگتا ہے۔
 بھولے۔ اس ترکیب بند کے پڑھنے سے پہلے مولوی صاحب نے ایک مختصر تقریر

بھی کی تھی اور درمیان میں بھی جا بجا حالت اور موقع کے مناسب تقریر کرتے جاتے تھے جس سے سامعین کو زیادہ لطف آتا تھا۔ اس ترکیب بند کو مولوی صاحب نے کانپور میں چھپوایا تھا جسکی سو کا بیان اس وقت موجود تھیں انکو حاضرین نے ہاتھوں ہاتھ خریدا۔

ترکیب بندیں علامہ مولوی محمد شبلی صاحب دہلوی

ایک پرسی چکنا نیم؛ وچہ سامان داریم؟	اپنے ہا سچ نیرزد و بجان آن داریم
مانہ آئیم کہ دیم سکندر ^{طلب} نیم	مانہ آئیم کہ اورنگ سلیمان داریم
مانہ آئیم کہ بر شیوہ ارباب چشم	روی در اسے بدر دولت سلطان داریم
مانہ آئیم کہ با حاجب و دربان باسیم	مانہ آئیم کہ بام و در و ایوان داریم
مانہ آئیم کہ پامسند و بالین ازیم	مانہ آئیم کہ سر داب و شبستان داریم
مانہ آئیم کہ بدان پایہ کہ چون محشان	چارہ از قاسم و استبرق و کتان داریم
مانہ آئیم کہ یک شیوہ باین گیم	مانہ آئیم کہ یک کار بہ سامان داریم
خاکساران جہانیم و از اسباب جہان	بودیائے ست کہ در کلبہ احزان داریم
جسے ز خامہ و اوراق پریشان بود	بیش و کم اچھے پیدا و پنہان داریم
گاہ گاہے بسوے کلبہ ما با جہانم	تا یہ بینی کہ پتہ برگ و سرو سامان داریم
تو کیاب برہ و شہد و شکر می جوئے	ماہمان پارہ ناسے بسرخوان داریم
تو عنلمان کہ بستہ بفرمان خواہی	ما غلام خود و خود گوش بفرمان داریم

ہم بیک حال بودے سرو سامانی ما

کہنہ ہرگز نشود جامہ عسریانی ما

گر ز ما شیوہ دیرینہ ما خواہی است

جامہ کہنہ سرو دیرینہ ما خواہی است

عجز و افتادگی و طوع و رضا خواہی است

افسرد تاج و کمربند و کجائی نیست

<p>مسجد و منبر و محراب دعا خواہی ہے بادہ نکلدہ صدق و صفا خواہی ہے ورد لاویز حدیث خلفت خواہی ہے اگر زر نجوم کے احکام شفا خواہی ہے اگر زما سلسلہ حدیثا خواہی ہے ورد حدیثی زما سول دوسرا خواہی ہے</p>	<p>قصر و بام و حرم و گنبد اگر خواہی ہے ان کے کوزہ فرنگ ست ندرم بجا شرح افسانہ رومن نتوان جست زما ماد او اسے تپ و درد ندانیم و لے ماخرافات کہن یاد ندریم و لے گفتہ بیکن و دیکارٹ ندریم بیاد</p>
<p>بے تو ایسم زما فرہ دنیا مطلب اچھہ در کیسہ ندریم تو از ما مطلب</p>	
<p>ہیچکے پاسے ز خلوت نہ نہادیم ہر دن کہ بارفت زد دست فلک سفلا دون رفت تکمین و قرار و خرد و صبر و سکون بر سیدیم سر اسیمہ باین حال ز ہون رفت سر رشتہ و صبر از کف اللہ ہر فنون خود بہ بینید کہ چند است مہم سپید کہ چون خوش بود صبر و لے خود تہرا ایم کنون</p>	<p>ماکہ با آن ہمیں کی این چرخ حرون ماکہ از جاے زفتیم بصد جور و جفا تا چہ پیش آمدہ باشد کہ بیکبار زما تا چہ پس آمدہ باشد کہ زہر گوشہ ملک در روز اندازہ گذشت و بلغ اسیل ز باہ بار این عنہم کہ ز ما تاب شکیبائی برد چند در سینہ توان اشت نہان شعلہ غم</p>
<p>شرح این آتش جانسوز گفتن تا کہ جو ختم سو ختم این سوز نہفتن تا کہ</p>	
<p>حالی با غم و درد کشش سر و کا افتاد دست و بازو کشش بیکبارہ ز کار افتاد خاک رہ گشتہ و در را گشتہ حالی از ہر سہ سوز نور و غم و افتاد</p>	<p>جمع اسلام کہ صیتش بیدار افتاد دست آن کہ در معسر کہ تاج از سر قیصر بر بود آن کہ چون مہر جہا نتاب بعالم ہی تاخت آن کہ صد شعلہ رومین بیکے حملہ کشود</p>

دست و سر چپ آن شیر تریان بفت ز کاله
 آن که در پیکر صد مرده همی جان بید
 آن عزیز می که بهایش همیداشت عزیز
 مرغ خوش ز مزمه را کار بصیاد افتاد
 می نه بسنی که نژاد عرب و آل لوس
 دست هر سفله بغارتگریش گشته دراز
 ورق دفتر عباس بتاراج بر رفت
 کاروان رفت و اندازه جاهاش پیدا
 آسمان از حرکت مانده و اختر ز مدار
 دین عجب بین که باین فتنه و آشوب بلا
 سنگ میبارد و در خواب خوش اندل حصا
 علمارا هم بر پیکار و نزاع است کز و
 اُمرا را که بود نیروی ما از دم شان
 بکه نالیم؟ و به پیشش که بفریاد رویم؟

تہمتن در تگ چہ آمد و خوار افتاد
 ہست بر بستر بیماری و لا ارفقاد
 حالیا خستہ و آوارہ و خوار افتاد
 دامن شاہ گل در کھنڈ خارا افتاد
 خوار و سر گشتہ بہر شہر و دیار افتاد
 ہچو بے داد کہ در دست تہتار افتاد
 اختر فاطمیان خود ز مدار افتاد
 زان نشا نہا کہ بہرہ گزار افتاد
 ہر گم گشت و جہان تیرہ و تار افتاد
 ہر کس از ما بہان خواب و خمار افتاد
 رخنہ اور کمر و پاسے حصار افتاد
 آتش فتنہ بہر شہر و دیار افتاد
 کار با بر بطور و دود و تار افتاد
 کار ما با فلک عمر بہہ کار افتاد

تنگ باشد کہ بہ پیش شہ و درویش شویم
 ہمت آنست کہ خود چارہ گر خوش شویم

چارہ آن نیست کہ از عہد کمن داری یاد
 مکتب و مدرسہ ہا در ہمہ اطراف و بلاد
 تاچہ سودت دہد آن ہیئت پارنیہ نہاد
 تو ہمان در گرو آتش و آستین و باد
 کہ برویت در رزقے نتوانست کشاد

در چنین جاوہر صعب کہ بر ما افتاد
 چارہ آن نیست کہ بر کسم کمن طرح نہی
 تاچہ سودت دہد آن فلسفہ عہدتدیم
 از عناصرہ و شصت آمدہ اینک بشمار
 تاچہ سودت دہد آن شیوہ تعلیم قدیم

<p>این نه خواری بود آخر که پس از کسب علوم عامیان را بفریبی و بصد حیل و فن یا که با همچو خودی بحث و جدل سازدی یا که چون سلو تیان پاسے بامن کشی دست بالاست هر آینه ز زیرین بهتر نمود و چه کفایت تو مگر هدیه و نذر نتوانی که خود از گوشه بر آئی و انگه</p>	<p>از ره و عظم بدر یوزه بر آئی تا شاد آش و نانے بکف آری که شود توشه و زاد وان نزاع تو شود مایه هر گونه فساد تا بداند که از اقطاب شدی یا اوتاد این حدیث نبوی هست ترارفته زیاد نمود حاصل بحث تو مگر کبر و عناد عرض اسلام کنی در همه مصاد و بلاد</p>
<p>خود بفرماید که زمین مشغله مقصود چه بود گر وجود تو زیان نیست بگو سود چه بود</p>	<p>خود بفرماید که زمین مشغله مقصود چه بود گر وجود تو زیان نیست بگو سود چه بود</p>
<p>اسے کہ بر ماڈہ یورپ مہمان باشی حیث اگر از اثر فلسفہ معنی بیان مسمار شعبہ جہ سلوہ دہ سنہ بنھی گفتہ سولن و آئین جہا نبائی او از ہنیبال صدا فسانہ و دوستان گوئی قیصران را ہمہ یک یک بشمارنی آغانہ از خداوند جہان یاد نیاری گاہے</p>	<p>حیث باشد اگر از جملہ ایشان باشی منکر فلسفہ رسنت و قرآن باشی منکر معجزہ موسی عمران باشی برزبان داری و بیگانہ ز نعمان باشی جاہل از معرکہ فاتح ایران باشی بیخبر از عسمر حید و عثمان باشی روز و شب خود بہر ستاری سلطان باشی</p>
<p>در پرسی کہ درین کار چہ تدبیر بود دین و دنیا بھسم آمیز کہ اکسیر بود</p>	<p>در پرسی کہ درین کار چہ تدبیر بود دین و دنیا بھسم آمیز کہ اکسیر بود</p>
<p>گر چہ این مرحلہ دشوار گزار افتادست دین و دنیا بھسم آمیختن آسان نبود نسبت فلسفہ و شرع بدان مے ماند</p>	<p>پاسے را کار درین راہ بہ خار افتادست گوئی کشتے گرداب، دو چار افتادست کہ حنّان در عقب باد بہار افتادست</p>

حل این شکل اگر خواہی۔ از ندوہ بخواہ
حکمت و شرع درین جا بہم آمیختہ اند
عقل را نیست سر عمر بدہ اینجا بہت
شلی آہنگ عاکن کہ سخن گشت دراز
بان بدرگاہ خدای دو جهان روی بنہ
سے تو اند اثر قدرت او داد۔ امان
صدرہ افتاد کہ طوفان زدہ از کر کش
صدرہ افتاد کہ فیض کر مش جان برسد
اسے خداوندِ جهان رسم بفرما برما

او شاید گر ہے را کہ بکار افتاد
نمک و بادہ درین میگردہ یا را افتاد
نہبہ را آشتی این جا بہ شر را افتاد
گر چہ نام کہ قلم سخنکار افتاد
کہ نم رحمت او بر گل و حنار افتاد
خرمنے را کہ بہر گوشہ شر را افتاد
رستہ از لطمہ موج و بہکت را افتاد
مردہ را کہ در آنغوشش مزار افتاد
کہ چو ما بردن فیض تو ہزار افتاد

طرح انجام مرانیز چو تخت از انداز

اسے خدا۔ بان نگہ لطف با باز انداز

اس ترکیب بند کے ختم ہونے کے بعد مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب حشتی قادری اپنی جگہ سے اٹھے
اور پہلے بطور تمہید کے مختصر سی تقریر کی جو باوجود اختصار کے پر معنی اور نتیجہ خیز تھی اثنای
تقریر میں عال کے مصنفین اسلام کی کمزوریوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ یہ لوگ اپنے
شوق تصنیف میں الشجادہ مستقیم سے دور جا پڑتے ہیں جن امور کی قابل وثوق سند
سلف صالحین کی مہتم بالشان مصنفات سے آسانی ناسکتی ہو۔ انہیں بھی مصنفین مغرب سے
استفادہ کرتے اور سیل صاحب کا ترجمہ قرآن کھول بیٹھتے ہیں جو بڑی خطرناک لغزشوں کا
موجب ہوتا ہے ایسے ہی عام مسلمانوں کی یہ فاش غلطی بھی قابل مواخذہ اور صلاح طلب ہے
کہ انھوں نے قرآن شریف جیسے حادی اور کمل دستور العمل سے اسکا مدعاے اصلی حاصل کرنے
کے بجائے اسی جھاڑ پھونک تک محدود کر رکھا ہے۔

مولوی صاحب مدوح نے اپنے تذکرہ سفر کے ضمن میں آجکل کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی

افسوسناک حالت انکے مذہبی معلومات اور دینداری وغیرہ میں بالکل تھی دست اور
 کورے ہونے کا نقشہ کچھ اس انداز سے کھینچا کہ بے اختیار رونا آٹھا تھا اور لطف یہ تھا
 کہ واقعات کی تلخی نے تعلیم یافتہ نوجوانوں پر کوئی بُرا اثر نہیں پیدا کیا۔
 پھر فرمایا: ہماری کیا پوچھتے ہو؟ یہاں تو وہ نشہ عشق ہے جسکو زمانے بھر کی ترشیاں دور
 نہیں کر سکتیں اور اب اس گئے گذرے وقت میں جسکے سرور کی کیفیت ہوا سکے زبردست
 ہونے میں کسکو کلام ہو سکتا ہے؟ اسکے بعد اپنے موثر الفاظ میں دعا مانگی اور اسی پر انبجے
 کے قریب اجلاس اول کی کارروائی ختم ہوئی۔

اجلاس دوم

۲۶ بجے سے ۲۷ بجے تک روزِ پنجشنبہ ۶۔ رجب ۱۳۲۵ھ

صدر انجمن

مولانا محمد سیح الزمان خان صاحب رئیس شاہجہا پورہ

معمول کے موافق سب سے پہلے قاری میران شاہ صاحب نے قرآن مجید کی چند آیتیں
 تبرکاً تلاوت کیں۔ اسکے بعد مولوی عبدالرحمن صاحب مدرس غزلی اسلامیہ سکول اولپنڈی
 نے اپنا قصیدہ عربیہ پڑھا۔ اسکے بعد مولوی حبیب الرحمن خان صاحب رئیس بھکین پورہ
 نے مسلمانان ہند کی ضرورتوں پر اپنا مفید اور قابل دید مضمون پڑھا جو توجہ کے قابل ہی

مضمون مولوی حبیب الرحمن خان صاحب رئیس بھکین پورہ

سران امر سرداعیان پنجاب! میری آجلی گزارش کا موضوع مسلمانان ہند کی ضرورتیں ہیں

اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل مسلمانان ہند بحیثیت قوم کیا کیا ضرورتیں رکھتے ہیں۔ ندوۃ العلماء کے تعلقات اگرچہ پنجاب کے ساتھ ابتدا سے ہیں تاہم اسکا اجلاس اس صوبے میں اول مرتبہ ہوا ہے اور کثرت سے ایسے لوگ ہونگے جنہوں نے اول مرتبہ اسکا ذکر سنا ہوگا۔ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے کئے اجلاس لاہور میں ہو چکے ہیں انجمن حمایت اسلام کا غلغلہ بلند ہے۔ محمدن کالج علی گڑھ کی صدائیں گونجی رہتی ہیں ایسی حالت میں ذہنوں میں ایک گونہ تشویش کا ظور اور دلوں میں یہ سوال پیدا ہونا حق بجانب ہو کہ آخر ہم کس کس کی طرف توجہ کریں؟ کس کس کو پکڑیں؟ کسکو چھوڑیں؟ آیا یہ سب ضروری ہیں یا بعض فضول اور بعض ضروری؟ آیا انکے مقاصد جیسا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے ایک دوسرے کے متضاد ہیں یا یہ ہے کہ بعض کسی قومی خدمت کو ادا کر رہے ہیں اور بعض کسکو؟۔ اسی تشویش کو رفع کرنے کے واسطے میں نے مذکورہ بالا موضوع اختیار کیا۔

انسان کی ضرورت بلحاظ اسکے حالات کے مختلف ہوتی رہتی ہے۔ موسم سرد یا ایک قسم کی ضرورتیں ساتھ لاتا ہے۔ گرمیوں میں دوسرے قسم کی پیش آتی ہیں صحت کی ضرورتیں اور ہین مرض کی اور علی ہذا القیاس اس اصول کے مطابق اول مسلمانان ہند کی حالت پر ایک نظر ڈالنی چاہیے اسکے بعد ضرورتیں منقح کرنی چاہئیں۔ اس زمانے میں ہماری حالت خصوصی یہ ہے کہ ہم ایک شایستہ طاقتور امن و انصاف دوست اور آزادی پسند گورنمنٹ کے زیر سایہ ایک ایسے ملک میں آباد ہیں جس میں مختلف مذاہب کی پابند مختلف قومیں سکونت پذیر ہیں۔ ان قوموں میں سے اکثر قومیں (جو مسلمانوں سے تعداد و ثروت میں زیادہ ہیں) نہایت کوشش کے ساتھ اپنی ترقی میں سرگرم ہیں اور جوش ترقی میں دوسری قوموں کے کچل جانے یا پس جانے کی انکو پروا نہیں مسلمان مغربی تعلیم میں اور قوموں سے پیچھے رہ چکے ہیں۔ ہندوستان کی وسعت نے ایک صوبے کے مسلمانوں کو دوسرے صوبے کے مسلمانوں سے بہت دور کر دیا ہے اور جن لوگوں نے مختلف صوبوں کے

کی انصاف پسندی ایک قوم کا دوسری قوم کی ترقی میں ہارج ہونا گوارا کر سکتی ہو مغربی شایستگی حاصل کرنے دنیوی مناصب و سر بلندی کا اہل بننے اور ہمسایہ قوموں کا ترقی میں مقابلہ کرنے کے واسطے مغربی تعلیم و تربیت کا حاصل کرنا لازم ہے اور بدون اسکے ہلکویہ باتیں نصیب نہیں ہو سکتیں اسکا نتیجہ یہ ہے کہ مغربی تعلیم و تربیت ہماری قومی ضرورتوں میں داخل ہو۔ محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کی بنیاد زیادہ تر ہی ضرورت پر ہے انجمن صلیب اسلام لاہور کے مقاصد کا بھی ایک حصہ ہی ضرورت ہے۔ محمدن کالج علی گڑھ بھی ٹھیک انہیں اصول پر قائم کیا گیا ہے جو اس ضرورت کو پورا کرنے والے ہیں۔ جو لوگ تعلیم کے نبض شناس ہیں وہ کالج مذکور کے تعلیم و تربیت مغربی کی خوبی تسلیم کر چکے ہیں۔

بزرگان من! مغربی شایستگی اور انگریزی تعلیم یہ الفاظ اسقدر زبان زد ہیں کہ بظاہر اُنکے مفہوم میں کسی تشریح کی گنجائش نہیں معلوم ہوتی لیکن افسوس ہے کہ واقعات اور حالات اسکے خلاف شہادت دے رہے ہیں اور میرے ناچیز خیال میں ابھی اصلی مغربی شایستگی اور تسلیم کو سمجھنے اور حاصل کرنے کے لیے بہت کچھ کہنے اور سننے کی حاجت ہے۔

اہل یورپ کی شایستگی پر غور کرنے سے آئین صاف دو پہلو نظر آتے ہیں ایک اخلاقی اور کاروباری پہلو اور بھی اُنکی ترقی کا اصلی سبب ہے۔ دوسرا پہلو آرایش و آسائش کا ہے اور یہ فروعی ہے اُنکے اخلاق کو دیکھنے تو انہیں وہ اخلاقی جرات اور جو امر دی پائی جاتی ہے جسکے ذریعے سے وہ حسد و کینہ وغیرہ خوفناک اور زبردست دشمنوں کو مغلوب رکھتے ہیں اُسکی وجہ سے اُنکو اپنے نفسوں پر قابو ہے اور کبھی قوت انتقام اور غصہ کو اپنے اوپر غالب نہیں آنے دیتے۔ اخلاقی صفات کی مارست اور پابندی سے اُنکے نفوس میں وہ بلندی اور دلون میں ایسی وسعت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ ذاتی نفع اور ذاتی دولت کو قومی مقاصد پر قربان کر دینے کے لیے ہمہ وقت تلے اٹھتے ہیں وہ دنیا کے تمام حصوں پر بکھرے ہوئے ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر۔ زمین کی تہ میں۔ موج سمندرون میں گنجان بن

میں اور دور دراز جسزیرون میں پھیل رہے ہیں تاہم بہان ہیں حب وطن میں چورہیں اور محبت قومی میں سرشار اور جس حال میں ہیں ملک و ملت کی خدمت اُنکے دل سے لگی ہوئی ہے۔ اُخوت و ہمدردی دلون میں جوش زن ہے ایک دوسرے پر بھروسہ کرتا ہے اور جسپر بھروسہ کیا جاتا ہے وہ اپنے آپ کو بھروسے کا اہل ثابت کرتا ہے اُنہیں جتنے ضعیف ہیں اُنکا ضعف اُنکی قوت کا باعث ہے۔ جتنے قوی ہیں وہ اپنی قوت کا شکر یہ ضعیفوں کی رضا جوئی اور مدد کو سمجھتے ہیں۔ اُنکی غیرت و حمیت اُنکو اپنے بل پر بھروسہ کرنا سکھاتی ہے اپنی عزت کی حفاظت کرنے کا سبق دیتی ہے۔ اُنکے کاروبار کی عادت اُنکو ڈیوٹی اور فرض منصبی کے ادا کرنے پر مضبوط کرتی ہے۔ جب فرض منصبی کا تقاضا ہوتو کھڑے کھڑے جان دیدینا اُنکے نزدیک ادنیٰ بات ہے۔ کام کے خاطر وہ کسی مصیبت منہ نہیں موڑتے کسی وقت سے نہیں ڈرتے۔ اُنکو ذاتی آسائش اور ذاتی نفع کا خیال بھی ڈیوٹی کے بجالانے اور فرض منصبی کے ادا کرنے سے نہیں روک سکتا۔ وہ جس کام میں ہاتھ ڈالتے ہیں پوری تندہی۔ زندہ دلی اور کوشش سے اُسکو انجام دیتے ہیں۔ وقتو گھبراتے نہیں مشکلات سے بدل نہیں ہوتے۔

اب دوسرے پہلو پر لحاظ کیجیے یعنی آرایش و آسائش پر۔ آرایش کا یہ عالم ہے کہ اُنکے مکان پر ری خانے بنے ہوئے ہیں۔ ہر ایک باغ اور باغیچہ رشک عروس ہے لباس میں نئی نئی لکڑش تراش و خراش روزانہ ہوتی رہتی ہیں۔ سوار یاں کیسی کیسی دلفریب ہیں۔ غرض اُنکے ہتھمال کی جس چیز کو دیکھیے لکڑش اور دلربا نظر آئے گی۔ آسائش کے سامان بھی انتہائے راحت رسان اور آرام بخش ہیں جہاں تک انسان اس دامن کو اپنے کوشش سے آرام گاہ بنا سکتا ہے وہاں تک اہل یورپ نے اُسکو بنا لیا ہے انتہائے یہ کہ علم و حکمت کی بڑی غایت یہ قرار پائی ہے کہ وہ بنی نوع انسان کی آسائش اور راحت کے سامان بہم پہنچائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم نے مغربی شائستگی کا کونسا پہلو سیکھا؟

آیا انکی اخلاقی مشائستگی حاصل کی ہے؟ کیا ہم نے اخلاقی جرأت اور جوا فردی اُن سے سیکھی ہے؟ جسکی وجہ سے کینہ حسد اور خود غرضی ہمارے سینوں میں مضحل اور پست ہو گئی ہو۔ کیا صفائے اخلاق کی قوت سے اپنے نفسوں پر ہم حاکم ہو گئے ہیں کیا ہم نے قوت انتقام اور قوت غضب کو قابو میں کر لیا ہے؟ کیا عمدہ اخلاق کے نشوونما سے ہمارے دلوں میں وسعت ارادوں میں بلندی اور سینوں میں اولوالعزمی پیدا ہو گئی ہے جسکے مبارک اثر سے ہم ذاتی نفع ذاتی عزت۔ ذاتی آسائش اور ذاتی مال و دولت کو قوم اور ملک پر فدا کر دینے پر قادر ہوئے؟ کیا ہمارے ایسروں کو شبستان عیش میں۔ اہل حرفہ کو کاروبار میں۔ ملازمین کو اپنی مصروفیت میں۔ نوجوانوں کو جوانی کی اُمنگ میں۔ بد مضمون کو بڑھاپے کے سکون میں۔ خلاصہ یہ کہ ہر ایک کو ہر ایک حالت میں قوم کا درد۔ قوم کی مصیبت۔ قوم کی تباہی بے چین اور بتیاب کر رہی ہے؟ کیا ہمارے دلوں میں اخوت اور یگانگت کی گرمی ہے؟ کیا ہم اپنے وطن کی محبت میں چور ہیں؟ کیا ہم قوم کی الفت میں سرشار ہیں؟ کیا ہم اسپین ایک دوسرے پر اعتماد رکھتے ہیں؟ کیا جسر اعتماد کیا جائے وہ اُس اعتماد میں پورا اترتا ہے؟ کیا اخلاقی قوت نے ضعیفوں کے شانے کو اور اُنکے مال و دولت سے متمتع ہونے کو ہماری نظر میں ایسا گندہ اور ذلیل کر دیا ہے کہ ہم اُس سے بیزار ہوں اور اُسکو مردانگی کے خلاف جانتے ہوں؟ کیا ہماری غیرت و حمیت ہلکوا اپنی قومی عزت کی حفاظت پر ابھارتی اور قومی فلت کے دیکھنے پر بتیاب کر دیتی ہے؟ کیا ہم میں سلیف ہیسلپی ہے؟ کیا ہم میں سلف ہیسلپی ہے؟ عام حالت اور اکثر کی کیفیت دیکھتے ہوئے ضرور ان تمام سوالوں کا جواب نفی کے پرانے میں دیا جائے گا۔

کاروبار کے متعلق ہم نے اہل یورپ سے کیا سیکھا ہے؟ کیا ہم نے جفاکشی اور حسینی سیکھی ہے؟ کیا دیوٹی کا حق جو اہل مردانہ ادا کرنا سیکھا؟ کیا کام کی خاطر مصیبت کے دریا میں مردانہ درانا سیکھا؟ کیا کام پر ذاتی آسائش اور ذاتی نفع کو قربان کر دینے کا سبق حاصل کیا؟ کیا دشمنوں سے

نہ گھبرانے اور مشکلات سے نہ بھجکنے کا گراخذا کیا؟ کیا کام کو محض کام کے خاطر زندہ دلی اور پوری
 توجہ ہی سے کرنا ہمو آگیا جسکی وجہ سے ہم کام کے روکھے پھیکے پن سے گھبرا کر اسکو چھوڑ نہ
 بیٹھا کرتے؟ کیا ہمنے یہ صُول اُنسے لیا کہ جتنا کام مشکل ہو اُس سے اُسی قدر جو صلے سے لپٹو
 اور جس قدر کام بے لطف اور بدمزہ ہو اُسی قدر اُسکو ہمت و استقلال کے برتے سے لطف
 اور بامزہ بنا لو؟ کیا ہمنے صُول پسندی اور قاعدے کی پابندی میں اُنکی تقلید کی؟ کیا ہم
 میں کفایت شعاری کی عادت پیدا ہوئی؟ کیا ہمنے وقت کی قدر و قیمت پہچاننے میں اُنکی
 پیروی کی ہے۔ کیا ہم بیکاری سے کانپتے ہیں؟ کیا کام کی تشنگی ہم اپنے دنوں میں پاتے
 ہیں؟ غالباً کوئی انصاف پسند بزرگ مجھو بلاست نہ کریگے اگر میں مستثنیات کو نظر انداز کر کے
 ان سوالوں کے جواب میں بھی نہیں کہ دوں۔

کیا ہمنے اُنسے الگ تھلگ آراستہ کو ٹھیون میں رہنا سیکھا ہے؟ آرایش مکان میں
 قدم قدم پر اُنکی تقلید کی ہے؟ اور اُسکو ضروریات زندگی میں داخل مانا ہے؟ لباس میں
 نیکنائی سے بوٹ کے فیتے تک اُنکا فیشن اختیار کیا ہے؟ گفتار و رفتار میں اُنکے قدم
 پر قدم رکھا ہے؟ کھانے پینے سونے جاگنے میں اُنکی روش سیکھی ہے؟ آرایش کا ہلکا سا
 خاکہ اُتارا ہے؟ خلاصہ یہ کہ جہاں تک ہم سے ہو سکا ہے ہمنے آرایش و آسائش میں
 اُنکی پیروی کی ہے۔ مجھو امید ہے کہ ان سب سوالوں کا جواب اثبات کے پر لے میں
 دیا جائے گا۔

اس تمام بحث میں حاشا میں عموماً الزام وہی پر آتا وہ نہیں ہوں لیکن افسوس ہے
 کہ اکثر کی حالت یہی ہے اور حکم اکثر کے لحاظ سے ہوتا ہے شاذ کا وجود عدم کے ہم ہیلو
 مانا گیا ہے۔ یہ امر قابل غور ہے کہ اہل یورپ کی آرایش دولت مند و فاریخ البالی کے
 اثر سے اور آسائش محنت کی وجہ سے جو شایستگی دولت مند کے ساتھ ہوا۔ ظاہر ہے
 ہے کہ انسان اپنے کھانے پینے پہننے غرض اپنی کل سنہ و ریاست میں صفائی اور ستھرائی کو

ملاحظہ فرمائیے کہ اس کے برتنے کی کل چیزیں نفس میں بہا ہون محنت کے بعد آدمی کو آرام مرغوب ہوتا ہے۔ محنت کے تکان دور کرنے اور مزید کام کے واسطے تازہ دم ہونے کے لیے آرام ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل یورپ کام کر کے آرام کرتے ہیں اور آرام کر کے کام کے واسطے مستعد ہو جاتے ہیں۔ ہماری حالت اسکے بالکل برعکس ہے۔ ہر روز کی سوج کی ہوا بھی نہیں لگی۔ دو لمبے دی خواب میں نہیں دیکھی لیکن آرایش میں یورپ کا مقابلہ کرنے پر مئے ہوئے ہیں۔ محنت کا نام بھی نہیں لیا۔ میدان ترقی کے طے کرنے میں پسینہ کا ایک قطرہ بھی ہماری پیشانی سے نہیں ٹپکتا تاہم آغاز منزل ہی میں کم کھول کر اور حوصلہ پست کر کے آرام کے لیے بیٹھ رہے۔ اہل یورپ اپنی تمام ضرورتیں مہیا کر چکے ہیں۔ اپنی ضرورت سے بہت زیادہ روپیہ کما لیا ہے تب آرایش و زیبائش کی جانب مائل ہوئے ہیں۔ یہاں یہ عالم ہے کہ قوم کی ساری ضرورتیں اوصوری پڑی ہیں ملک کے کل کام ناقص ہیں۔ ہمنے اپنی ذاتی ضرورت کے مطابق بھی دولت نہیں پیدا کی تاہم آرایش و زیبائش کا خیال ہمارے دماغوں میں راسخ ہو گیا۔ کیا تاہم ہے کہ باپ اپنی عزت اور اپنی جائداد پر قرض لیکر صاحبزادے کو دے اور وہ اُس سے ولایتی رنگ رلیاں بنا لیں۔ بیان بالاسے یہ ثابت ہو گا کہ مغربی شائستگی میں جو اصلی چیز تھی وہ ابھی ہمنے نہیں لی۔ فروعی باتیں لے لی ہیں اور اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ اُسکا حاصل کرنا مسلسل جانکا ہی اور لگاتار جانفشانی پر موقوف ہو اور ہم میں ابھی پچھلی آرام طلبی اور سہل پسندی کا اثر باقی ہے جو ہم کو محنت کی راہوں سے بچا کرتی آسانی کی ترغیب دیتا ہے مغربی شائستگی کے داعی اور ہوش رُبا جلووں میں ثابت قدم رہ کر اصل مقصود تک پہنچ جانا صبر و استقلال اور دلیری پر منحصر ہے اور یہ اوصاف اُس وقت تک ہم میں نہیں آسکتے جب تک کہ ہماری اخلاقی حالت مضبوط اور استوار نہ ہو۔ اگر ہم اُس زمانے کی حالت کو جبکہ مغربی شائستگی کے آفتاب کی کرنیں اول اول ہماری دماغوں میں پڑیں اور نئی روشنی کی صبح

طالع ہوئی اس زمانے کی حالت سے جبکہ آفتاب مذکور اپنی آبِ تاب سے نگاہوں کو خیرہ کر رہا ہے مقابلہ کریں تو واضح ہو جائے گا کہ جو عملی فائدے اپنی ذات اور اپنے ملک کو اس تعلیم سے اُن لوگوں نے پہنچایا جو اپنے یہاں کی تعلیم (جو طبیعت میں سکون و وقار پیدا کرتی ہے) کے اثر سے مستقل مزاج اور ثابت قدم تھے وہ فائدہ وہ لوگ نہیں اٹھا سکتے جنکے دل و دماغ کو اس موج خیز سمندر میں قائم رکھنے کے لیے کوئی لنگر نہیں ہے۔ مثال کے لیے سرسید احمد خان اور سالار جنگ اول کا نام کافی ہے۔

میں نے جس مغربی شائستگی کو داخل ضروریات قومی قرار دیا ہے وہ اصلی ہونہ فروغی اب دینی ضرورتوں کو لیجیے ضرورت کی تنقیح کے واسطے اول ایک نظر اپنی مذہبی و اخلاقی حالت پر ڈالتی چاہیے۔ میں نے مذہبی اور اخلاقی حالت کو ایک سلسلے میں لیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام اخلاق سے جدا نہیں۔ سورہ جمعہ کے ابتدا میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ”اللہ وہ ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول منجملہ انھیں کے بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے“ مفسرین لکھتے ہیں کہ اس آیت میں پاک کرنے سے مراد اخلاقِ رفیضہ سے پاک کرنا ہے اور حکمت کے معنی طریقہ سنت کے ہیں جو عین اخلاق تھا۔ آنحضرت نے اپنے مبعوث ہونے کی غرض و غایت اخلاقِ نیک کی تکمیل میں منحصر فرمادی ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ ”میں صرف اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ برگزیدہ اخلاق کی تکمیل کروں“ جو احادیثِ پاکیزگی اخلاق کے بارے میں آئی ہیں وہ صاف کہہ رہی ہیں کہ ایمان و اخلاق اس طرح باہم وابستہ ہیں کہ ایک کو دوسرے سے جدا کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے ”اسلام خلقِ نیک ہے۔ کمال ایمان حسنِ خلق ہے دین کی خوبی اخلاق کی خوبی سے ہے۔ عبادت سے حسنِ خلق افضل ہے۔ ایک بندہ آخرت میں حسنِ خلق کی بدولت بڑے بڑے درجے پائے گا جو بلحاظ عبادت کم زور ہو گا اور ایک بندہ خلق کی برائی کی وجہ سے جہنم سے نیچے طبقے میں ہو جائے گا۔ لہذا اللہ وہ بڑا غایب

ہوگا۔ اعمال میں سب سے بہتر عمل نیک خلق ہے مخلوق کی برائی عمل کو ہر طرح فاسد کر دیتی ہے جس طرح ہر کہ شہد کو۔ اخلاق کا اچھا ہونا محبت الہی کی دلیل ہے اور بد اخلاقی بغض الہی کی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ”آپ نے جب کبھی خطبہ پڑھا یہ ضرور فرمایا جس میں امانت نہیں رکھا ایمان نہیں اور جس میں عہد کی پابندی نہیں اُس کا دین نہیں“ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ”تم کیسی نماز پرست جاؤ کیسے روزے پرست جاؤ مگر یہ دیکھو کہ وہ جب بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے اور جب امین بنایا جاتا ہے تو امانت ادا کرتا ہے اور جب دنیا میں مبتلا ہوتا ہے تو پرہیزگار رہتا ہے“ جب ایمان و اخلاق میں ہر طرح چولی دامن کا ساتھ ہے تو ان دونوں میں ایک ہی سلسلے میں گفتگو کرنا ضروری ہے۔

اول عبادات کو لیجیے۔ مقام تاسف ہو کہ کثرت سے مسلمان ایسے ہیں جو ہر قسم کی عبادت کے ٹارک ہیں سنت اور نفل ایک طرف فرض و واجب بھی کبھی ادا نہیں کرتے اکثر جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ خیال رائج ہے کہ عبادت میں ارکان ظاہری کی پابندی کوئی ضرورت نہیں صرف دل کا خیال کافی ہے لیکن ایسا خیال کرنا سخت غلطی ہے خدا اور اُس کے رسول کے کلام میں اس درجہ نماز اور روزے وغیرہ کو پہلی کذالی ادا کرنا ہی تاکید ہے کہ ہرگز ذہن میں یہ نہیں آسکتا کہ اسلام محض خیال دلی کو عبادت کے ادا میں کافی سمجھتا ہے اور ارکان ظاہری سے بے پروا ہے۔

جو مسلمان پابندی سے عبادت کو ادا کرتے ہیں ان کی حالت (دلچاظ اکثر) یہ ہے کہ وہ محض شکل اور سہیت کذالی پر قانع ہیں جو چیز ان عبادات کی جان ہے اُسکی طرف سے ان کے دلوں میں بے پروائی اور کم توجہی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ ظاہری عبادت انکی خلاق حالت اور نفس کی پاکیزگی پر کچھ اثر نہیں ڈالتی۔ ہدایت اسلام کا یہ منشا ہے کہ عبادت میں ظاہری ارکان کی پابندی کے ساتھ ان کے روحانی پہلو کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہو۔ مثلاً نماز کی نسبت کلام مجید میں ارشاد ہے ”یقینی فائز المرام ہوئے وہی اہل ایمان

جو نماز دلی عاجزی کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے: جو شخص دلی عاجزی سے نماز ادا نہ کرے اسکی نماز ادا نہیں ہوتی۔ جس شخص کی نماز اسکو بھائی کے کاموں سے اور بُری باتوں سے نہ روکے اُس نماز سے سوائے خدا سے دوری کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ یہی مطلب کلام مجید میں یوں ادا فرمایا ہے: نماز بھائی اور بُری باتوں سے ضرور روکتی ہے۔ ہم نماز پڑھتے ہیں مگر وہ نماز بُری باتوں سے نہیں روکتی تو معلوم ہوا کہ نماز اللہ ناپک کے حکم کے مطابق ادا نہیں ہوتی۔ امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ حضور قلب نماز کی جان ہے اگر پہلے تکبیر کہنے کے وقت حضور قلب ہوگا تو کہا جائیگا کہ جان کی روت باقی ہے اگر یہ بھی نہ ہو تو سمجھنا چاہیے کہ نماز مردہ ہے ہمس قدر حضور قلب سے نماز ادا کرو گے اُس قدر ارکان نماز میں روحانی تازگی پیدا ہوگی۔ روزے کا حال سنیے۔ روزہ دار کو جہاں کھانے پینے کی مانعت ہو وہاں یہ بھی ارشاد ہے کہ ”جھوٹ چغلی غیبت اور نظر بست اور جھوٹی قسم نئے بچپن“ ایسوجہ سے ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ جنکو روزے سے سوائے پیاس کے کچھ ہاتھ نہیں لگتا اور بہت سے رات رات بھر جاگنے والے ایسے ہیں جنکو شب بیداری سے سوائے جاگنے کے کچھ نصیب نہیں ہوتا امام غزالی نے لکھا ہے کہ اُس سے (یعنی روزے سے) مقصود اصلی یہ ہے کہ نگاہ کو زبان کو کان کو غرض جملہ اعضائے ظاہری و باطنی کو گناہ سے روکا جائے۔ روزہ کھولنے کے وقت انابِ شاپ نہ کھایا جائے۔ افطار کے بعد یہ سلیقہ رہے آیا روزہ قبول ہوا یا نہیں۔ حج کی نسبت کلام مجید میں فرمایا ہے: ”پس نہیں چاہیے بے پردگی اور گناہ اور جھگڑا حج میں اور جو کچھ تم نیکی کرو گے اللہ اسکو جان لے گا اور توشہ ساڈھ لو اور اچھا توشہ پر کبیری ہے اور اے اہل عمت مجھے ڈرو“ قربانی کے بارے میں یہ ارشاد ہے: خدا کے پاس اُنکے (یعنی قربانیوں کے) گوشت نہیں پہنچتے اور نہ خون پہنچتے ہیں البتہ تمہاری قربانیاں اُس (خدا) تک پہنچتی ہے۔ اسی پر آپ تمام عبادات کو قیاس کر سکتے ہیں۔ جو لوگ پابند

عبادت میں انہیں اپنی طاعت گزارگی اور بے گناہی کی پندار اس درجہ ہے کہ بیان میں نہیں آسکتی حالانکہ حضرت سرور عالم نے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرتے تو میں ایک اس سے بھی زیادہ بری بات کا اندیشہ تمہارے لیے کرتا یعنی خود پسندی

اب ایک نظر اخلاقی حالت پر ڈالیے۔ ہماری اخلاقی حالت جس درجہ زبون ہے اسکو بیان کے واسطے ایک دفتر درکار ہے۔ ابتداء عہد میں مسلمان جیسے پاکیزہ اخلاق اور پاک باطن تھے ویسے ہی افسوس ہے کہ اب ہم بُرے اخلاق میں بدنام ہیں۔ حضرت سرور عالم نے بتا جتا کہ جن اخلاقی برائیوں سے آگاہ کیا تھا انہیں میں ہم مبتلا ہو گئے۔ اور تاکید کر کے جن بد اخلاقیوں سے احتراز کرنے کی ہدایت فرمائی تھی حیف کہ ہم انہیں میں کھنس گئے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ”مجھ کو اپنی امت سے کسی بات کا اندیشہ سوائے ضعف یقین کے نہیں بچو باہمی فساد ڈالنے سے اسوجہ سے کہ وہ صفائی کرنے والا ہے۔ بچو تکبر سے اور بچو حرص سے اور بچو حسد سے ایسے کہ یہ سارے گناہوں کی جڑ ہیں۔ کوئی قوم ہدایت یافتہ ہو کر اسوقت تک گمراہ نہیں ہوتی جب تک کہ اس میں جھگڑا نہ پیدا ہو جائے۔ بحث اور جدال کو چھوڑ دو اسوجہ سے کہ اس میں نفع بہت کم ہے ایسے کہ ایک فریق کا ذب ہو پس دونوں فریق گھنگار ہوتے ہیں (یعنی ایک چھوٹ بولنے سے دوسرا جھوٹ بولنے سے) اپنے بھائی کی لغزش پر خوش مت ہو ورنہ خدا سپر رحم کرے گا اور تمکو مبتلا کر دے گا۔ میری امت میں ان خدا پر حکم چلانے والوں کے لیے تباہی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ فلان جنتی ہے اور فلان دوزخی۔ میں جس بات کا اپنی امت کے لیے سب سے زیادہ اندیشہ کرتا ہوں وہ پیٹ کا بڑا ہونا۔ نیند کی کثرت اور کاہلی اور یقین کا ضعیف ہو جانا ہے۔ تنگ دلی سے بچو تم سے پہلے امتیں تنگ دلی کے سبب ہلاک ہوئی ہیں۔ تنگ دلی نے اُنہی نخل کی ہدایت کی تو نخل بنگلے۔ عزیز زون کو چھڑایا تو چھوڑ دیا اور بڑی کی ترغیب دی تو بدکار بن گئے۔ دو خصلتیں مسلمان میں جمع نہیں ہو سکتیں نخل اور بد خلقی“

کلام مجید میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ”اے اہل ایمان بہت سی بدگمانیوں سے بچو

ایسے کہ بعض بدگمانان گناہین ہر ہر ایون کو سٹنکر ہمو اپنی حالت پر غور کرنا چاہیے۔ ہر طبقہ کو دیکھنے اور ہر حلقے کو جانچنے یقین کی قوت رکھنے والے اور مضبوطی سے اپنے اللہ کو پکڑنیوالے (جو ظلم و حرص کی ترغیبوں سے مغلوب نہ ہوں اور خواہشوں کے کرشموں کے شکار نہ ہوں) بہت کم نظر آئیں گے۔ جھگڑوں کا طوفان موجزن ہے جو بہت سی اخلاقی برائیوں کا پھیلاؤ والا اور بہت سے صفات نیک کا ڈوبنے والا ہے۔ بھائیوں کی رسوائی پر خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ موافقوں کے لیے جنت کے دروازے مخالفوں کے واسطے دوزخ کے پھاٹک کھول دیے گئے ہیں۔ پیٹ بڑھ گئے ہیں۔ کاہلی نے جکڑ لیا ہے۔ تنگدلی نے جو اس کو ایسا مختل کر دیا ہے کہ نہ اپنی ہستی جھتی ہے نہ دوسروں کی حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔

معاملات کی داستان سنیے۔ اگر آزادی سے گفتگو کی جائے اور حق کو چھپایا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ معاملے کی صفائی اور مضبوطی ہم سے رخصت ہو چکی۔ ہم وعدہ کرتے ہیں خلاف کرنے کو۔ ہم عہد کرتے ہیں توڑنے کو۔ ہمارے سارے حرکات و سکنات پر نو ذہنی فرمانروا ہے۔ قوم کو۔ ملک کو۔ وضع کو۔ غرض جو کچھ ہم کو مل سکے اسکو اپنی غرض پر قربان کر دینا ہم آمادہ ہیں۔ اخلاص عنقا ہو چکا۔ نفاق نے دلون پر سکہ جالیا۔ قیامت یہ ہونی کہ نئے رنگ نے نفاق کو پالیسی کا لباس پہنا کر اور زیادہ خوشنما و دل آویز بنا لیا۔ آزادی و انصاف غور کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ جدید رنگ میں معاملات کی صفائی اور خوبی کے لحاظ سے باعتبار اکثر بہت کم تغیر ہوا ہے پیرائے البتہ بدل گئے ہیں۔ پیرایوں کے بدلنے سے غنیمت یہ ہوا کہ وہ زمانے کی ہمرنگی کی سن لیکر اور زیادہ قوت کے ساتھ دلون کو مسخر کر رہے ہیں اخلاقی کمزوری نے اسے اور قوت فیصلہ میں آنا ضعف پیدا کر دیا ہے کہ رہتباری اور صفائی معاملہ کے لیے جو تھوڑی بہت تکلیف اور وقت لازم ہے اسے تحمل ہونے کی جرات ہم نہیں کر سکتے۔ نتیجہ یہ کہ ہم ہمیشہ اور اور پہلووں سے کام نکالنے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ کاہلی کی عادت نے ہم سے بہت وہ استقلال کو ایک نشت سلب کر لیا ہے اور اسوجہ سے

ہمارے ارادوں کو بقا نہیں ہمارے کاموں میں جان نہیں۔ قصہ مختصر ہماری مذہبی اور اخلاقی حالت ایسی افسوسناک ہے کہ اُسے دل اور دماغ کو عبادات و معاملات سبھی کو جادہ راست سے منحرف کر دیا ہے اور یہ ایک قومی ضرورت ہے کہ اُسکی اصلاح میں کوشش کی جائے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس سے پیشتر بھی ہماری حالت ایسی ہی خراب تھی؟ واقعات یہ جواب دیتے ہیں کہ ایسی نہ تھی۔ ۱۹۵۷ء سے پیشتر جو دور ہماری سویسٹی کا تھا اُس میں انصاف دلی محبت۔ وضع کی پابندی۔ راستبازی۔ قول کا پاس و لحاظ۔ ادب اور حیا۔ متانت و وقار اس زمانے سے بہت زیادہ پائے جاتے تھے۔ جن لوگوں نے وہ زمانہ دیکھا ہے اُنکے لیے کسی شہادت کی ضرورت نہیں جنہوں نے نہیں دیکھا اُنکے واسطے امید ہے کہ حسبِ نیل شہادتین کافی ثابت ہوں۔ سرسید مرحوم نے اپنے ایک لکچر میں بیان کیا تھا کہ گزشتہ زمانے میں ہمارے بزرگوں کی حالت نہایت عمدہ اور بے نظیر تھی گزشتہ زمانے کی سربازشیں جسکو یاد کر کے ہمکو رونا چاہیے ہمارے بزرگوں کو نصیب تھے۔ اخلاق۔ محبت۔ مروت۔ دوستی۔ دوستی کا برتاؤ۔ دوستی کا پاس۔ دلی نیکی۔ فیاضی۔ متانت۔ چھوٹوں کے ساتھ اُلفت۔ بڑوں کا ادب۔ غریبوں کے ساتھ ہمدردی قومی یگانگت سب ان میں جمع تھے ایک بار میں نے شمس العلماء مولوی ذکا اللہ صاحب سے دلی کی موجودہ اور گزشتہ اخلاقی حالت کا فرق دریافت کیا تو اُنہوں نے کہا کہ پہلے سویسٹی میں راستبازی زیادہ تھی بازار میں بہت کم اب حالت برعکس ہے کاروبار کے فروغ کے اثر سے بازار میں راستبازی زیادہ ہے اور سویسٹی میں بہت کم۔ پہلے جن دو شخصوں میں دوستی ہو جاتی تھی تو اُسکا نباہ اُنکی ذات تک ختم نہیں ہو جاتا تھا بلکہ اُنکی اولاد اور عزیزوں تک پہنچتا تھا۔ ایک دوست کا بیٹا اپنے باپ کے دوست کو مثل چچا کے سمجھتا تھا اُسکے بیٹے کو اپنا بھائی خیال کرتا تھا اسی طرح اُنکے گھر کی بیویوں میں باہم ارتباط پیدا ہو جاتا تھا۔ جو بیان

بند دیکھو سرسید کا لکچر جو اُنہوں نے اجلاس کانفرنس میں بمقام علی گڑھ ۱۹۲۷ء عیسوی میں دیا تھا ۱۱

دوستی کی نسبت شمس العلماء ممدوح کا ہے اُسکی تائید حیات جاوید سے بھی ہوتی ہے اب یہ غور کرنا چاہیے کہ آیا یہ فرق کیوں پیدا ہو گیا؟ ہم اسکا جواب بھی سرسید کے حوالے سے دینا چاہتے ہیں۔ اسی لکچر میں وہ بیان کرتے ہیں "قومی تعلیم دینی و دنیاوی کا ایسا محکم اور قابل ادب سلسلہ تھا جسکی نظیر تمام دنیا میں کسی قوم میں نہیں پائی جاتی۔ ایک بزرگ مقدس عالم رات دن بلا خیال دنیوی فائدے کے خدا کی رضا مندی اور اپنی قوم اور اپنے مذہب کے لوگوں کی تعلیم کے لیے ایک مسجد کے کونے یا خانقاہ کے حجرے یا اپنے مکان کی کوٹھری میں بیٹھا پڑھتا تھا۔ پھر غریب سے غریب آدمی پڑھنے کو آئے یا بادشاہ شہنشاہ کا بیٹا سب سے تعلیم میں مساوی برتاؤ کرتا تھا اخیر زمانے میں بھی۔ مگر اس زمانے سے پہلے کثرت سے ایسے بزرگ ہر قبصے و شہر میں پائے جاتے تھے جنکو انکو دیکھا ہے آدمی نہیں فرشتہ پایا ہے۔ اُنکی صحبت کی برکت سے طالب علم اپنے کے خلاف درست ہوتے تھے نیکی اُنکے دل میں پیدا ہوتی تھی شاید اب بھی دو ایک بزرگ ایسے ہوں مگر وہ ایسے شاذ و نادر ہیں جو تمام قوم کو فائدہ پہنچانے کو نا کافی ہیں۔ سب سے بڑا مقصد تعلیم و تربیت سے انسان میں نیکی و اخلاق و انسانیت اور ادب پیدا کرنا ہے وہ ہمکو اپنے بزرگوں کی صحبت سے حاصل ہوتا تھا۔ پشت در پشت بطور ورثہ کے ہمارے بزرگوں کو پہنچتا تھا اور ان سے ہمکو۔ ہمارا ملک جو خاص ہندوستان کہلاتا ہے وہ ایک امر میں کیا علم میں کیا معاشرت و تہذیب میں کیا زبان میں دوسرے ملکوں کے لیے اظہر تھا۔ انقلابات زمانہ سے نہ اب وہ زمانہ ہے نہ اب وہ لوگ جنکی صحبت سے ہم تربیت پاتے تھے۔ غدر ۱۸۵۷ء نے جسکا الزام بدقسمتی سے مسلمانوں پر لگا لیا گیا ہے اسکا جو پچھتا سب برباد کر دیا۔ ہمارا ملک ہی نہیں برباد ہوا بلکہ جیسا کہ اسکا اثر تمام ہندوستان پر پہنچتا تھا اسی طرح اُسکی بربادی کا اثر بھی تمام ہندوستان میں پہنچتا ہے۔

جہاں تک غور کیا جاتا ہے سرسید کی یہ رائے بالکل سچی اور واقعات پر مبنی ہے۔

مسلمانوں کی دینی اور اخلاقی حالت کے تنزل کا اصل باعث علمائے ربانی کے اُس فیض کا کم ہو جانا ہے جو مسلمانوں کی روح کو تازہ اور دلونکو زندہ رکھتا تھا۔ اِس فیض کے کم ہو جانے کے متعدد اسباب ہیں۔ علمائے بافیض کی نایابی وہ خانہ برانداز نزع مذہبی جو اس چالیس سچا پس برس کے عرصے میں علمائے قائم رہے ہیں۔ یہ مشاہدہ ہے کہ ایک عالم کی ہدایت اور عظمت سے مسلمانوں کے ایک گروہ کو فیض پہنچ رہا ہے وہی بزرگ جب میدان مباحثہ میں در آئے اور رسالوں کے لکھنے میں دماغ سوزی فرمانے لگے تو انکی ہدایت و عظمت کا خاتمہ ہو گیا اور مسلمانوں کا ایک گروہ کا گروہ تباہی میں پڑ گیا۔ جدید تعلیم یافتہ فرقے کے ذہنوں میں علمائے وقت ہی قائم نہیں ہوئی اور اسکا بڑا سبب یہ ہوا کہ اُنکے خیالات جس رنگ کے تھے اُنسے واقف ہونے اور انکی اصلاح کرنے کی بہت کم فکر کی گئی۔ اُنکے دلوں میں شیطان پیدا ہوئے اُنکا دنیویہ موثر طریقے میں نہیں کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُنکے اور علمائے درمیان میں مغائرت کی سد سکندری کھینچ گئی۔ پٹنہ کا اجلاس مذوٰۃ لعلم اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ اگر علمائے شفت کا ہاتھ اُنکی طرف بڑھائیں تو اب بھی وہ اُسکے آگے سر جھکا نا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ ہمارا مروجہ نصاب عربی اس نقص کا بہت کچھ ذمہ دار ہے وہ علمائے اُن ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکتا جو تغیر زمانہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ وہ انکی اُن خدمات کو پورا کرنے میں معین نہیں ہو سکتا جو زمانہ حال میں اُنکے ذمہ ہیں۔

مسلمانوں کی دینی و اخلاقی حالت کا سنبھالنا قطعاً تعلیم مذہبی پر موقوف ہے۔ یہ خیال کرنا کہ مذہبی تعلیم ایک پُرانے فیشن کی چیز تھی جو پُرانے زمانے کے ساتھ گئی غلطی ہے ہر کا ثبوت اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ مادی مذہب اور فلسفے کے پیشوا ہر برٹ اسپنسر کو آخر کار اپنے مستحکم خیالوں میں ترمیم کر کے اس امر کا اعتراف کرنا پڑا کہ انسان کی بہبودی کے لیے صرف عقلی تعلیم کافی نہیں بلکہ ایک ایسی تعلیم بھی ضروری ہے جو اُسکے اخلاق کو پاک کر سکے۔ ہندوستان میں حکام اعلیٰ نے ہمیشہ اپنی پبلک اسپچوں میں مذہبی تعلیم پر زور دیا ہے

لارڈ کرزن نے محمدن کالج علیگر ٹھہ میں اپنی اسپیشل میں کہا تھا کہ جو تعلیم مذہبی تعلیم سے خالی ہو وہ مثل اُس مکان کے ہے جسکی بنیاد نہ ہو اگر ہم معاملوں کے پہلو پر محض معاملہ کی حیثیت سے غور کریں تو ثابت ہو سکتا ہے کہ اخلاق کی وہ پاکیزگی جو زبردست ترغیبوں اخلاق انسان کے باطنی اوصاف کا نام ہے اور اُس پاکیزگی کا اصلی سرچشمہ دل ہی اسی پاکیزگی کے اثر سے انسان سے عفت صداقت وغیرہ افعال بے تکلف اور بے تصنع صادر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تمام اعمال کی بنیاد پر رکھی ہے اور ارادہ دل کو اس حیثیت سے کہ وہ سارے افعال کا محرک ہے کل کاموں کی مقبولیت وغیر مقبولیت کا معیار قرار دیا ہے۔ اب بحث یہ ہے کہ کھری اور کھوئی نیت کا پرکھنے والا کون ہے؟ انسان کی قوت ممیزہ

کما حقہ ادا نہیں کر سکتی۔ لہذا ضرور ہے کہ اسکے سوا ایک ایسا حاکم ہو جو ہمیشہ پاک اور بے لاک فیصلہ دے سکے۔ وہ حاکم وہی ہے جسکی نسبت ہمارا مذہب حکم و بتا ہے کہ وہ عالم غیب و شہادت اور ظاہر و باطن کا یکساں جاننے والا ہے نیکی اور صورت نیکی سے رضی ہوتا ہے اور بُرائی کو ہمیشہ ناپسند فرماتا ہے۔ اخلاق برگزیدہ وہی ہیں جنکو وہ پسند فرمائے اور اُسکی مقبولیت جہی حاصل ہوگی کہ دل کے کسی گوشے اور پردے میں نیت کا فساد اور ارادہ کی کھوٹ پوشیدہ نہ ہو۔ اُس ذات پاک کی جس قدر عظمت و محبت انسان کے دل میں راسخ ہوگی اسی قدر انسان اپنی ذمہ داری کو سمجھے گا اور احتیاط سے قدم اٹھائے گا۔ خداوند تعالیٰ کی عظمت و محبت کا انسان کے دل میں پیدا کرنا صرف مذہب کا کام ہے۔

میرا خیال ہے کہ مذکورہ بالا بیان اس بات کو ثابت کرنے میں غالباً کامیاب ہوگا کہ ایسے متبع علمائے قوم میں موجود رہنا جو وسیع خیال اور اپنے علم پر قادر اور اپنی ذمہ داری خونی ایمان کا نمونہ ہوں ضروریات قومی میں داخل ہے اور اُسوقت تک نہیں ہوگا۔

جب تک کہ علما باہمی نزاعوں کو دور کر کے متفقہ کوشش سے نصاب مروج کی ترمیم اور موجودہ عربی طلباء کی تعلیم و تربیت کے طریقے کی اصلاح نہ فرمائیں۔ ندوۃ العلماء نے اس ضرورت کا احساس کر کے رفع نزاع باہمی اور اصلاح نصاب تعلیم کو اپنے مقاصد میں شامل کیا ہے۔

حضرات! آپ مجھ کو اجازت دیں کہ اس موقع پر ندوۃ العلماء کی نسبت ذرا تفصیل سے بحث کروں۔ یہ مجلس علما کی ہے اور اس کے مقاصد وہ ہیں جو ہمیشہ سے علما کے فرائض رہے ہیں۔ اُس کا پہلا اجلاس کانپور میں جس شان سے ہوا تھا اُسکی نظیر شاہدِ مشکل سے ملے۔ اہل سنت و جماعت کے کل فرقوں کے سربراہ اور مستند علما اُس میں شریک تھے ایک شیعہ عالم بھی تھے۔ علمائے اہل سنت نے کشادہ دلی سے باہم مشورہ کیا اور مشورہ کے بعد اس مجلس کو قائم کر کے مقاصد قرار دیے۔ اگرچہ افسوس ہے کہ بعض وہ محترم علما جو بنیاد کے قائم کرنے اور مقاصد قرار دینے میں شریک تھے کنارہ کش ہو گئے ہیں تاہم ندوۃ مضبوطی سے اُن مقاصد کو پکڑے ہوئے ہے جن پر قائم ہوا تھا۔

ندوۃ العلماء کے اہم مقاصد میں عربی مدارس کے نصاب مروج کی اصلاح کرنا ہے نصاب ہذا کے نقص مع دلائل ندوۃ العلماء کی رودادوں میں مفصل مذکور ہیں یہاں زیادہ تفصیل کی حاجت نہیں مجمل یہ ہے کہ ندوۃ العلماء کے خیال میں نصاب حال میں حسب ذیل نقص پائے جاتے ہیں۔ دینیات کی جانب اُس قدر اعتنا اور توجہ نہیں ہے جس قدر ہونا چاہیے کلامِ محمدی کی (جو اصل دین ہے) خدمت بہت کم ہے معقول کا بار ضرورت سے زیادہ ہے باوجود ادب کے بڑی بڑی کتابیں پڑھ لینے کی طلباء کو ادب سے لگاؤ پیدا نہیں ہوتا عام نقص یہ ہے کہ باوجود علم کا ایک حصہ کثیر صرف کرنے کے کسی فن پر بحیثیت فن طلباء حاوی نہیں ہوتے۔ نیز یہ کہ ضروریات زندگی سے قریباً بے خبر رہتے ہیں۔ ندوۃ العلماء نے یہ ضرورت بھی محسوس کی ہے کہ نصاب کا ابتدائی حصہ ایسا ہونا چاہیے کہ جو طلبہ انگریزی

پڑھنا چاہیں وہ اُسکو پڑھ کر بقدر ضرورت دینیات اور آداب عربی سے واقف ہو کر انگریزی تعلیم میں چلے جائیں۔ یہ بھی خیال کیا گیا ہے کہ تاریخ۔ جغرافیہ۔ حساب وغیرہ فنون مفیدہ اہتمام کے ساتھ پڑھائے جائیں۔ طلباء کی اخلاقی زندگی درست کرنے اور اُمین علم کا اصلی ذوق اور تحقیقات کا شوق اور اُمنگ پیدا کرنے کی اشد ضرورت ہو جب کسی امر کی اصلاح کا مذکور ہوتا ہے تو خواہ مخواہ دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا پہلے ایسا نہ تھا؟ لہذا میرے بیان کو سن کر ضرور دونوں میں یہ سوال پیدا ہونگے کہ کیا پہلے طلباء کے اخلاق درست نہ ہوتے تھے؟ کیا پہلے جید الاستعداد اور شائق علم علمائے نہیں ہوتے تھے؟ ان سوالوں کا جواب بے تامل یہ دینا چاہیے کہ ضرور ہوتے تھے اور اسکے ساتھ یہ سوال کرنا چاہیے کہ جو سامان تعلیم و تربیت پچھلے زمانے میں تھے کیا وہ اب بھی ہیں؟ اخلاق کی بہت بڑی تعلیم گاہیں وہ خانقاہیں تھیں جو شہروں سے لیکر قصبات اور دیہات تک پھیلی ہوئی اپنا فیض عالم کو پہنچا رہی تھیں۔ وہلی لکھنؤ اور بڑے بڑے شہروں کی گذشتہ حالتوں کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ ہر حلقہ درس کے قریب ہی خانقاہ لگی ہوئی تھی۔ علما اور طلباء علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی اور تزکیہ نفس کے حاصل کرنے کے کوشش کرتے تھے۔ بظاہر علم معقول کو اخلاق و دینداری سے کم لگاؤ معلوم ہوتا ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ بہت سے نامور علما جو معقول کے مرئی تھے شیخ وقت بھی تھے مثلاً ملا نظام الدین و شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہما ان بزرگوں کی صحبت کے اثر سے دلوں کا تصفیہ ہوتا تھا۔ رستبازی و خدا ترسی پیدا ہوتی تھی۔ دیانت و صداقت دل میں گھر کر جاتی تھی اونکے طرز زندگی سے انسان ہر کام میں خدا کی مرضی کا خیال رکھنا۔ ظاہر و باطن علانیہ و پوشیدہ غرض ہر حالت میں صداقت پر کاربند رہنا سکتا تھا۔ جب اُنکے مرید خانقاہیں چھوڑ کر دنیا میں آتے تھے تو یہی صفتیں اُنکے کاروبار میں رہنا ہوتی تھیں۔

سے پیشتر علیگڑھ میں ایک مسلمان صدر الصدور تھے جنکا یہ مشہور واقعہ ہے کہ مینے

آخر میں جب انکو تنخواہ ملتی تو وہ ایام تعطیل کی تنخواہ اس عذر کے ساتھ واپس کر دیتے کہ جن ایام میں نے کام نہیں کیا انکا معاوضہ لینا درست نہیں۔ ایک اور صاحب کا ذکر ہے کہ اٹھون نے پنشن کے لینے سے یہی بنا پر انکار کر دیا تھا۔ جن لوگوں کی یہ احتیاط تھی کیا وہ رشوت لے سکتے تھے؟۔

سر سالار جنگ مرحوم کے عہد سے پیشتر جو ابتری ریاست حیدرآباد کے محکومین تھی اسکی کیفیت کسی تفصیل سے سر رچرڈ ڈیپل کے روزنامے میں درج ہے اس منطقی میں بھی جو محکمہ علما کے ہاتھ میں تھا وہ اپنا کام خوبی سے کر رہا تھا۔ روزنامہ مذکور میں یہ قلم ان الفاظ میں مذکور ہے: "جج اکثر مولوی تھے جو بلحاظ اکثر عمرہ تربیت یافتہ اور سب کے سب اچھے تعلیم یافتہ تھے۔ انہیں سے بعض نے اپنے استقلال اور راستبازی سے اپنے کام کو موثر کر دیا تھا۔ انھیں ججون میں کرامت علی اور نصر اللہ محکمہ قوجداری میں اور محی الدین اور انکے بیٹے امین الدین محکمہ دیوانی میں تھے؛ کیا اب بھی وہ خانقاہیں آباد ہیں؟ کیا وہ باطن کے پاک صاف کرنے والے چشمے اب بھی جاری ہیں؟ حیف ہو کہ ان سوالوں کے جواب میں نفی زبان پر آتی ہے۔"

حریفان بادبا خور و ندور فرستند ، تہی نخمانا کردند و فرستند

استعداد کے جید اور زبردست ہونے کا اصلی سبب گذشتہ علما کا وہ طرز تعلیم تھا جو انکے بچہ اور خاندانی تجربے سے پیدا ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مختلف خاندان مختلف علوم کی تعلیم کے لیے مشہور تھے مثلاً لکھنؤ خیر آباد وغیرہ کے معقولی مشہور تھے۔ دلی کی تفسیر و حدیث وغیرہ کا شہرہ تھا۔ اب وہ خاندان مٹ گئے طلبا کی خود سریوں نے رہا سہا طریقہ تعلیم خاک میں ملا دیا نصاب تعلیم کا تبدیل کر دینا بظاہر آسان معلوم ہوتا ہے لیکن دس برس کا تجربہ شاہد ہے کہ نہایت ہی مشکل اور دقت طلب ہے جو صرف علما اور علما میں بھی وہ علما کر سکتے ہیں جو تعلیم کا تجربہ اور خیالات کی وسعت رکھتے ہوں۔ طریقہ تعلیم کا بدلنا اور بھی زیادہ دشوار ہے۔

ندوة العلماء دارالعلوم انھیں مصالح کو پیش نظر رکھ کر قائم کیا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جہان اور صد ہا مدارس عزنی ملک میں قائم ہیں وہاں ایک ندوے کا دارالعلوم بھی ہے لیکن غور سے ظاہر ہوتا ہے کہ صورتِ معاملہ اور ہی ہے۔ اگرچہ ابھی اس دارالعلوم کو کچھ ہی کامیابی نہیں ہوئی ہے تاہم اسکی تعلیم و تربیت کا انداز اسکو اور مدارس سے صاف ممتاز کر رہا ہے۔ یہ دارالعلوم ہی کی جرأت تھی کہ اسنے انگریزی کا (بطور سائنسنگو ایج) ایک کلاس عزنی خوان طلبہ کے واسطے کھول دیا۔ بعض لوگوں نے یہ خیال دارالعلوم کی طرف منسوب کیا ہے کہ وہ اس امر کا مدعی ہے کہ صرف وہی مسلمانوں کو دینی و دنیاوی تعلیم دے سکتا ہے اور مدارس غیر ضروری ہیں جہاں تک مجاہد علم ہے وہ اسکا ہرگز مدعی نہیں البتہ وہ اس اصول پر قائم کیا گیا ہے کہ وہ ایسے علما پیدا کرے گا جو مذہبی و اخلاقی اصلاح کرنے پر قادر ہوں گے اور اپنی جید استعداد اخلاقی قوت اور وسعت خیال کی بدولت ہر طبقہ اور ہر گوشے میں اپنی ہدایت کا عمدہ اثر پہنچا سکیں گے اور ایسے علما چونکہ مفید تر کاموں میں مشغول ہوں گے لہذا امید ہے کہ باہمی نزاعوں کی انکو مہلت ہی نہیں ملے گی۔ اور سہرح جو برائیاں آئے دن پیدا ہوتی رہتی ہیں مسدود ہو جائیں گی۔

ندوة العلماء کا دوسرا اہم مقصد علما کی باہمی نزاعوں کا رفع کرنا ہے۔ اس امر سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ عرصے سے ہمارے مذہبی مباحثے مناظرے کی حد سے نکل کر نزاع کے حدود میں داخل ہو گئے ہیں۔ ان نزاعوں کا مسلمانوں کی مذہبی اخلاقی اور مالی و تمدنی حالت پر جو زبون اثر پڑا ہے اسکو وہ اصحاب بخوبی سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی حالت کو اس وقت دیکھا ہو جب انہیں مذہبی مباحثوں کے اثر سے جو شش برپا ہو اور دو فریق باہم سرگرم نزاع ہوں یہ جھگڑے کبھی کبھی بڑھ کر امن و امان میں شامل انداز میں ہوں۔ کیا ان نزاعوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کہہ سکتے ہیں کیا انکو مذہبی نزاعوں کا خطاب مل سکتا ہے۔ حضرت سرور عالم کا ارشاد اس بارے میں دیکھیے کیا ہوا بالمعروف

کی نسبت آپ فرماتے ہیں: "جب تک کہ ایک شخص میں تین صفتیں نہ ہوں اس وقت تک اسکو اچھی بات کا حکم اور بری بات کی نہی" کرنی روا نہیں شفت کے ساتھ امر کرے۔ اور شفت کے ساتھ نہی جس بات کا امر کرے اسکا علم رکھتا ہو جس چیز سے منع کرے انصاف کے ساتھ روکے۔ "نزع کے نسبت فرمایا ہے: "کوئی قوم ہدایت یافتہ ہو کر اس وقت تک گمراہ نہیں ہو سکتی جب تک کہ اہمیں جھگڑا نہ پیدا ہو جائے" ترک بحث کی جس درجہ تاکید ہے وہ اس حدیث سے ہویدا ہوگی: "میں اس شخص کے لیے جنت میں ایک مکان کا ضمان ہوتا ہوں جو بحث کو چھوڑ دے اگرچہ حق پر ہو" روحی فداک یا رسول اللہ کیسی ان مول ہدایتیں ہیں؟ ہماری محرومی ہے کہ ہم ایسی ہدایتوں کو چھوڑ کر دوسرے راستوں میں بھٹک رہے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں: "بچو دین میں جھگڑا کرنے سے اسواسطے کہ وہ دل کو کام کی باتوں سے روک لیتا ہے اور نفاق پیدا کر دیتا ہے" امام اعظم اپنی سرگذشت ان موثر الفاظ میں بیان کرتے ہیں: "مجلو علم کلام میں عجب ملکہ عطا فرمایا گیا تھا اور ایک زمانہ دراز تک میرا ہی مشغلہ رہا۔ چونکہ شہر بصرہ اس قسم کے مباحثے کرنیوالوں کا مرکز تھا اس لیے میں میں دفعہ سے زیادہ وہاں گیا اور کبھی ایک برس اور کبھی اس سے کم اور کبھی اس سے زیادہ وہاں مقیم رہا معتزلہ اور خوارج وغیرہ کل فرقوں سے میرے مباحثے رہے اور محمد اللہ میں نے سب کو مغلوب کیا۔ بعض خاص فرقوں کا کوئی مین جمع تھا ان سے میں وہاں بحث کرتا اور غالب آتا۔ اس زمانے میں علم کلام کو میں سب علوم سے اعلیٰ و افضل سمجھتا تھا۔ جب میری عمر کا ایک حصہ آئین صرف ہو چکا تو میں نے ایک دفعہ دل میں کہا اور سوچا کہ صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین ہم سے زیادہ ان باتوں کو سمجھنے اور جاننے والے تھے اور حقائق امور کو ہم سے زیادہ پہچانتے تھے۔ مگر کبھی ان باتوں میں جھگڑا اور خوض نہیں کیا بلکہ اس سے خود باز رہے اور دوسروں کو شدت کے ساتھ منع کیا۔ میں نے انکا غور و خوض شریعت کے معاملات اور فقہ کے مسائل

میں پایا۔ انھیں میں وہ بحث کرتے تھے اور اسی کی ترغیب دیتے تھے۔ سلف کا دور اول ہی پاک ختم ہو گیا۔ تابعین نے ہی خصلت کی پیردی کی ان بزرگوں کے ان حالات کا انکشاف ہوتے ہی ہمنے منازعت اور علم کلام میں غور و خوض کرنا چھوڑ دیا اور سلف صاحبین کے طریقے کو اختیار کر کے وہی کام کرنے شروع کیے جو وہ کرتے تھے اور ایسے ہی لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے لگے۔ اسکے ساتھ میں نے یہ بھی دیکھا کہ جو لوگ علم کلام کے مدعی ہیں اور ہمیں وہ جھگڑتے ہیں انکی شان سلف کی شان کے اور انکا طریقہ سلف کے طریقے کے خلاف ہے۔ انکے قلوب میں قساوت اور دلون میں شدت پائی۔ وہ کتاب و سنت اور سلف صاحبین کی مخالفت کی پروا نہیں کرتے یہ دیکھ کر میں نے انکو چھوڑ دیا اور اسپر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ (دیکھو کشف الاسرار۔ ج ۱ ص ۹ و ۱۰ مطبوعہ مصر) ندوۃ العلماء کے اس مقصد کی نسبت عجیب عجیب تشریحیں کی گئی ہیں۔ بعض ستم ظریفوں نے یہاں تک کہا ہے کہ ندوہ کل فرقوں کو ملا کر ایک معجون مرکب بنانا چاہتا ہے اور ہر طرح وہ ایک جدید فرقے کے پیدا کرنے کی فکر میں ہے۔ اس تاویل کا منشا جو کچھ ہو لیکن میں اپنے دس برس کے تجربے کی رو سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ خیال محض بے بنیاد ندوہ کی جانب ایک ایسی باتکا منسوب کرنا ہے جو ہرگز اسکے مقاصد میں شامل نہیں۔ ندوہ کوئی معجون مرکب بنانا نہیں چاہتا۔ ندوہ کسی نئے فرقے کے پیدا کرنے کا خواہشمند نہیں۔ ندوہ یہ نہیں کہتا کہ حق کی تائید مست کرو۔ ندوہ یہ نہیں کہتا کہ امور ظہل کی تردید مست کرو۔ وہ صرف یہ عرض کرتا ہے کہ بحث کرو اس شان سے جو علما کو شایان ہے۔ مباحثے میں کشادہ دلی اور اعتدال کا دامن ہاتھ میں رکھنے دو۔ جوش خلافت میں اس قول پاک کو پیش نظر رکھو جو بتاتا ہے کہ اللہ اپنے رب کی طرف عمدہ باتوں اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔ وہ عرض کرتا ہے کہ مباحثوں کو ذاتی مسائل ناملا م انداز تحریر سے پہچانا چاہیے۔ اختلاف کو نزاع اور فتنے کی حد تک نہ پہنچاؤ۔ یہ کہ ندوہ اس طرز بحث کا موئد ہے جسکو امام غزالی نے سلف صاحبین کا طریقہ بتایا اور اس

انداز کا مخالفت ہو جسکو امام ممدوح نے شدت و قساوت قلب سے تعبیر فرمایا تھا۔ کیا یہ شان مباحثہ ہے کہ علما کے قلم سے وہ الفاظ اپنے ہمسرون اور اپنے سے بڑوں کی شان میں نکلیں جنکو معمولی آدمی بھی (خلافت تہذیب و تمدن کو استعمال نہ کرتے ہوں) کیا یہ سلف صاحبین کا طریقہ ہے کہ کیسے قول کے معنی جہاں تک ممکن ہو برائی پر محمول کر کے اُسکو اعتراضوں کا منشا بنایا جائے؟ حالانکہ قائل باواز بلند کہتا ہو کہ میری یہ مراد اس قول سے ہرگز نہیں۔ کیا یہ آئین مناظرہ میں درست ہو کہ فریق مخالفت کی نیت پر اور ذاتیات پر بے محابہ حملے کیے جائیں؟ مذکورہ علما نے اس بارے میں جو مسلک اختیار کیا اُسکو نباہ کر بھی دکھا دیا۔ اس چند سال کے عرصے میں اُسپر سخت سخت حملے کیے گئے رنگ رنگ کے رسالے اُسکے مقابلے پر نکلے تاہم اُس نے کبھی ایک سطر بھی اُنکے خلاف نہیں لکھی اگر ایک آدھ رسالہ اُس نے اپنے مقاصد کی تائید میں لکھا بھی ہے تو وہ حقیقتہً اُس انداز کا نمونہ ہے جسپر مذہبی مباحثوں کے قائم کرنے کا خواہشمند ہے۔ اُن رسالوں میں اپنے مدعا کے دلائل معتدل پر لائے ہیں محققانہ لکھے ہیں کسی شخص یا فریق کو مخاطب نہیں کیا نہ کیسے اقوال کو آماجگاہ بنایا ہے اور نہ کیسے ذاتیات سے بحث کی ہے اگر دس برس پیشتر کی حالت نزاع مذہبی کو آجکی حالت سے ملا یا جائے تو یقیناً یہ ثابت ہو گا کہ اب بہت کم رسالے مذہبی مباحثوں پر شائع ہوتے ہیں اور شائع ہوتے ہیں اُنکا اسلوب بہت کچھ معتدل ہو گیا ہے بہت کم مقامات میں اب نزاعوں کی گرم بازاری سنی جاتی ہے۔

مذہب نے جو اعتدال روش اختیار کیا ہے اُس سے ایک اور بھی فائدہ حاصل ہوا ہے جو اگرچہ صمنی ہے تاہم بہت اہم اور شاندار ہے وہ یہ کہ جدید تعلیم یافتہ فرقے کی اُس بدظنی میں بہت تبدیلی ہو گئی ہے جو اُنکو علما کی جانب سے تھی وہ اب اُن سے مانوس ہوتے جاتے ہیں اور اُنکے باتوں کی طرف توجہ کرنے لگے ہیں اور اس طرح کچھ نہ کچھ باتیں علما کی اُنکے کان میں پڑ رہی جاتی ہیں امید ہے کہ انشاء اللہ یہ اثر برابر ترقی پذیر رہے گا۔

ندوة العلماء کے اور بھی مقاصد مثل اشاعت الاسلام وغیرہ ہیں لیکن چونکہ انکی بابت ہنوکوئی معتد بہ کارروائی نہیں ہوئی لہذا انکی نسبت اسوقت میں بحث کرنا نہیں چاہتا۔
مختلف صوبوں کے مسلمانوں کے خیالات میں جو تفاوت کثیر ہے اسکا مقتضایہ ہے کہ جو تحریکیں مسلمانوںکی بہبودی کے متعلق ہو رہی ہیں انکا اجلاس مختلف شہروں اور صوبوں میں ہوتا رہے تاکہ مسلمانوں کو تبادلہ خیالات کا موقع ملے اور ایک دوسرے کے خیالوں سے مستفید ہوں۔

میری اس تمام سامعہ خراشی کا خلاصہ یہ ہے کہ اسوقت جو مذکورہ بالا تحریکیں قوم میں قائم ہیں وہ قومی ضرورتوں کے اجزا ہیں اگرچہ انکی کوششوں کے حلقے جدا جدا ہیں تاہم وہ قومی ضرورت کے دائرے سے خارج نہیں جبکہ قوم اپنی ضرورتوں سے خبردار اور ترقی میں سرگرم ہوگی اُسقدر ایسی مجالس ترقی پذیر ہونگی پس مسلمان کا فرض ہے کہ ان تحریکوں کی جہان تک ممکن ہو مدد کریں اور ایک کو دوسرے کا ضد اور دشمن قرار دیکر ایک کی تائید کے زعم میں دوسرے کی بنجگنی کے درپے نہ ہوں۔

غلط فہمیوں کے رفع کرنے کے واسطے اتنا عرض کرنا اور ضروری ہے کہ میری اس تقریر سے یہ نہ استنباط کیا جائے کہ میں یہ کوئی فتوے صادر کر رہا ہوں جبکہ روسے یہ ہتھیاد ہو سکے کہ محمد ایجوکیشنل کانفرنس یا محمدن کالج جو کچھ کرے خواہ وہ شرع کے موافق ہو یا مخالف سبکی تائید ندوة العلماء کرتا ہے۔ ندوة العلماء ہمیشہ یہ کہے گا کہ جو کام خلافت شرع اور وہ برائے خواہ اسکو کوئی کرے اور جو موافق شرع ہے وہ اچھا ہے خواہ اسکو کوئی بھی نہ کرے میرا مطلب صرف یہ ہے کہ انگریزی تعلیم کو ترقی دینا اس زمانے میں ضروریات قومی میں سے ہو سیکے ساتھ یہ لحاظ رکھنا بھی ضروری ہے کہ تعلیم انگریزی کے رومیں مسلمان اپنا دین اور مذہب نہ کھو بیٹھیں بلکہ مسلمان مسلمان رہ کر مغربی تعلیم و شایستگی میں ترقی کریں۔

صاحبو! ان تمام کوششوںکی سرسبزی اور کامیابی اسپر موقوف ہو کہ ہم اپنی قوم

حالت کا احساس صدق دل سے کرین اور اسکی اصلاح میں جان لڑا دین۔ جو لوگ تعلیم و تربیت حاصل کر چکے ہیں یا معاش سے فارغ البال ہیں وہ اپنے آپ کو آرام و آسائش کا مستحق اُسوقت تک نہ قرار دین جب تک کہ قوم کی حالت بہ لحاظ تعلیم و تربیت اور فارغ البالی درست نہ ہو جائے۔ قوم برباد ہو اور ہم اپنے علم یا دولت کا ثمرہ ذاتی رفاہ اور آسائش کو سمجھیں تو کہا جائے گا کہ ہم نے ان نعمتوں کی قدر نہیں کی۔

مسلمانو! اگر دنیا میں دولت سے بے سر کرنا پسند نہیں تو بسم اللہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور کوشش میں جان لڑا دو بلکہ جان دیدو مانا کہ کامیابی تمہارے اختیار میں نہیں مگر کوشش پر تو ختمت زیاد ہے۔

اگر شایر بد دوست رہے بزدل	شرط عشق است در طلب مردون
اور جب آجتک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے کوشش کی ہو اور حق تعالیٰ نے اسکا صلہ نہ بخشا ہو تو ہم کیوں اپنی کوششوں سے مایوس ہوں۔	
عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد	ای خواجہ درد نیست و گرنہ طبیعت
اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ کوئی قوم بغیر سعی اور کوشش کے ترقی یافتہ نہیں ہوتی۔	
ناز پرورد نعم نہ برد راہ بدوست	عاشقی شیوہ زندان بلاکش باشد

خاکسار

محمد حبیب الرحمن خان شروانی
بھیکن پور ضلع علی گڑھ

تبریک تاجپوشی ملک معظم دوم قبالہ

اس تجویز کو پیش کرنے کے لیے جلسہ انتظامیہ نے خان بہادر منشی اطہر علی صاحب مشیر قانونی

انجمن ہند تعلقہ اران اودھ کو نامزد کیا تھا۔ خان بہادر اس تجویز کو پیش کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا چونکہ یہ جلسہ علمائے کرام کا جلسہ ہے لہذا مناسب ہے کہ اس تحریک کو بھی وہی پیش کریں لہذا میں اس تجویز کے پیش کرنے کا حق اپنی طرف سے مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب کو دیتا ہوں۔ جناب صدر انجمن صاحب نے مولوی صاحب کو اجازت دی کہ وہ اس تجویز کو پیش کریں چنانچہ مولوی صاحب نے تجویز کو پیش کرتے ہوئے ان فوائد و برکات کا بسط و تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا جو گورنمنٹ کی مہربانی سے ہم کو حاصل ہیں اور یہ تجویز پیش کی کہ ہنزاکسنسی و سیرے کی وساطت سے تمام علماء و مشائخ و روسا جو ندوۃ ہند میں شریک ہیں انکی دلی مبارکباد عالیجناب ملک معظم کی خدمت میں پیش کی جائے۔ مولوی عبید الرحمن خان صاحب رئیس بھیلکن پور نے اسکی تائید کی اور بتا کر جو شبہی سے باتفاق عام یہ تجویز منظور کی گئی اور ہنزاکسنسی و سیرے ہند کی خدمت میں ندوۃ العلماء کی طرف سے بذریعہ تار کے عرض کیا گیا کہ وہ ہماری مبارکباد کو عالیجناب ملک معظم و امت حشمتہ کی خدمت گرامی میں پہنچا دیں۔

جامعہ

۸ بجے سے گیارہ بجے شب تک

شیخ خیر الدین صاحب کی عالی شان مسجد امرت سر میں قابل دید ہے وہاں اس سے زیادہ وسیع اور پر رونق اور باعتبار موقع کے شاندار کوئی اور مسجد نہیں ہے بانی مسجد کے خلیفہ الرشید شیخ رحیم بخش صاحب جنرل مرچنٹ و مالک اخبار ہیرین صدی نے ہمارے دوست بابو نظام الدین صاحب کی تحریک پر بہت کشادہ دلی سے اس کے ساتھ قبل جلسے کے مسجد کی مرمت کرا دی اور چینی کی تختیاں جہاں تک خزانہ کی طرف سے انکو ٹھیک کرا دیا اور ایام جلسہ میں بڑے اہتمام سے کوشش اور دشمنی کا معقول انتظام

خود اپنے صرف سے کیا۔ اسی مسجد میں شبکو آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک عطا کا جلسہ ہوتا تھا جسب معمول اس جلسے کی شرکت کے لیے کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی تھی ہر شخص شریک جلسہ ہو کر وعظ و بیان سے مستفید ہو سکتا تھا۔

اس جلسے کا اہتمام مولوی غلام محمد صاحب فاضل ہوشیار پوری کے متعلق کیا گیا تھا اور آجکے جلسے کے لیے خود مولوی صاحب مدوح اور مولوی سید عبدالرحمن صاحب وعظ اور مولوی ابوالقاسم سید احمد صاحب دہلوی کا وعظ قرار پایا تھا۔ مگر مولوی غلام محمد صاحب اور مولوی عبدالرحمن صاحب بوجہ تکان سفر کے بیان نہیں کر سکے انکی جگہ حاضرین کے اصرار سے مولوی حافظ غلام صمدانی صاحب امام جامع مسجد پشاور تجویز کیے گئے جناب مدوح نے فضائل اسلام پر نہایت عمدہ بیان کیا انکے بعد مولوی سید احمد صناد دہلوی نے بیان فرمایا۔ مولوی صاحب مدوح کے بیان میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ باوجود چھپ بیکے غلط روایتوں اور بیوردہ کہانیوں سے ہل پاگ تھا اور کارآمد باتوں پر مشتمل تھا۔ مولوی صاحب مدوح انھیں دونوں بیانون میں وقت ختم ہو گیا اور حاضرین اشتیاق لیے ہونے رخصت ہوئے

اجلاس سوم

۷ رجب ۱۳۲۰ھ روز جمعہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء

۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک

صدر انجمن

مولانا محمد مسیح الزمان خان صاحب استاد حضور نظام دکن

۱۰ بجے جلسہ شروع ہوا۔ مولانا سید عبدالکریم صاحب امام مسجد مدرسہ اسلامیہ امت سرنے چند

ایسے تیر کا تلاوت کین اسکے بعد مولوی شیخ محمد صاحب انصاری یانی مہتمم مدرسہ وقیفیہ
بھوپال نے حسب رجبہ ذیل اپنا فصیح و بلیغ قصیدہ پڑھا جسکے سننے سے عساکر اہم بہت محظوظ ہوئے

قصید مولوی شیخ محمد صاحب یانی مہتمم مدرسہ وقیفیہ بھوپال

فانا وجدنا فی المغانی لہا معنی
فانا سمعنا فی الاعانی لہا لحننا
لقد طبتا عیشا بعیش ہوا لہنی
فعمیرا ویت اللطف لطفالہ معنی
وہجرتی و قریب الہ معنی
ولا لغز الاریم والغادة الرعنا
ولا ساددت فی الربیع خیلالم یعنی
و کہ بانالت صوتنا و سمر نحدث مننا
کما راق ما ناعنا نحس فی الروضة الغنا
فقلت لہ باللہ من ہذا شادنا
فجعل بہا صرفا و دمع مزجہرا عشنا
سکرنا بہا من قبل ان نعوت الدنا
ہلال و کم بید و اذا مزجت معنی
بعالمہا الاعلی و رفوفہا الاسنی
من العلم قد اسهرت فی حوزہا الجفنا
فقد حارب الدنیا و ماتت بہا حوزنا
عقالما یبغی و قوتہ و ہننا

دعاھا اذا غنت علی الروضة الغنا
وقولا لحادی العیس فلیحمد السری
وقولا لغزلان النقا علیک البتہ
ولا تسأ لا غیر الصبا عن صبا بتی
سرت وعلیل الطرف لا یعرف الکوی
وما اشتاق لا واللہ للمدوح ناظری
ولا نظرت عینی الی ما یسر ہا
دعی للہ ذات الطوق کم حوکت ہوی
وساق صبیح الوجہ ساق صبو حہ
اتانی بہا صرفا و ہوی بطرفہ
فما الراح لا الروح عند بزوغہا
شربنا علی ذکر الحبيب مدا مة
لہا الکاس بدوہی شمس یدیرہا
وقائلۃ ما بان قلبک مولع
و حتام سعی لا بتناء معالم
سرد من لیسعی لنیل فضائل
یری شربہ فیہا سرا با و عقتلہ

فقلت دعيني من حديث خرافة
 لنا نفس تاني الهوان وستر تقى
 لنا سلف سار واعي خير شريعة
 ولا خير في الدنيا اذا العتجد بهاء
 ولا خير فيمن يجمع المال ليغيتا
 وليس الغنى الا التعتف والتقى
 الاية الا علام في السداوة التي
 وصدركم لا زال صدرا مكرما
 ونا ديكوم ربعا مدى الدهر عامرا
 بندوة علم ينتدى كل فاصل
 فقوموا بهدى الله في كل جلسة
 عليكم تقوى الله سرا وجهرة
 فانكم يا صفوة الله عصابة
 وان جنان الخلد يصفوا نعيمها
 فان انتم ارشدتمو ورسدتموا
 وان انتم عن شرعة الحق حدتموا
 عليكم هداية الناس خير طريقته
 واوسعهم بدلا واطولهم يدا
 هو الهاشمي المستضاء بهديه
 محمد المبعوث للناس رحمة
 اقامت له في الدين اقلام حكمة

فانا اناس نعشق المجد منذ كنا
 الى المنهج الاعلى ولم نطلب الا دنى
 ونحن على اثار شرعهم سرنا
 حبيبا وتجننى من جدالك بما عدنا
 فاوزاره تبقى وصاحبه يفنى
 وما اثره تنى ومكرمة تجنى
 بما قد حضرتم كي تشيد والها منى
 على غارب العيوق سيموبلا استثنى
 رحيبا خصيبا لا اذا عا ولا مننا
 ويظفر فيها بالاماني والحسنى
 وكونوا هداية الخلق للمنهج الاسنى
 وارشاد خلق الله اعلاة والادنى
 بكم يقتدى من يرتجى الفور والامنا
 لمن يقتدى بالطهر في كل ما سنا
 فبشرى لكم طبتوا وقررت عيتنا
 فمن ذاب شرع الله غيركم يعنى
 طريقة خيرا مخلوق من اللورى حصنا
 واشبتهم جلنا واصد قهصم ظنا
 هو المرتقى من قاب قوسين او ادنى
 وهاديهم حقا الى المنهج الاسنى
 مقام العوالى وهى من هداية اسنا

اذا تليت كانت لمن خلفها اغنى
 فكم كشفت كروبا وكم اذهبت حزنا
 اسارى لديها لا فداء ولا ممتا
 وكان عند الدين في ذاته ركننا
 وانثروا من اليمن في كفه اليمنى
 غيوت ليوت شانهم صدق اعنا
 تسير وقد اصبحت لشرح المهدي ممتنا
 فما تركوا شرطا ولا وهيدا واعبنا
 على شرف الدارين ابياتها لئسنى
 ربوبكم وسر سار في ذلك المضى
 من الله عن طوع وصدق بالمعنى
 لا خلا فكلوا واستشروا خيرا صائغين
 هدى لدهر ما عزت مطوقا تعصنا
 على من رقى من قاب قوسين او ادنى
 بهم يقتدى من برقى المنهج الاسنى
 شمس المعاني وهي كاملة حسنا
 ينظم يفوق الدر في النظم والمبنى
 الى المرتقى الاعلى وليست فقر الادنى
 بند و تكمر من الجهد يد بين لا تقوى

له كتب يغنى الكتاب نشرها
 سطورها تعلو الرؤوس كرامة
 اباد بها طيش الطغاة فاصبحوا
 واصحاب خير الهداة الى الهدى
 بسرى يديه اليسر اصبر مورقا
 من النفر الشتم المختارم في الوعى
 لهم عز في الخافقين مضية
 شروا بالندى واجود عهد الخلد
 علت برسول الله منهم مراتب
 فكم لامين الوحي حول بيوتهم
 فما منهم الا الذى باع نفسه
 فبا ايها الاعلام طيبوا وطيبوا
 فلا رتم في نعمة ومسرة
 واذك صلوة الله ثم سلامه
 وال واصحاب هداية ايممة
 مدى لدهر ما هب لنسيم واشرفت
 وهذا اليمانى بو الخليل اتاكم
 يقلد اجيا د المعالى وسيرتقى
 ويقريكم منه السلام مبارك

مدى ناخذى الحادى وقال مرجعا

دعاها اذا غنت على الروضة الغنا

اسکے بعد مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی کے لئے وقت رکھا گیا تھا جو ختم نبوت پر تقریر کرنے والے تھے اور اس تقریر کے سننے کو آج ہجوم بھی زیادہ تھا مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب مدوح تقریر نہیں کر سکے کیونکہ شب کو انکی زبان کٹ گئی تھی اور اس سے ایسی تکلف تھی کہ معمولی بات چیت میں بھی انکو تکلف ہوتا تھا لہذا انکا بیان دوسرے روز پر ملتوی رہا مولوی عبدالحی صاحب مددگار ناظم ندوۃ العلماء نے مولوی محمد شبلی صاحب کے تقریر نہ کر سکنے کی معذرت کی اور انکی ناسازی مزاج کا واقعہ بیان کر کے کہا کہ انشاء اللہ کل تک انکی طبیعت درست ہو جائے گی تو وہ آجکی تلافی کر دیں گے۔ اسکے بعد کہا کہ اب وہ تجویز پیش ہوگی جو مسلمانوں کی آئندہ بہبودی کا ذریعہ ہے۔

تجویز انسداد رسوم قبیحہ

منجملہ مقاصد ندوۃ العلماء کے ایک مقصد رسوم قبیحہ کی اصلاح ہے اس مقصد کی عملی کارروائی گذشتہ زمانے میں کی بھی گئی ہے تاہم اسکوزیادہ قوت کے ساتھ عمل میں لانے کے واسطے یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ جو جو علماء ندوے میں شریک ہیں اپنے اپنے حلقہ اثر میں وعظ و نصائح کے ذریعے سے اس سال شادی کے رسوم میں سے ناچ-گانا-آتشبازی اور غمی کے رسوم میں سے محض نام و نمود کے لیے آسودہ لوگوں کو کھانا کھلانے کی برائیاں عامہ مسلمین کے ذہن نشین کر کے انکے ترک کی تاکید کریں نیز انجمنہائے معینہ ندوہ سے درخواست کی جائے کہ وہ بھی رسوم مذکورہ کے انسداد کی کوشش کریں اور سالانہ اجلاس میں اسکی رپورٹ پیش کریں۔

اس تجویز کو مولوی سید عبدالحی صاحب مددگار ناظم ندوۃ العلماء نے پیش کیا اور پیش کرتے ہوئے ایک بسیط تقریر میں رسم و رواج کے قبائح اور انکی مضرتوں کو بیان کر کے کہا۔

خلاصہ تقریر مولوی سید عبدالحی صاحب مدگار ناظم

رسوم قبیحہ کا مٹانا مذودۃ العلماء کے مقاصد میں داخل ہے اور مذودے نے پچھلے زمانے میں اسکے متعلق عملی کارروائی بھی کی تھی اور بعض ضلعا میں وفود بھیجے تھے۔ چنانچہ ضلعا فتحپور وراے بریلی و بارہ بنکی میں اس بات پر لوگوں سے معاہدہ کرایا گیا اور وہاں کے بااثر اور ذی وجاہت حضرات اسکے ذمہ دار قرار دیے گئے۔ مجھ کو معلوم ہے کہ اب تک ضلع فتحپور میں لوگ اس معاہدے کے پابند ہیں اور بخوشی اسکی تعمیل کر رہے ہیں اور اسکا سبب ہے کہ مولوی ظہور الاسلام صاحب عین وقت پر لوگوں سے اس معاہدے کی یاد دہانی کر رہے ہیں جہاں کہیں اس معاہدے کا اثر باقی نہیں ہے وہاں کے ذمہ دار حضرات کی بے پروائی کو اس میں بہت کچھ دخل ہے۔

حضرات! یہ یقینی امر ہے کہ اگر علما و مشائخ اپنے اپنے حدود اثر میں رسوم بد کو مٹانا چاہیں تو خاطر خواہ کامیابی ہو سکتی ہے اور چند دنوں میں اہل اسلام تباہی اور بلاؤں کے طوفان خیز سمندر سے نکل کر نجات پاسکتے ہیں مگر چونکہ دفعۃً تمام رسوم بد کا اٹھا دینا ہماری قوت سے باہر ہے اس واسطے بتدریج کارروائی کرنا مناسب ہے۔ یہ مجلس چاہتی ہے کہ جو علما و مشائخ مذودۃ میں شریک ہیں اس سال اپنے اپنے حلقہ اثر میں وعظ و نصائح کے ذریعے شادی کے رسوم میں سے رقص و سرود و آتش بازی اور غمی کے رسوم میں سے محض نام و نمود کے لیے آسودہ لوگوں کو کھانا کھلانے کو اٹھا دین اور انجمنہائے معین الذمہ بھی اسکی تعمیل کریں اور سالانہ اجلاس میں اسکی رپورٹ پیش کریں کہ انکو اس میں کس قدر کامیابی ہوئی ہے۔

دو بارہ اس تجویز کو اس لیے پیش کیا جاتا ہے کہ علماء کرام اپنے مواعظ میں خصوصیت کے ساتھ اسکا لحاظ رکھیں اور صرف مواعظ ہی میں نہیں بلکہ عملی طور پر اسکی کوشش کریں۔ چنانچہ شخصی قوت سے کام نہ نکلے مذودۃ العلماء کے وفد کو بلائیں۔ اور یہ مفید تجویز جو ایک مرت سے

منتظر و مترقب چلی آتی ہے کیسے چل سکے اور زیادہ قوت کے ساتھ عمل میں لائی جائے۔

مولوی قاضی علی احمد صاحب بدایونی نے بہت خوش اہلوی کے ساتھ اس تجویز کی تائید فرمائی اور تائید کرتے ہوئے مندرجہ ذیل تقریر کی۔

تقریر مولوی علی احمد صاحب بدایونی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ الذی جعل قلوبنا معادن الوارہ و صدورنا مخازن الاسرارہ
 و ائسملوۃ مع تکریرہا و السلام بتکرارہ علی حبیبہ و صفیہ و نبیہ و فخرہ و آلہ و صحبہ و جمیع عوانہ
 و انصارہ۔ اما بعد حضور صدر الخمن و علمائے کرام و روسائے اہل اسلام! ہمکو شارع
 علیہ السلام نے تمام ہماری ضرورتوں کے مناسب احکام تعلیم کیے ہیں اگر ہم اتباع شریعت
 اسلام کریں تو کسی رسم و رواج کی ہمکو ضرورت نہیں رہتی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے مرنے اور تمدنی قواعد ہمکو بتلائے صفائی حفظ صحت ہمکو سکھلائی۔ کفایت شعاری کا سبق
 ہمکو پڑھایا۔ اہل عرب جو وحشیانہ حالت میں رہتے تھے اور اس قدر جنگجو واقع ہوئے تھے
 کہ محض ایک اونٹنی کی کوچ کاٹنے پر چالیس برس تک لڑتے اور کٹتے مرنے رہے گیتان
 کے چٹیل میدان اور کوہستان اور ٹیکرون پر دو دو چار چار چھوڑے بنا کر آباد ہونا ان کا
 طریقہ تھا۔ ایسے لوگوں کو حسن اخلاق۔ تمدن اور تہذیب سکھا کر انسان بنا دیا۔ جس طرح تمام
 مخلوقات میں انسان اشرف المخلوقات ہے۔ "و لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم"۔ اسی طرح
 انسانوں میں عرب ولے اور عرب والوں میں حجازیوں کو یہ شرف عنایت ہوا کہ وہ
 انسانیت کے مکمل نمونہ بنے جاہلیت کی رہیں سب چھڑا دیں اخوت کی اعلیٰ تعلیم دی مگر
 جیسا کہ ہم لوگ ہندوستان آ کر اپنی اصلی عادتیں بھول گئے یہاں کے رواج اختیار کیے
 اور تباہی کے چنگل میں اسیر ہوئے۔ ہر مذہب کے مقابلے میں اسلام کی جو خوبی ہو اس

خوبی کو چھوڑنے سے خود ہماری خوبی جاتی رہی۔ اسلام کی خوبیوں میں فرق نہیں آیا بلکہ
 شدہ شدہ بعد زمانہ نبوت کی وجہ سے ہماری یہ حالت ہو گئی کہ ہماری شادی وغنی کے
 رسوم میں ملکی رواج کو دخل ملتا گیا اور وہ برباد کن رسمیں تمام ہندوستان کے مسلمانوں
 میں کہیں کم کہیں زیادہ رائج ہیں اور ہر حصے میں مختلف رسوم ہیں۔ اس ملک پنجاب کا
 حال زیادہ میں نہیں جانتا البتہ اپنے یہاں کے رسوم شادی آپ کو سنا تا ہوں۔

شادی رچانے کا طریقہ عوام میں منڈیا خواص میں خواجہ ہے۔ ایک گندے گھڑے کا
 پانی یا چھوٹے گھڑے کا گندہ خواہ میلا کیچڑ سا پانی آتا ہے اور اس سے دولہ نہلایا جاتا
 ہے۔ کوئی شخص عاقل اس پانی کا چھوٹا گوارا نہ کرے گا چہ جائیکہ بدن پر ڈالنا۔ مگر دولہا
 رواج کی رسم سے بندھا ہوا ہے۔ اسکے بعد مصنف کسم کے رنگ کا کپڑا دولہا کو پہنایا
 جاتا ہے اور ایک شخص دس ہزار کے مقدور کا ہزار روپیہ کے صرف سے شادی کرتا ہے تو دوسرا ہزار روپیہ کے
 مقدور کا ہزار روپیہ صرف کرتا ہے اسکی پروا نہیں کہ آئندہ نسلوں میں اسکا کیا اثر پڑے گا۔ یہ رسم پنجاب
 میں لکنو کلکتہ کا پورب میں پنجاب کا اسکے لیے قرآن میں نہی نازل ہے۔ "لا تقربوا الریشی" اور

نگاہ سے جنبی عورت کو دیکھنا بھی زنا ہے۔ جو بانی نوح مجرے کا بت و دو بموجب حدیث
 شریف من سن سنتہ سیئۃ فله اجر با و اجر من عمل بہا جملہ شرکاء و حاضرین کے برابر مذہب کا
 مستوجب ہے۔ غرض اس طرح اور بھی رسوم قبیلہ ہیں مثلاً ہاتھ میں لنگنا بائٹھنا سر پر پہرہ
 حریری مقنع برقع وغیرہ۔ میرے تقریباً دو ہزار آدمی برادری کے ہیں اور اکثر موقعوں پر
 مجھے نکاح پڑھانے کا بھی اتفاق ہوتا ہے تو اسوقت بے تکلف اعزاء اور جناب کے
 بیان میں لنگنا توڑ دیتا ہوں ورنہ کھلو تا ہوں اور سرہ وغیرہ الٹوا کر نکاح پڑھاتا ہوں

سہرے کی اصل یہی پائی جاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام کے
 زمانے میں عرب بتوں پر سہرے چڑھایا کرتے تھے۔ ایک مہندی کی رسم ہے کہ
 مرد کے ہاتھوں پر مہندی رچائی جاتی ہے۔ ایک رسم جلوہ ہے کہ کہیں

وغیرہ وغیرہ۔ اب رہیں رسوم غمی تو خیال فرمائیے کہ ادھر تو مردہ گھر میں پڑا ہے ادھر گھین
 کھڑک رہی ہیں کہ برادری کا کھانا ہو۔ سلام میں عزیز و احباب کو چاہیے کہ مردے والے
 کے گھر تین روز تک ہمدردی کر کے کھانا لیجائیں نہ کہ اُلٹا اس سے کھانا لین۔ زیادت
 و مبالغہ کفن دینے وغیرہ بدعات و شنیعات کا ارتکاب کرتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ
 مردہ بدست زندہ خیال کیجیے کہ زندگی میں انسان اپنا اختیار رکھتا ہے فعل و ترک فعل پر
 قادر ہے مگر مرنے کے بعد بیچارے مسلمان مردے کا کیا قصور ہے جو اسکی تجسیم و تکفین و
 تدفین میں بدعات وغیر مسنون وغیر ماثور امور اختیار کیے جائیں۔

مردے کا غسل خوشبو سے تخت و کفن بچ کر نا۔ کندھوں پر جنازہ آہستہ آہستہ لیجانا۔
 قرآن مجید اوقات معینہ پر پڑھنا پڑھوانا کیا کافی نہیں ہے جو بعد دفن بالین پر اذان
 دی جائے کفن میں پارچہ کلمہ لکھ کر رکھا جائے عد مسنون سے کفن زیادہ کیا جائے؟ یہ
 دونوں قسم کے رسوم فہیحہ دور کرنا ضروری ہے۔ ہمارا صرف یہ کام ہے کہ ہم تبلادین ہم سے
 عمل جاری ہونا ناممکن ہے جب تک آپ لوگ دولت مند امرا و عامر مسلمین کا فرمومنین
 ہکو مدونہ دین اسکا جاری ہونا دشوار ہے۔

جو مصارف ناجائز شادی و غمی میں کیے جاتے ہیں اسکا نقد یا زیور لڑکی کو دنیا یا لڑکے
 کو تجارت یا جاہاد میں صرف کرنا کقدر مفید ہے؟ اس فضول خرچ سے قطع نظر شرعی
 مخطور کی عقلی قباحت ایسی ہے کہ کوئی مہذب تعلیم یافتہ اسکو روانہ رکھے گا تعلیم و تہذیب کا
 مقتضی ہے کہ اخلاق و افعال و اعمال درست ہوں نہ کہ خلاف اسلام و مخالف عقل و
 نقل امور واقع ہوں۔ سب سے زیادہ اعتراض کے لائق یہ افعال عربی۔ فارسی۔ اردو
 انگریزی جاننے والے مسلمانوں کے ہیں جیسے عالم کو حق ہے و غلط و پند کا ہی طرح
 ہر مسلمان پر حق ہے دوسرے مسلمان کا جو مسئلہ اسکو معلوم ہو وہ سمجھا دے اور اصل بات
 یہ ہے کہ صحبت بڑا اثر رکھتی ہے اور ہمارے ہندوستان کے امرا و خاص عالم ہل اسلام

عجبت لیا سے نفور ہیں اور کچھ بعض علما بھی باقصور ہیں اس سبب سے ہندوستان کی رسوم اختیار کر لیں اور اسلام کے احکام سے دور ہو گئے۔

بین علما سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کام کو اللہ کے واسطے اپنے اپنے حدود میں بذریعہ وعظ و پند و نصیحت و جلسہ و انجمن کے جاری کریں اور میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے نواح و دیار میں ہر طرح اسکے دور کرنے کی کوشش کروں گا کہ یہ رسوم قبیحہ دور ہوں اور وعظ و جلسہ و انجمن کر کے اسپر زور دوں گا۔

ہماری مقدس و مبارک انجمن ندوۃ المسلمان نے پہلے سے اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہے اور کوشش کی ہے اور میں نے بھی تحریک کی ہے اور کامیابی شروع ہو گئی ہے اس سال ہر ندوے کو مزید تاکید کرنا ہے اور پنجاب جیسے صوبے میں یقین ہے کہ بہت اچھی طرح اسکی عملی کارروائی میں بہت زیادہ کامیابی ہوگی۔

میں اس دعا پر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کہ خداوند اتو ہماری قوم کو پابند شریعت اسلام اور خاص و عام اہل اسلام کو نیک توفیق عنایت کر اور ہماری تقریر میں اثر دے اور ہم سے رسوم بیجا و اصراف ناجائز شادی و غمی چھڑا دے اور اپنے سچے دین کے سچے ہادی نبی برحق رسول شافع مطلق کی پیروی جملہ حاضرین و جمیع مومنین و مسلمین کو نصیب فرمائے اور سبکے صدقے میں منجکو۔ اور ہمارے عمل میں اخلاص عطا فرما اور یہ رسوم بیجا و اصراف بیجا جو ہمارے مسلمان بھائیوں میں رائج ہیں دور کر اور انکو خوش حال رکھ۔ جسے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ جمعین۔

اس تقریر کے بعد مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری نے تجویز بالاکلی تائید میں نہایت معقول اور برجستہ تقریر فرمائی۔ آپ نے اثنائے تقریر میں یہ بھی فرمایا کہ میں نے اس تجویز کی جو تائید کی ہے اسکا روئے سخن علما۔ امرا۔ اور عوام سب کی جانب ہے علما

انکی جانب سے تو میں حلف اٹھانے کو تیار ہوں کہ یہ اسکے خلاف نہ کریں گے مگر اور حضرات کو بھی اسکا معاہدہ کرنا چاہیے۔ اس فقرے پر خان بہادر شیخ خدابخش صاحب ٹرکٹ جج گورداسپور کو جوش آگیا اور اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ علما کے ہمزبان ہمارے ملک کے رؤسا بھی ہوں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جن علمای کرام کی معرفت عادی لوگ ان رسوم سے باز آئیں انکی تعداد کے معلوم ہونے پر میں فی کس ایک سو روپے نذرۃ العسلا کے تعلیمی فنڈ کو دوں گا جسکے لیے وعدوں کے غیر مستقل ہونے پر نظر کرنے کے سوا روپیہ کا نوٹ اسی وقت پیش کیا اور وعدہ کیا کہ سوا روپیہ پھر دینگے۔

شاہ صاحب مدوح کے بعد مولوی غلام محمد صاحب ہوشیار پوری نے تجویز مذکورہ بالا کی تائید میں عمدہ اور سبب تقریر فرمائی اور بہت خوبی سے رسوم مضرہ کے نقصانات بیان کیے جس سے تمام حضرات متاثر ہوئے۔ مولوی سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبند نے اسی وقت کھڑے ہو کر بیان کیا کہ وہ ہمیشہ اس تجویز کی تعمیل میں دل و جان سے کوشش کرتے رہینگے۔

سبکے بعد مولوی حبیب الرحمن خان صاحب رئیس بھکین پور نے تجویز بالا کی تائید میں تقریر فرمائی اور اس میں اعلان کیا کہ جو عالم کوشش کرے کہ ان رسوم قبیحہ میں سے ایک رسم بھی کسی گھرانے سے مٹا دین گے تو میں بشرط تصدیق دفتر نذرۃ العسلا سوا روپیہ انکی خدمت میں بطور نذرۃ کے پیش کروں گا۔ تقریر حسب مندرجہ ذیل ہے۔

تقریر مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب رئیس بھکین پور

جناب صدر انجمن ودیگر حضرات!

جو تجویز اس وقت آپکے سامنے پیش ہے وہ نہایت اہم اور ضروری ہے اسکی کامیابی سے قدر نفع مسلمانوں کو پہنچ سکتا ہے اسکا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ جو رسوم قبیحہ ہم میں

راج ہین اُنھوں نے مختلف قسم کی مضرتیں ہلکو پہنچائی ہین۔ بڑے رسوم کے اثر سے اخلاق بالکل تباہ ہو گئے۔ بہت سے رسوم ایسے ہین کہ اس مجلس میں اُنکا نام لینا بھی سوڑا ہے تاہم وہ رواج کے زور میں قوم میں راج ہین اُنکا اہتمام کیا جاتا ہے۔ نیچے۔ جوان اور بوڑھے سبھی اُٹھیں شریک ہوتے ہین۔ جب یہ حالت ہے تو ہمارے اخلاق کی پاکیزگی کا قائم رہنا ناممکن ہے۔ دوسری قباحت یہ ہو کہ ان ناشدنی رسوم کی زیر بار یوں سے مسلمانوں میں اتنی سکت باقی نہیں رہتی کہ وہ کسی مفید کام میں بیش بہا مدد دیکھیں۔ تجربہ اس امر کا شاہد ہے کہ مسلمان روپیہ کو بہت زیادہ عزیز نہیں سمجھتے ہین پھر بھی وہ مفید کاموں میں خرچ کرنے میں سب سے پیچھے ہین۔ بہت سے لوگ ایسے ہین جو نیک کاموں میں جو صلے کے ساتھ روپیہ صرف کرنے کے متمنی ہین تاہم رسم و رواج کی پابندی اور تمام جو صلے پست کر دیتی ہے اور وہ اُس در ماندہ مسافر کی طرح رہ جاتے ہین جو منزل طے کرنا چاہتا ہو لیکن قوت ساتھ نہ دیتی ہو۔

سب سے زیادہ زبون نتیجہ ہماری بڑی رسم رواج کا یہ ہوا ہے کہ غیر قوموں کو اُس نے خود مذہب اسلام سے بیزار کر دیا۔ جب وہ لوگ ہماری ناشدنی رسوم کو دیکھتے ہین تو یہ خیال کر کے کہ یہ تعلیم اسلام کا اثر ہے خود اسلام سے بیزار ہو جاتے ہین اور اسلام کی ساری خوبیاں اُنکی نظر سے پوشیدہ ہو جاتی ہین۔ پہلے بزرگ اپنے پاکیزہ طرز زندگی سے غیروں کو اسلام کا گردیدہ بنا دیتے تھے ہم اپنے طرز معاشرت سے اُنکو متنفر بنا رہے ہین۔

یہ تجویز جس قدر اہم اور ضروری ہے اُس قدر دشوار اور معرکہ خیز ہے۔ رسم و رواج کا پنجاہ ایسا قوی اور زبردست ہے کہ اُس سے نکلنا آسان کام نہیں۔ ہم رات دن اُسکی وجہ سے مصیبتیں اٹھاتے ہین۔ مالی نقصان سہتے ہین تاہم اُسکے زور کے آگے سر جھکائے ہوئے ہین دنیا میں انسان کو اولاد نہایت عزیز ہوتی ہے اُسکے آرام و آسائش کی خاطر وہ ہر قسم کی قربانی اپنے اوپر گوارا کرتا ہے ساری عملی محنت فراہمی سرمایہ میں اس شخص سے کرتا ہے کہ

مرنے کے بعد اولاد کے کام آئے مگر جب رسم و رواج کا حکم ناطق صادر ہوتا ہے تو وہ اولاد کی طرف سے نکلتی پھیر کر اسی حکم کی بجا آوری میں سرگرم ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی آنکھ سے بیویں دولت مندوں کو (صرف رسم و رواج کی پابندی اور فضول خرچی کے سبب) خوار و خستہ کہتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ اُسکی فضول خرچیوں کا انجام بھی یہی ہوتا ہے پھر بھی رسم کے حکم کو بالا رکھتا ہے۔ جہاں رسم و رواج اس قدر مضبوط و استوار معلوم ہوتا ہے وہاں ایک پہلو اُسکے ضعف کا بھی ہے۔ ایک رسم و رواج ایک خاندان میں نہایت ہی ضروری سمجھا جاتا ہے وہی دوسرے خاندان والوں کے نزدیک قابل مضحکہ قرار پاتا ہے۔ یہی طرح جب مختلف خاندانوں کی رسم و رواج کو دیکھا جائے اور اُنکے تباہی پر غور کیا جائے اور نیز یہ سوچا جائے کہ کس طرح جو قوت ایک کو دباتی ہے وہ دوسرے کے واسطے پارہ کاه سے بھی زیادہ حقیقت ہو تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسم و رواج میں کوئی اصلی قوت نہیں ہے بلکہ محض عارضی اور خیالی قوت ہے۔

اگر تحمل کے ساتھ مسلسل رسوم بجا کی جاسکتی ہیں تو ضرور نتیجہ خاطر خواہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں نمونہ اور مثال بہت زیادہ موثر ہو سکتی ہے یہ دیکھا ہے کہ جب کسی جو ائمہ نے استقلال اور ہمت سے کام لیکر رسم و رواج کو توڑا اور ایک مثال قائم کر دی تو اُسکا اثر ایک گروہ کثیر پر مفید پڑتا ہے۔ میر جس خاندان سے تعلق ہے وہ باعتبار رسم و رواج کے نہایت سادہ روش رکھتا ہے۔ شادی غمی کے رسوم اُس میں اس قدر کم ہیں کہ گویا نہیں ہیں۔ شادیوں میں رقص و سرود اور آتش بازی کی مطلق رواج نہیں۔ سہرہ۔ کنگنا وغیرہ باندھ کر نوشہ کو بہرہ پہنچا جاتا۔ یہی طرح غمی کے رسوم سادہ ہیں۔ اس سے پیشتر اس خاندان میں بھی ہر قسم کی رسوم قبیلہ جاری تھیں جب چند بزرگوں کو اُنکے اناؤ کا خیال ہوا تو اُنھوں نے یہ تدبیر کی کہ اپنے عزیزوں میں سے ایک صاحب کو (جسکے یہاں تقریب شادی ہونے والی تھی) آمادہ کیا کہ وہ فلان فلان قبیلہ رسوم کو نہ کریں

وقت پر اس خدا کے بندے نے ہمت کی اور ایک رسم کا بھی اہتمام نہیں کیا جن لوگوں نے انکو آمادہ کیا تھا وہ ہمت سدہاے رہی نتیجہ یہ ہوا کہ سارے خاندان سے جسمین صد ہا نفوس ہیں) وہ رسوم جاتی رہیں اور اب تک عرصہ دراز سے موقوف ہیں۔

علمائے کرام کا جو اثر قوم میں ہے وہ اس بارے میں بہت کچھ مفید ہو سکتا ہے۔ رسم رواج کی زیادہ گرویدہ عورتیں ہیں اُسکے ساتھ مذہب پر بھی وہ زیادہ شیفتہ ہیں پس اگر ذی اثر علماء رسوم کی قباحتیں از روئے احکام مذہبی اُنکے ذہن نشین کر دین تو ضرور اُنکی ضد میں کمی ہو جائے گی۔ میں اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ جو علماء اس جلسے میں تشریف فرما ہیں اُنسے استدعا کی جائے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں اس بارے میں کوشش کریں اور جو رسوم زیادہ قبیح ہیں اولاً اُنکے رفع کرنے کی ہدایت فرمائیں وہ رفع ہولین تو اور رسوم کولین اسی طرح رفتہ رفتہ اصلاح کی جائے۔ یہی مضمون کی ایک تحریر تیار کر کے سب علماء شریک جلسہ کے دستخط کرا لیے جائیں تاکہ ہماری اس تجویز کو قوت حاصل ہو۔ جو مجالس معین الندود جا بجا ملک میں قائم ہیں اُنسے بھی اس بارہ میں کوشش کرنے کی استدعا کی جائے۔

خان بہادر شیخ خدابخش صاحب حج نے یہ نہایت عمدہ خیال ظاہر فرمایا ہے کہ علماء کی کوشش اس معاملے میں اُسوقت تک کا حقہ بار آور نہیں ہو سکتی جب تک کہ دنیا دار اُنکا ساتھ نہیں۔ جو نظیر اُنھوں نے قائم کی ہے اُسکی پیروی میں بھی کرتا ہوں اگر کسی عالم کی کوشش سے کسی گھر سے ایک رسم قبیح بھی موقوف ہو جائے گی تو میں (بشرط تصدیق مذوقہ العلماء) سو روپے اُنکی خدمت میں پیش کرونگا۔

مولوی حبیب الرحمن خالص صاحب کی تقریر ختم ہونے پر تمام علماء و مشائخ و حاضرین باہر سے اس سے اتفاق کیا اور بہت گرجوشی کے ساتھ اتفاق عام یہ تجویز منظور ہوئی۔

اسکے بعد شیخ غلام قادر صاحب گرامی شاعر دربار خاص حضور نظام دکن نے اپنی دلیلائی
نظم پڑھی جسکی فصاحت و بلاغت نے سُننے والوں کو دنگ کر دیا مگر افسوس ہو کہ باوجود
کوشش کے ہکو وہ نظم نہیں ملی۔

اجلاس ہمام

۴۔ رجب ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء عیسوی

۲ بجے سے ۴ بجے تک

صدر انجمن

مولانا مسیح الزمان خان صاحب اُستاد حضور نظام دکن

حسب معمول قاری سید میران شاہ صاحب نے کلام مجید کی چند آیتیں تلاوت کر کے جلسے
کی کارروائی شروع کی۔ اسکے بعد مولوی حفیظ اللہ صاحب مہتمم دارالعلوم نے دارالعلوم کی
سالانہ کارروائی پیش کی جو حسب مندرجہ ذیل ہے۔

کارروائی دارالعلوم ندوۃ العلماء بابرتیہ

جناب صدر انجمن دارکان ندوۃ العلماء و معزز حاضرین!
مجھے اسوقت اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں آپکی خدمت میں سال زیر بیان کی وہ کارروائیاں
جو دارالعلوم سے متعلق ہیں پیش کروں اور اسکی رپورٹ پڑھ کر سناؤں۔

اگرچہ وہ پیمانہ دارالعلوم کا جو اسکے قائم ہونے سے پہلے قوم کے سامنے پیش ہوا تھا اسوقت
آپکے پیش نظر ہوگا جس سے آپ خیال فرماتے ہونگے کہ یہ رپورٹ ایک ایسے بڑے مدرسے کی

رپورٹ ہے جسکا خاکہ ایک بڑے وسیع پیمانے پر اس سے چند سال قبل شائع ہوا تھا
 قبل اسکے کہ میں اسکی معذرت کروں کہ دارالعلوم اب تک اپنے مفروضہ حدود کی
 چار دیواری تک بھی نہیں پہنچا ہے آپکی انصاف پسند طبائع سے خود فیصلہ چاہتا ہوں
 کہ آئین کس حد تک بائیان دارالعلوم کی سستی یا کاہلی نے حصہ لیا ہے اور کہاں تک قوم
 کی لاپرواہی۔ سہل انکاری شریک ہے۔ آپکو معلوم ہے کہ بائیان دارالعلوم نے ایک ایسا عظیم الشان
 کام اپنے ذمہ لیا ہے جسکو اسوقت کی حالت اور موجودہ زمانے کی رفتار سے مدولنے کی
 توقع بہت کم ہے مگر ہمیشہ انسان کا خیال اپنے افراد قوم کی جانب ہر کام میں متوجہ ہوتا ہے
 کہ ہماری قوم اس کام میں ہماری کہاں تک دستگیری کرے گی اور اس کام کی نوعیت خود
 ان افراد کو کس درجے تک ابھارے گی۔ اور اپنی طرف متوجہ کرے گی۔؟

مسلمانوں کی عام حالت میں جس قدر تباہی کے آثار اسوقت بادی النظر میں محسوس
 ہوتے ہیں اس سے قبل اسکا عشر عشیر بھی نہ تھا۔ آزادی۔ تدبیر۔ لاپرواہی۔ دینی احکام پر
 نکتہ چینی جس حد تک اسوقت میں موجود ہو اس سے قبل ہرگز نہ تھی۔ اسکی علت یا علت لعل جو
 کچھ ہو لیکن اس بربادی میں کیسکو بھی مطلق شک و شبہ نہیں۔

اسکے ساتھ ہر مبصر زیرک کو یقینی طور پر معلوم ہے کہ کسی مذہب کی وقعت اس مذہب کے
 جاننے والوں کے قلوب میں کم نہیں ہو سکتی یا اسکے ارکان اسوقت تک متزلزل نہیں ہو
 جاتے جب تک اس مذہب کی خوبیاں۔ اسکے برکات۔ اسکے وعد و وعید اس قوم کے افراد کے
 پیش نظر ہوں جسکی طرف انکے قلوب خود بخود کھینچتے رہیں۔ بائیان ملت و مذہب کا دوام یا
 استمرار تو ایک ایسی فرضی مثال ہے جسکا وجود اسوقت تک محال ثابت ہوا ہے لیکن مذہبی
 ہدایات۔ مذہبی کتابیں۔ مذہبی علوم و فنون ہر ملت و مذہب کے کم و بیش ہمیشہ یا ایک مرتبے
 تک باقی پائے جاتے یا باقی رہنے کے قابل ہو سکتے ہیں بشرطیکہ اسکے پابند اسلوعت
 منزلت کی نگاہ سے دیکھتے رہیں۔

آج اس وقت تک جس قدر مذاہب آسمانی ہدایات کو اپناراہبر سمجھتے ہیں انکے بانیان مذہب کبھی کا اس عالم کو ترک فرما چکے ہیں۔ اگر ان اہل مذاہب کے ہاتھ میں ہین تو وہی علوم و فنون جو دینی پیشواؤں نے انکے ہاتھ میں بطور دستاویز عطا فرمائے تھے۔

ان آسمانی مذاہب میں مسلمانوں کو ہمیشہ سے فخر اس بات کا رہا ہے کہ ہمارے دین مذہب کو عقل و نعتیل حکمت فلسفہ۔ تمدن اور سیاست نے پسند کیا ہے ایسا کبھی کوئی مذہب نہ تھا جس میں یہ ساری خوبیاں موجود ہوں مگر افسوس ہے کہ اس بات کے کہنے والوں کی عمریں بھی اب قریب ختم ہیں اور اسکے پہچاننے والے بھی زمانے کے سیلاب میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دینے کو تیار ہیں لیکن قوم ہے کہ اسکو ذرا پروا نہیں ہے۔ نہ اسکا احساس ہے کہ کل کو ہم پر یا ہمارے مذہب پر کیا بلا آنے والی ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو جس قدر مذہبی پابندی آج باقی ہے کل کو وہ بھی فنا ہو جانے والی ہے اور اسلام کے نام لینے والے بھی باقی نہ رہیں گے۔

اس خیال سے بانیان دارالعلوم نے چاہا کہ ایک ایسا عظیم الشان دارالعلوم قائم کیا جائے جس میں مذہبی تعلیم کے ساتھ تربیت اور شائستگی بھی اسلامی طرز پر پیدا کی جائے اور رسمی قابلیت دنیاوی علوم و فنون میں بھی پیدا کرانی جائے تاکہ ایک اعلیٰ نمونہ قائم ہو۔ اور شائستگی اور تہذیب اخلاق میں بھی جسکی اس وقت بڑی ضرورت ہے۔ یہاں کے طلباء ایک جدید مثال قائم کریں۔

افسوس ہے کہ یہ سارے منصوبے صرف ذہن ہی میں رہے انکے ظہور کا کوئی موقع نہیں مل سکا نہ قوم نے اس طرف توجہ کی نہ ان ارادوں کے عملی صورت میں لانے کا کوئی پہلو باقہ آیا۔ کون یہ کہہ سکتا ہے کہ جس ہندوستان میں آج چھ کروڑ سے زیادہ مسلمان آباد ہیں وہاں انکی مذہبی تعلیم کا ایک ایسا مدرسہ جو انکی اسلامی ضرورتوں کو حاوی ہو نہ قائم ہو؟ کس قدر تعجب انگیز بات ہے کہ عیسائیوں کی صد ہا مشنریاں آج قائم ہیں اور ان ملکوں میں قائم ہیں جہاں عیسائی قومیں برائے نام آباد ہیں اور مسلمانان ہندوستان جنکی آبادی اس ہندوستان میں

صدیوں سے ہے وہاں ایک بھی ایسا مدرسہ نہیں جس میں قابل اطمینان مذہبی تعلیم کے ساتھ علوم و فنون قدیمہ و جدیدہ کی تعلیم ہوتی ہو اور تربیت اور درستی اخلاق کے پورے پورے سامان اُس میں موجود ہوں۔ افسوس۔ صد افسوس!!!

اے مسلمانو! اے اسلام کے شیداؤ! تم اپنے ہاتھوں سب کچھ کر سکتے ہو مگر جب کرنا بھی چاہو۔ خیال کرو کہ اس سے پہلے اس ہندوستان میں بیسیوں درسگاہیں موجود تھیں اور ایک ایک درسگاہ میں بہت بہت طالب علم تعلیم پاتے تھے اور لطف یہ ہے کہ ان میں بڑی تعداد ان طلبہ کی ہوتی تھی جو مسافر۔ غریب الوطن۔ بے المکن ہوتے تھے اور ہر طرح سے اُنکا تکفل انھیں ہندوستان کے مسلمانوں کی طرف سے ہوتا تھا۔ کون بتا سکتا ہے کہ ان درسگاہوں پر سلطنت کی جانب سے کوئی جائداد وقف تھی یا کوئی ماہوار رقم سلطنت سے ملتی تھی؟ حالانکہ ہندوستان بھی ان ملکوں میں شمار کیا جاتا تھا جو علم اور قابلیت کے اُس وقت مرکز مانے جاتے تھے۔

اے مسلمانان ہندوستان! اب بھی خدا کے واسطے انھیں کھولو اور جس قدر جلد ممکن ہو اس طرف توجہ کرو ورنہ دینداری تو رخصت ہو ہی چکی ہے۔ تمہارا قومی شعار۔ اور اسلامی خصوصیات جو برائے نام باقی ہیں عنقریب تمہارے قبضے سے جلتے رہیں گے۔

اب میں آپکے خیالات دوسری طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور جس بات کی اجازت مجھے دی گئی ہے اور جو میرا منصبی کام ہے اُسے پیش کرتا ہوں اور یہ دکھاتا ہوں کہ اس سال اُسکی کیا حالت رہی۔ اگرچہ گزشتہ سال میں امتحان سالانہ نہیں ہوا جسکی وجہ یہ تھی کہ آخر ماہ رجب ۱۰۱۰ اوائل شعبان میں جو امتحان کی تیاری کے دن میں ایک لکھنؤ میں ہمیشہ اس شدت سے شروع ہو گیا کہ مجبوراً ارکان دارالعلوم نے دارالعلوم کو بند کر دیا اور جہاں تک جلد ممکن ہوا ہر طالب العلم اپنے وطن کو رخصت کر دیا گیا اور اس وقت یہی مناسب تھا۔ تاہم اس کی استعداد ایک ایسے مختصر امتحان کے بعد جانچ کی گئی تھی جس میں مولانا سید الزمان خان صاحب

نائب ناظم اور بعض دیگر اراکین بھی موجود تھے اور اسی بنا پر ترقی مدارج طلبہ کی بنیاد قائم کی گئی۔ سوال سلسلہ سے باضابطہ تعلیم شروع ہوئی اور ایک درجہ دار العلوم کے متوسط درجہ میں سے ترقی یافتہ طلبہ کا جدید کھولا گیا اور جو طلبہ سال اول درجہ متوسط کے اندر تعلیم پانچ کے تھے وہ سال دوم درجہ متوسط میں داخل ہوئے اور درجہ ابتدائی کے سال سوم میں پڑھنے والے طلبہ ترقی پا کر درجہ اوسط کے سال اول میں داخل کیے گئے۔ علی ہذا ہر درجہ نے ترقی پائی۔ البتہ ان درجات میں جو طلبہ قابل ترقی نہ تھے وہ علی حالہ اسی درجے کی تعلیم میں باقی رکھے گئے جس میں اس سال تعلیم پانچ کے تھے۔ ابتداء سال سے پچیس چار مدرسین عربی اور ایک مہتمم اور ایک مدرس ریاضی ایک انگریزی ماسٹر سے تعلیم متعلق رکھی گئی جو گذشتہ سال میں اس خدمت پر مامور رہتے آئے تھے۔ اور جہاں تک ممکن ہو اس خدمت کے انجام دینے میں انکی توجہ درستی تعلیم کی طرف قائم رکھی گئی جس سے انھوں نے اپنی متعلقہ خدمت بخوبی انجام دی۔

الحمد للہ اس وقت تک کہ آخر سال ہے تعلیمی حالت اچھی ہے۔ اس ماہ کے بعد شعبان میں سالانہ امتحان ہوگا۔ امید ہے کہ اس سال نتیجہ امتحان اچھا ہو۔ اور تعلیمی نتائج کے لحاظ سے دار العلوم کی کارگزاریاں قابل اطمینان ہوں۔

اس سال ماہ محرم کے آغاز سے طلبہ دار العلوم میں سے دو طالب العلموں کا وظیفہ امیر الامراء ناصر الاسلام خان بہادر شیخ بہاؤ الدین صاحب بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ وزیر ریاست جو ناگرہ نے اپنے جیب خاص سے مقرر فرمایا جو اب تک برابر جاری ہے۔ ان میں ایک سید ابو ظفر بہاری طالب علم اور دوسرا عبد الشارط البعلم ہے جو ضلع بستی کا رہنے والا ہے۔ اور دو طالب علموں کا وظیفہ ضلع پٹنہ و ضلع شاہ آباد کے دو عالی ہمت بزرگوں نے مقرر فرمایا ہے اور ایک طالب علم سی۔ سندھ مصطفیٰ علی کا وظیفہ خان بہادر حاجی شیخ قادر بخش صاحب زبیری محترم اور میں نے اپنے جیب خاص سے اور ایک طالب علم سی۔ ابوالخیرات سیوانی کا وظیفہ مولوی حکیم

یہ علی صاحب ناظم عدالت پر بھنی صوبہ اورنگ آباد واقع ریاست حیدرآباد دکن نے اپنی عالی ہمتی سے مقرر فرمایا ہے اور ان میں طلبہ کو وظیفہ خاص دارالعلوم نے دیا ہے جسکی منظوری سالہائے ماضیہ میں ہو چکی تھی۔ ان پچیس طلبہ کے علاوہ اور جسقدر طلبہ دارالعلوم میں مقیم دارالاقامہ ہیں وہ مستطیع اور اپنے مصارف کے خود متکفل ہیں اس سال فیس دارالاقامہ کی تین شرحیں کر دی گئیں ایک صر ماہوار جو اس سے پہلے قائم تھی دوسری صر ماہوار تیسری پندرہ روپیہ ماہوار۔ مگر تجربے نے اسوقت تک یہی بتایا کہ عموماً اس فیس کے طلبہ دارالعلوم میں داخل ہوئے جسکی مقدار کم ہے یعنی پانچ روپیہ ماہوار سے دس روپیہ ماہوار کا کوئی طالب علم داخل نہیں ہوا۔ حالانکہ داخلہ دارالعلوم میں مستتر کر دیا گیا تھا کہ وہ دس روپیہ ماہوار دینے والے طلبہ کے طعام و قیام میں معقول و معتد بفرق ہوگا۔ اسکے علاوہ چند طلبہ ہیں جو خاص شہر میں رہتے ہیں اور بوقت تعلیم دارالعلوم میں آتے ہیں اور بعد ختم اوقات تعلیم اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں جنکا تعلیم تو البتہ دارالعلوم میں ہوتی ہے لیکن تربیت و نگرانی اخلاق انکے اولیا خود کرتے ہیں۔

طلبہ مقیمین دارالاقامہ کے اوقات تعلیم و تربیت اور انکے طریقے بذریعہ ایک قواعد داخلہ شائع کر دیے گئے ہیں جسکے دیکھنے کے بعد انکی حالت اور انضباط اوقات کی پوری کیفیت منکشف ہوگی۔

اسوقت جسقدر طلبہ زیر تعلیم ہیں انکی تعداد ایک سو سولہ ہے انہیں سے بیس طلبہ وظیفہ خوار دارالعلوم ہیں اور چھ طلبہ علموں کو ان حضرات کی طرف سے وظائف ملتے ہیں جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور انتالیس طلبہ مستطیع ہیں جو اپنے مصارف کو خود پرہیز کرتے ہیں اور اکاون طلبہ خاص شہر کے رہنے والے ہیں انہیں سے پہلی دو قسم کے طلبہ ہیں۔ اول وہ جنکا اصلی وطن خاص لکھنؤ ہے اور انکے اولیا کا مسکن خاص لکھنؤ ہے۔ دوسرے وہ طلبہ جو لکھنؤ میں اسوجہ سے مقیم ہیں کہ انکے اولیا ملازمت یا اور کسی وجہ سے

شہر میں اقامت رکھتے ہیں۔

دارالعلوم کی تعلیم و تربیت جس طور پر اس وقت تک ہوتی رہی وہ نہایت قابل اطمینان ہے آپ حضرات کو اور نیز مجبان اسلام کو اس وقت جس چیز کی طرف توجہ کرنے کی زیادہ حاجت ہے یہ بات ہے کہ دارالعلوم کا وہ مکان جو افتتاح دارالعلوم کے وقت خرید کیا گیا تھا نہایت ناکافی ہے۔ اگرچہ تعلیم اور درس گاہ کے لیے دو بڑے کمرے سر دست موجود ہیں جنہیں سے ایک کمرہ امیر الامران ناصر الاسلام خان بہادر شیخ بہاؤ الدین صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ وزیر ریاست جو ناگرہ نے اپنی جیب خاص سے تعمیر کرایا ہے اور اس بات کی مثال دارالعلوم میں قائم فرمادی ہے کہ ہمدردان اسلام کو اس طرح اعانت و امداد کرنی چاہیے لیکن دارالاقامہ کی عمارت اور طلبہ کے رہنے کے کمرے بالکل ناکافی ہیں۔ اول یہ کہ ان کمروں کی تعداد بہت کم ہے جسکی وجہ سے ایک ایک کمرے میں کئی کئی طالب علم رکھے گئے ہیں۔

ثانیاً یہ کہ ان کمروں کی حالت دارالعلوم کے کسی طرح مناسب حال نہیں ہے اکثر انہیں خس پوشش ہیں۔ یہ امور ایسے نہیں ہیں جنسے کسی وقت بھی تغافل کرنا زیبا ہو لہذا امید ہے کہ ہمارے شیفتگان اسلام مسلمان بھائی جلد سے جلد اس طرف توجہ فرمائیں گے اور اپنے اپنے اسمائے گرامی پر ایک ایک دو دو کمروں کی تعمیر کرا دیں گے۔

اب میں ایک نقشہ آمدنی و مصارف دارالعلوم کا بابت سال زیر بیان کے پیش کرتا ہوں (جو روداد کے آخر میں قبل نمبر ستون کے درج ہے) اور اس رپورٹ کو ختم کرتا ہوں۔

محمد حفیظ اللہ عفی عنہ مہتمم دارالعلوم

مولوی حفیظ اللہ صاحب مہتمم دارالعلوم کا روایتی ختم کر چکے تو حکیم امین الدین صاحب بیرسٹر و گورنمنٹ ایڈوکیٹ شاہپور اپنا مضمون سنانے کے لیے کھڑے ہوئے مگر وہ مضمون ایسا طولانی تھا کہ تھوڑے وقت میں پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ منور دو چار منٹ وقت کے ختم ہونے کو

باقی تھے کہ مسجد پر عصر کی اذان ہو گئی اور علما نماز کے تہیہ کو اٹھنے لگے علما کے اٹھتے ہی جلسے میں ایک طرح کی جنبش پیدا ہو گئی اسکو دیکھ کر حکیم صاحب مدوح نے قبل از وقت اپنے مضمون کو ختم کر دیا۔ اسوقت تک جو کچھ بیان کیا تھا اسکا خلاصہ یہ تھا۔

خلاصہ تقریر حکیم امین الدین صاحب خیر سٹروگووینٹ ایکٹو شاپ

پہلے مقرر نے یہ شعر پڑھا

جو کچھ نہ دیکھنا تھا دکھایا ہے اب تاک اور آگے دیکھیے ابھی کیا کیا دکھائے دل

پھر معمولی تمہید کے بعد فرمایا کہ "میں مسلمانوں کی ترقی کا اصلی سبب اخوت اسلامی کو سمجھتا ہوں میری حالت بعینہ اس شخص کی سی ہے جو حالت نزع میں تمام ایشیا کو حسرت کی نظر سے دیکھ رہا ہو۔ ہندوستان کی دو سو سالہ بھٹری میرے بیان کی تسدیق کر رہی ہے۔ علامہ الہی نے جب لندن کی سوسائٹی کو بدلنا چاہا تو اس کے خیالات کا سرچشمہ اسلام تھا۔ تمام سوانح نگار اسکو متفق اللفظ بیان کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ دوسری قومیں تو ہمارے اصول کو اپنا راہ نما قرار دین اور ہم ان سے بھاگتے ہیں۔ علامہ ابن رشد کہتا ہے کہ کبھی کسی قوم کو بے وجہ زوال نہیں ہوتا۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ جیسے ہمنے مذہبی تخیل کو تھپوڑ دیا ہے اسوقت سے تنزل شروع ہوا جسکی سند اندلس کے حالات سے بھی مل رہی ہے۔"

اثناسے بیان میں یہ بھی کہا کہ "خواجہ حافظ شیعہ تہائی تھے۔ اس فقرے پر لوگوں کو حیرت ہوئی اور چونکہ اس سے ایک بزرگ کی نسبت غلطی پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اسلئے مولوی قاضی علی احمد صاحب بدایونی نے صدر انجمن صاحب کی اجازت سے ہدایت لطیف پیرائے میں اس بات کو ظاہر کر دیا کہ جس بنا پر یہ خیال پیدا ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ طبقات و سیر کی کتاب میں انکے مذہب کی نسبت وہی شہادت دے رہے ہیں۔ اہل سنت و جماعت کا انکی نسبت خیال ہے۔"

اسکے بعد شیخ محمد اقبال صاحب۔ ایم۔ اے۔ اسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے اپنی ایک نعتیہ غزل اور ایک حسرت آمیز نظم سنائی مگر چونکہ اس موقع کے لیے نہیں لکھی گئی تھی اس واسطے ہمنے کوشش نہیں کی کہ روادین برج کرنے کے لیے وہ ہلکا حاصل ہو۔ اور نہ خود شیخ صاحب نے ہلکا دی۔

اسکے بعد مولوی محمد شاہ صاحب بے بیس و وکیل امرت سر نے اپنا مضمون پیش کیا جو تعلیم پر لکھا گیا تھا۔ وہ مضمون حسب مندرجہ ذیل ہے۔

مضمون مولوی محمد شاہ صاحب بے بیس و وکیل امرت سر

تعلیم
حضرات! لفظ "تعلیم" ایک ایسا وسیع اور معنی خیز لفظ ہے اور یہ جس اعلیٰ اتنے انواع اور افراد پر حاوی ہے کہ اگر اسکو ہم اصل غرض وجود انسانی کہیں تو بجا ہی ایسے عظیم الشان جلسے میں جہاں مشاہیر علمائے ہند تشریف فرما ہیں فضل علم و تعلیم و علم بایات و آثار و اخبار و آثار ثابت کرنا تحصیل حاصل ہے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں "فقر بعلم عشیا بہ ابدانناک موتی و اہل علم حیاہ"۔

اس موقع پر یہ مسئلہ اہم درپیش ہے کہ تعلیم کس نوع کی ہونی چاہیے؟ کیا اہل اسلام میں کوئی ایسا سلسلہ تعلیم قائم ہے یا قائم کرنا چاہیے کہ کوئی فرد انسانی مصنوعی قیود سے اپنی خلص حاصل کر سکے؟ قیدی سلسلہ تعلیم پر انسانی بخش نہیں اور فی زمانہ کئی لائق اور آزمودہ کار صحابہ اسلامی یونیورسٹی قائم کرنے میں سعی ہیں اور اپنے پر جوش خیالات کی ریشہ دوانی کر رہے ہیں۔ میں اس موقع پر اپنے تمام خیالات کا اظہار کرنا مناسب نہیں سمجھتا صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر زمانہ مستقبل میں کوئی ایسی یونیورسٹی قائم بھی ہو تو تعلیم کو ایسا محدود نہ کرنا چاہیے جس سے طلباء علم شناس نظر یا غرور پیدا ہوں۔ اگر نوجوان طالب علموں کو علوم دینیہ سے مزین کرنا مقصود ہے تو دیگر مذاہب و عقائد سے واقفیت پر ضرور ہے تاکہ خیالات میں وسعت پیدا ہو اور تعصب مذہبی

کے عیب کے مبتلا رہیں۔ ابوریحان البیرونی جو سلطان محمود غزنوی کے ہر کتاب ہندوستان میں وارد ہوا اپنی کتاب الآثار میں تحریر کرتا ہے کہ "میں نے ہندوستان میں آکر زبان علم و ہنر میں ہارت حاصل کی اور اہل ہندو کی کتب مذہبی کا بغور تعین مطالعہ کیا کیونکہ دیگر مذاہب و ادیان سے واقفیت حاصل کرنا خالی از فائدہ نہیں۔"

حضرات! اگر آپ اس کتاب کا جواب کا مطالعہ فرمائیں تو آپ بخیر متعجب ہونگے کہ کس طرح یہ فاضل عربیونانی لسان الملک ہومز کی نظم کے حوالے دیتا ہے اور کس خوبی سے سلسلہ شاخ کے متعلق مختلف فلاسفران ہند کے اقوال جمع کر کے فیثاغورث کے فلسفے سے انکی تطبیق کرتا ہے۔ میں اسلامی یونیورسٹی میں ایسے ادیب معقولی و وسیع الخیال علم کو دیکھنا چاہتا ہوں نہ کہ ایسے اشخاص جو نشہ علم میں سرمست و مغرور ہوں اور اپنے زعم میں اورون کو حقیقہ سمجھیں اور اپنے سطحی علم کو مہربے پایاں تصور کریں۔ آپ پر واضح رہے کہ ہمارے بزرگان دین کو آپ و اخلاق کے زیور سے ایسا آراستہ و پیراستہ ہونا چاہیے کہ دیگر اشخاص ان سے نفور نہ ہوں۔ تعلیم اس قسم کی ہونی چاہیے کہ انکسار پیدا کرے نہ کہ بیجا غرور۔ وہ زمانہ گیا جبکہ ہمارے علمائے علوم کہلاتے تھے اُن دنوں انواع علوم بہت قلیل التعداد تھے۔ ابن رشد اندلس میں قاضی تھے مشہور طبیب تھے اور اُنکے فلسفے کا غلغلہ اطراف و اکناف یورپ میں پیدا ہوا تھا۔ یہ اسی کے فلسفے کی تاثیر تھی کہ فرانس۔ اطالیہ۔ المانیہ میں خیالات مذہبی میں سخت انقلاب پیدا ہوا مگر فی زمانہ علوم جدیدہ استقدر وسیع ہوئے ہیں اور اتنے انواع پر متفرع ہیں کہ کوئی شخص اپنی تمام زندگی میں بھی کسی ایک شاخ میں کامل مہارت پیدا نہیں کر سکتا۔ جب علم ایسا بحر بیکران ہے تو بحر مخالفت ماہران علوم مختلفہ و تبادلہ خیالات مذہبی و علمی پوری تعلیم کا حاصل کرنا امر محال ہو اور نہ اصل غرض تعلیم یعنی تہذیب نفس متصور ہے۔ ایک مشہور انگریزی شاعر کا قول ہے کہ انسان کو انسان کا مطالعہ کرنا سب سے اعلیٰ تعلیم ہے۔ اور میرے خیال ناقص میں سب سے مشکل مضمون ہی ہے۔ یون تو نکتہ چینی ہر ایک شخص کر سکتا ہے اور ہر ایک فرد بشر کو

آسان امر خیال کرتا ہے مگر تباہ خیالات سے پورا منکشف ہوتا ہے کہ ہر ایک متنفس کے خیالات کی بنا اسکی قومیت۔ اسکی تربیت۔ اسکی ابتدائی تعلیم اور اسکے والدین و دیگر اقربا کی طرز معاشرت پر مبنی ہے۔ ان جذبات مختلفہ پر ذرا غور کیجیے اور پھر فرمائیے کہ نکتہ چینی سے اجتناب کرنا کس قدر امر لازمی ہے؟

میں نے مضمون تعلیم میں اس امر پر واسطے بہت زور دیا ہے کہ مجھے کامل یقین ہے کہ ندوۃ العلماء اس وقت کے دور کرنے میں سعی بلیغ عمل میں لائے گا۔ یہی کا ایک کرشمہ ہے کہ نچھو ایسا آدمی آپ ایسے علمائے جلیل القدر کی سمع خراشی کر رہا ہے۔

ندوۃ العلماء کا وجود ذیجود نعمتات سے ہے اور اسکا انعقاد عین بروقت ہوا۔ کل امر ہون بوقتہ کیونکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ زمانے کے ساتھ نصاب تعلیم بھی بدلتا ہے۔ جبکہ اہل یونان اوج تہذیب پر تھے اور جن دنوں کہ قطعہ یونان میں علم کا آفتاب سمت الراس پر تھا۔ فلسفے کا دور دوڑ تھا۔ اہل روم میں قانون کا بڑا چرچا تھا۔ قرون وسطیٰ میں مطالعہ کتب مذہبی پر بہت اعتنا کی جاتی تھی۔ اور ان دنوں یورپ اور امریکہ میں علوم طبعی کا طبل شاہی بج رہا ہے۔ یہ چاروں زمانے ہمپر بھی گزرے ہیں فلسفے کا اس قدر زور رہا کہ امام غزالی ہتافہ الفلاسفہ لکھنے پر مجبور ہوئے۔

شروع اسلام میں سوائے تعلیم کلام مجید و احادیث کے اور کوئی مشغلہ نہ تھا مگر کتب مذہبی کی اشاعت اور انکی درس و تدریس خلفائے عباسیہ کے عہد میں بڑے زور و نون پر تھی انہیں جو مکر فلسفہ تھا اور جہان سے ابن رشد کا طنطنہ یورپ میں پھیلا تھا بالکل مذہبی رنگ میں ڈوبا ہوا تھا یہاں تک کہ منطق کی تعلیم ممنوع کی گئی اور شائقین علم منطق نے جو کہ باوجود سخت تعنت باو شاہی آہیں مشغول رہتے تھے اسکا نیا نام یعنی فعل اخترع کیا تاکہ سزا سے بچے رہیں طبیعات و ریاضیات میں چند بڑے بڑے علمائے اپنا اپنا کمال دکھایا ہے۔ اب حضرات سائنس کا ہمد ہوا اور ندوۃ العلماء کو یہ امر مرکز خاطر رکھنا چاہیے اور آپ پر فرض ہے کہ علم کلام کو مطابق

علوم جدیدہ کریں ورنہ کوئی عملی فائدہ متصور نہ ہوگا۔

کوئی تعلیم کامل خیال نہیں کیجاتی جب تک کہ اسکا عمدہ اثر اخلاق پر نہ ہووے۔ جب الوطنی کا ولولہ دلون میں پیدا نہ ہو اور ذاتیات محو نہ ہو جائیں۔ یورپ کی اعلیٰ و شایستہ قوموں کی طرف دیکھو یہ تعلیم محض عمدہ تعلیم پر منحصر ہے کہ کسطح اور کس زودی کے ساتھ وہ ایک دوسر کی مدد کرتے ہیں

قوم اذا لشر ابدی ناجذیہ	طاردا الیہ زرافات ووحدا نا
لایسلون اخا ہم صین یسد بھم	فی النایبات علی ما قال برمانا

یہ ہماری تعلیم کا نقص ہے کہ ہم لوٹ ذاتیات سے کبھی پاک نہیں ہوتے ہیں۔ اس مرض کا علاج مطالعہ کتب سیر و سوانح عمری سے ہو سکتا ہے۔ لارڈ بیکن کا قول ہے کہ ”بندوق چلانے سے شش اور سینے میں قوت آتی ہے۔ آہستہ آہستہ چلنا معدے کے واسطے از حد مفید ہو اور سواری اس سے تقویت و باغ حاصل ہوتی ہے یہی طرح علم تاریخ آئینے کے مانند آپ پر روشن کر دے گا کہ کیوں اور کسطح سلطنتوں اور قوموں کا زوال ہوا۔ اسکے کیا بواعث تھے؟ اور کس نوج سے ایسی غلطیوں سے بچنا چاہیے؟ جو مورث ادبار و انحطاط قوم و ملت ہوئیں۔

حضرات! آپ بخوبی جانتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس ایک بڑا بھاری ذخیرہ کتب تاریخ کا فارسی اور بالخصوص عربی میں ہے مسلمانوں میں ابن خلدون ایسے مورخ گذرے ہیں۔ اسکے مقدمہ کا ترجمہ زبان لاطینی میں موجود ہے۔ فلنڈ اپنی کتاب موسومہ تاریخ فلسفہ تاریخ میں تحریر کرتا ہے کہ ”لٹن یا یونانی کوئی مورخ اسکا ہم پایہ نہیں۔ قرون وسطیٰ میں بھی کوئی مصنف اسکا ہم پایہ نہ تھا۔ افلاطون اور ارسطاطالیس اسکے مد مقابل نہیں اور دیگر مورخین کا تو یہ درجہ بھی نہیں اور انکی یہ قابلیت ہے کہ اس شہسوار میدان تاریخ کے ساتھ انکا نام لیا جائے۔ ابن خلدون کی کیوں اسقدر تعریف کیجاتی ہے فن تاریخ میں تو دیگر مورخین اس سے زیادہ ماہر تھے مگر مقرر اور تقریری کی اس سے زیادہ صحیح کتابین ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ابن خلدون نے اقباس کیے اور ثابت کر دکھایا کہ خیالات و شایستگی کے علاوہ اسکی رقاوند ہیں۔

ندوة العلماء اسلامی یونیورسٹی کو چاہیے کہ علم تاریخ کی ترویج انھیں سہول پر مبنی رکھے۔ شاید میں غلطی پر ہوں مگر جہاں تک مجھے علم ہے ہمارے اکثر علما صرف و نحو پر تو بڑا زور دیتے ہیں اور علم تاریخ کی طرف بالکل توجہ مبذول نہیں کرتے۔ ندوة العلماء اپنے مقاصد میں بالکل قاصر رہے گا اگر علم تاریخ کو جدید طرز پر ترویج دینے میں بے اعتنائی کی گئی۔ اسلام نے ہم کو اخوت کی تعلیم دی ہے اور تاریخ جو شہ اخوت کو مہم جنم دے گی۔

میرے یہ مستحکم رائے ہے کہ کوئی قوم اصلی ترقی حاصل نہیں کر سکتی تا وقتیکہ اس کا قومی علم ادب نہ ہو۔ اس زمانے میں ہندوستان کے مسلمان اپنے علم ادب پر ناز ان نہیں ہو سکتے۔ بحر چند دیوان اور قلیل التعداد ناولوں کے اردو میں اور کیا رکھا ہے۔ ہاں اپنے خیالات کی وسعت کے لیے انگریزی پڑھو یا عربی حاصل کرو۔ آپ جانتے ہیں کہ منطق و فلسفہ و ریاضیات و طبیعیات کو بخوبی سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کے واسطے انگریزی یا عربی میں کامل مہارت حاصل کرنی پڑے گی اور یہ کامل مہارت برسوں کی محنت اور جانکاہی کا نتیجہ ہو سکتی ہے اگر یہ علوم اردو زبان میں ہوں تو کس قدر وقت عزیز نام بچا سکتے ہیں اور انگریزی و عربی کے ادب حاصل کرنے کے واسطے ہم کو کس قدر سہولت مل سکتی ہے۔ جہاں تک مجھے کتب تاریخ پر عبور ہے میں نے کسی قوم کو بذریعہ زبان اجنبی اکتساب علوم و فنون میں یہ طویلے حاصل کرتے نہیں دیکھا۔ الا ماشاء اللہ۔ یہ ہم پر فرض ہے کہ زبان اردو کو ترقی دین بجائے اسکے کہ علم انگریزی یا فرانسیسی غزنی میں ترجمہ کریں کیونکہ ہم سیدھا اردو میں تصانیف یا تراجم کو اشاعت دین۔ انگریزی زبان میں رباعیات عمر خیام اور مثنوی مولانا روم کا ترجمہ مل سکتا ہے فرانسیسی زبان میں علی علی درجے کی عربی کتابوں اور تاریخوں کا ترجمہ موجود ہے۔ مترجموں نے اپنے حواشی سے اپنے ترجموں کو اصل کتب سے زیادہ مفید بنایا ہے۔ دہلی کے چاندنی چوک میں جوہری اپنی دکان کو بہت سجا رکھتے ہیں تاکہ گاہکوں کی طبیعت لچالے اسی طرح مصنفین کو چاہیے کہ اپنی تصانیف عمدہ مطابعت میں بھیجیں اور خوشخط اور عمدہ کاغذ استعمال کریں تاکہ طالب علموں کو

کتاب کے دیکھنے ہی سے اسکے پڑھنے کا شوق پیدا ہو سکتی اور بدخط غلط کتابیں فوجی تعلیم کو سخت ضرر پہنچاتی ہیں۔ مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری نے جو یکے تازہ مضامین ادب تھے شرح حاشیہ سب کرائی کا غزروی اور زرد۔ کتاب بے علم نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی نہ فوجی غلطیوں سے خالی نہیں اور کوئی شعر صحیح نہیں۔ اسے پڑھنا ادیب کی محنت رائیگان گئی اور وہ شرح پڑیوں کے کام آئے گی۔ مجھے علم عروض کا شوق دامنگیر ہوا میں نے عربی میں علم عروض کی ایک کتاب کی مطالعہ شروع کیا۔ کتاب تو تین چار آنے میں خرید لی مگر اصل مطلب مفقود الملائع غلط اور نزلے پر کار کے دو اثر۔ ہر ایک خانے کے دو اثر نہایت تنگ تھے۔ ان تنگ خانوں سے بیان بتنگ ہو کر میں نے فرانسیسی بن موسیوٹی سی کی تصنیف کا مطالعہ کیا جس میں مختلف بحر اور زحافات کو بڑی خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ یہ موسیوٹی سی وہ فرانسیسی عالم ہے جس نے سر سید احمد کے آثار الصنادید کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا ہے۔ اسفیر ڈو اور کمیرج کے مطاب میں خاصے عالم صحیح مقرر ہوتے ہیں۔ اشاعت علوم کے واسطے اسلامی یونیورسٹی کو اپنا خاص مطبع جاری کرنا پڑے گا اور دیگر مطاب پر نگرانی لازمی ہوگی۔

جنکو ہم ہندوستان میں مسلمانوں کے علوم کہتے ہیں وہ دراصل مغربی علوم میں پانچون و ہم سب کچھ توحید کے قائل مغرب کی طرف اپنا سر ٹھکانے ہیں مغرب کے ساتھ ہکو خاص دوستی اور القرب حسن رضی ہونے دلیل علیہ القرب منہ وائس شعبی الیہ ندوة العلماء پر فریش ہے کہ پڑانے علوم مغرب کو علوم جدیدہ کے ساتھ بوطا کرے منطق۔ اپنا قالب بدلا ہے۔ ارسطو ایس کا وہ قدیمی مرتبہ یورپ میں جاتا رہا ہے۔ ندوہ ایس کی خدمت میں یہ عرض کرنا مناسب ہو کہ منطق کا طرز قابل اصلاح ہے اور پڑانی وضع کی کتاب دہلیسند ہو سکتی ہیں۔ متن کسی مصنف کا اور حاشیہ کسی دوسرے کا اور پھر اس حاشیہ پر حاشیہ ہم جہاں منطلق ہے تاکہ نحو کا کوئی رسالہ ہے۔ ویجاہ میں اگر حسب ہر قول الف و لام کے ساتھ ہر ایک لفظ میں حاشیہ ہے۔ ان دو دیگر نصوصوں کے رفع کرنے میں کوشش کرنی چاہیے غلط

ذہنی میں آجکل بڑا انقلاب ہوا ہے علم تشریح و فزیالوجی و بائیالوجی یعنی علم حیات کے ذریعہ سے بہت سے مشکل مسائل کی وضاحت کی گئی ہے اور عام فہم عبارت میں کتب فلسفہ و سائنس کی اعتداج کیجاتی ہے۔ مذوقہ لعلما کو چاہیے کہ عام فہم سلیس اردو میں ایسے مسائل ادق عامہ خلائی میں شائع کرے۔ آپ کو معلوم رہے کہ بد و تہذیب میں ایک نیم وحشی آدمی اپنے بدن کی آرائشگی کو اصلی آسائش پر مقدم رکھتا ہے۔ وہ برہنہ پھرتا ہے مگر مختلف انواع کے پر اپنے سر اور بدن پر رکھتا ہے تمام جسم کو کوفتہ کر کے طرح طرح کے نقش و نگار اپنی جلد میں پیدا کرتا ہے۔ لباس کا استعمال سردی اور گرمی سے بدن کا محفوظ رکھنا اسکے وہم و گمان میں نہیں آتا اسی طرح تعلیم میں پہلے آرائش و بعد ازاں آسائش کے مضامین کو ترقی ہوتی ہے۔ ذرا عربی کے علم ادب کی طرف توجہ فرمائیے۔ ملک عرب میں قبل از بعثت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سافن ترقی پر تھا اخصاحت و بلاغت و شعر گوئی۔ اسنے بجز آرائش اور کچھ مقصود نہ تھا۔ جب علوم مفیدہ کا زمانہ آیا تو عبارت سلیس میں مطلب ادا کیا جاتا تھا عبارت کی رنگینی کی طرف ساری توجہ مبذول نہیں کیجاتی تھی علی بن ازمائشہ حال کی فارسی روانی میں بڑی صاف ہے ملاطفر کا نرد و سیہ یا بہاریہ کون پڑھتا ہے اور درہ نادرہ کے دوردور میں کون غرق ہوتا ہے۔ کتابوں کا نصاب اس پنج سے مقرر کرنا چاہیے کہ مذاق علی بن خاص شستگی پیدا ہو۔

ان لوازمات تعلیم پر میں نے خاص زور دیا ہے کیونکہ علم کے فوائد کی نسبت آپ حبیبی فضلا کی مجلس میں تقریر کرنا افضل بہ ہندوستان بردن کے برابر ہے۔ آپ میدان علم میں فوڑس جانا نہیں۔ آپکے آلہ حرب توپ مسکیم کے مشابہ فوج جہالت کو گھائل کرنے کے قابل ہوتے چاہئیں۔ آپکے آلات حرب و ضرب عمدہ کتابیں اور عمدہ اشاعت ہیں۔ سوائے اسکے صلی فائدہ بعید از امکان ہے۔ مسلمان تعلیم میں دیگر اقوام سے دور پیچھے رہ گئے ہیں۔ مردوں کا تو یہ حال ہے و اسے بر حال زنان۔ خلفائے عباسیہ کے عہد میں مسلمان خاتونین بڑی بڑی عالمہ ہوتی تھیں۔ یہی نہ ہے کہ انکی اولاد لیاقت اور شجاعت میں بے نظیر ہوتی تھی۔ ایک عالم کا

قول ہے کہ ایک بچے کی تربیت رحم مادر میں شروع ہوتی ہے اور اخلاق شیر مادر کے ساتھ
اسکے تمام جسم میں سرایت کرتے ہیں۔ جتنے مشہور آدمی گزرے ہیں اگر آپ انکی سوانح عمری
کو بالاستیعاب ملاحظہ کریں تو آپ پر بخوبی عیان ہو جائے گا کہ انکی لیاقت۔ انکی شجاعت
انکا عالی حوصلہ اور انکے اخلاق پاکیزہ محض انکے والدین کا ظہور اور تربیت کا نتیجہ ہے۔

اب رہا یہ کہ تعلیم نسوان کس طرح اور کس درجہ پر ہونی چاہیے ہم نہیں چاہتے کہ خاتونان
اسلام یورپ اور بالخصوص امریکہ کی عورتوں کی طرح کھلے بندون آزاد پھریں اور انکی طرح
ناول پڑھتی رہیں اور نہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی لڑکیاں مردوں کی طرح اٹلی درجہ کی
تعلیم حاصل کریں کیونکہ اول تو خود یورپ اور امریکہ میں عالی خیال بچہ آزادی کے مخالف
ہیں۔ ہر برٹ اسپنسر جسکا ہم پلہ فٹ زمانہ ناکل انگلستان میں کوئی فلسفی نہیں اور جسکی شہرت
کل یورپ اور امریکہ میں پھیلی ہوئی ہے ایسی آزادی کا سخت مخالف ہو۔ اسکا بیان ہے کہ
”اگر کوئی امریکن لیڈی ریل کی کسی گاڑی میں داخل ہو اور کل مسافر از قسم ذکور ہمکی تعلیم کے
واسطے سر وقت نہ کھڑے ہوں تو وہ انکو گھورنے لگتی ہے گویا کہ اسکے زعم میں ہر ایک مرد پر
ہو کہ خواہی نخواستہ اسکی خدمت میں آداب بجالائے۔“

اسن جلیل القدر فاضل کی یہ بھی رائے ہے کہ عورتوں کی ایسی تعلیم ہونی چاہیے کہ وہ اپنی
اولاد کو بلوجب قواعد حفظان صحت پرورش کر سکیں۔ ”واقعی یہ رائے قابل وقعت ہے۔
فرض کیجئے کہ ایک عورت بڑی بھاری ادیب ہو یا مشہور منطیق ہے مگر اصول طبابت اور
حفظان صحت سے بالکل ناواقف۔ اگر اسکی جہالت کے باعث اسکا کوئی عزیز بچہ بیمار
ہو جائے اور وہ جانبر نہ ہو تو فرمائیے اسکا علم ادب و علم معقول کس کام آیا۔“ علاوہ برین
مشہور اطبا اور اہل سائنس کی یہ رائے ہے کہ زیادہ تعلیم سے عورتیں باخوب ہو جاتی

میری رائے ناقص میں عورتوں کو مذہبی تعلیم کے علاوہ کتب اخلاق و ادب اور
پرورش اولاد کے اصول و قواعد سے آگاہ کرنا پڑتا ہے۔ بچہ والدین کی جہالت

اور ناواقفیت کے باعث یا تو ہلاک ہو جاتے ہیں یا ایسے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں کہ وہ اپنی تمام زندگی سخت تلخ کانی کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔

اب میں آپکی زیادہ سے خراشی کرنا نہیں چاہتا مگر یہ ہے کہ آپ بعض مقام میں مجھ سے اختلاف فرمائیں گے۔ اختلاف آرا ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔ یہ بتیانی کے یہ اشعار کیسے معنی خیز اور بر محل ہیں۔

تخالفت الناس حتی لا اتفاق لهم	الا علیٰ شجب و الخلف و الشجب
نفیل تخلص نفس المرء سالمة	وقیل تشکر جسم المرء فی العطب
گر میں نے اپنے رطب و یابس خیالات آپ کے سامنے پیش کیے ہیں اور امید ہے کہ آپ لغزش و اعثارا قدم سے درگزر فرمائیں گے۔	
لو کہ بر حال ما بہ بخشایند	مور و طعنہ ساند فرمایند

۱۲ بجے جلسہ برخواست ہوا اور اسی خوشنما مسجد میں جو احاطہ درستہ المسلمین میں واقع ہے عصر کی نماز بہت شان و شوکت سے ادا کی گئی۔

جلسہ عام

شیخ خیر الدین صاحب مرحوم کی مسجد میں

۱۲ بجے شب سے ۱۱ بجے شب تک

ان شب کو مولوی اسرار الحق صاحب وکیل انجمن حمایت اسلام مونگیر۔ مولوی سراج الحق صاحب صدر شہ کربالی اور مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب شہتی قادری نے اپنے وعظ و بیان سے حاضرین کو مستنید فرمایا۔ حاضرین کی تعداد پہلے دن سے بہت زیادہ تھی اور گیارہ بجنے پر بھی لوگوں کے اشتیاق میں کمی نہیں ہوئی۔ وہ چاہتے تھے کہ رات بھر یہ مجلس گرم رہے مگر

اسکے اشتیاق کو اپنی حالت پر چھوڑ کر مجاہد کو برخواست کیا گیا

اجلاس پنجم

۸۔ رجب ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء

۷ بجے سے ۱۱ بجے دن تک

صدر پنجم

مولانا محمد مسیح الزمان خان صاحب استاد حضور نظام دکن

حسب معمول قاری سید میران شاہ صاحب مجدد دارالعلوم نے کلام مجید کی چند آیتیں اپنے معمولی دگداز لہجے میں تلاوت کیں اور قلوب میں ایک قسم کی جنبش پیدا کر دی۔

آج کے روز شمس العلماء مولوی محمد شبلی صاحب کی تقریر موعود کے لیے پچھ وقت نکالا گیا تھا مگر اتفاق سے اس کے آنے میں دیر ہوئی اور اسی وقت مولوی حافظ غلام محمد انصاری صاحب امام جامع مسجد پشاور نے یہ خواہش ظاہر کی کہ انکو کچھ تھوڑا وقت دیا جائے تاکہ وہ در سوم قبیلہ کے اندر کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں چونکہ وہ ایک مفید اور کارآمد تجویز پر اظہار خیالات فرمانا چاہتے تھے جو معمولی وعظ و خطبے منتم بالشان اور ضروری چیز تھی اسلئے جناب صاحب پنجم نے مولوی صاحب مدوح کو اجازت دی۔ یہ امر تعجب نیز ہے کہ مولوی صاحب اردو کے زبان دان نہیں تھے مگر انھوں نے اپنے بیان کو ایسی صاف اور فصیح اردو میں شروع کیا جس سے سامعین کو حیرت ہوتی تھی اور ایسے پاکیزہ خیالات ظاہر فرمائے جتنے بس انسان سے اگر وقت نہ نکالا جاتا تو بعد کو افسوس ہوتا۔ آپ کا بیان ہنوز ختم نہیں ہوا تھا کہ سٹر

برو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع امرتسر اور مسٹر کل صاحب سکریٹری میونسپلٹی
 امرتسر تشریف لائے۔ شیخ غلام صادق صاحب رئیس و آنریری مجسٹریٹ امرتسر
 صاحب ممدوح کا غیر مقدم کر کے انکو نشست علما کے قریب لائے جسوقت وہ
 زینے کے پاس پہنچے صاحب صدر انجمن نے اٹھ کر مصافحہ کیا اور نشست علما کے
 قریب انکو تشریف رکھنے کی تکلیف دی اور شیخ غلام صادق صاحب نے مختصر لفظوں
 میں صاحب ممدوح کا شکریہ ادا کیا۔ اسکے بعد شمس العلماء مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی
 کھڑے ہوئے اور اپنے ناسازی طبع کا عذر اور سامعین سے بچد انتظار کی معافی طلب
 کرنے کے بعد فرمایا کہ میں ختم نبوت پر تقریر کرنے سے پہلے ندوۃ العلماء کی ضرورت پر گفتگو
 کرنا چاہتا ہوں جو ہمیشہ ندوۃ العلماء کے نظام کا ایک جزو رہا ہے اور اس مرتبہ چھوٹ
 گیا ہے اسکے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

ندوۃ العلماء کی ضرورت پر شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی کی تقریر

حضرات!۔ ندوۃ العلماء کے جلسے میں جو سب زیادہ ضروری مضمون ہے وہ خود ندوۃ العلماء
 کی ضرورت کا ظاہر کرنا ہی۔ آج تک ندوہ کے جتنے سالانہ اجلاس ہوئے سب میں اس ضرورت
 کا لحاظ رکھا گیا اور اس مضمون پر پر زور تقریریں کی گئیں حقیقت یہ ہے کہ ندوہ کی تاثر
 کامیابی کا مدار ہی پر ہے کہ میسلہ پوری طرح سے حل کر دیا جائے۔

ندوہ جب اول اول قائم ہوا تو قدیم اور جدید گروہ نے اسکو حیرت اور تعجب کی نگاہ سے
 دیکھا۔ قدیم گروہ کا خیال تھا کہ اگر ندوہ کا مقصد علوم قدیمہ کو ترقی دینا ہے تو ہندوستان
 میں کون سا سیکڑا سیکڑا زنی مدارس موجود ہیں جو اس مقصد کو بخوبی انجام دے رہے ہیں۔ جب
 گروہ کتنا کتنا بڑی مشکل اور بڑی ہلے پکار سے مسلمان خواب غفلت سے چونکے تھے اور
 بعد میں کئی بیرونی مائل ہوئے تھے۔ کیا ندوہ کی یہ خواہش ہے کہ ترقی کی جس حد تک ہم

پہنچ گئے تھے اُس سے ہٹ کر پھر پہلے مرکز پر آجائیں اور قدیم تسلیم کے جس شکنجے میں ہم گرفتار تھے دوبارہ پھر اُس میں پھنس جائیں۔

اس قسم کا استعجاب جو ندوے کے متعلق ظاہر کیا گیا کوئی نئی بات نہ تھی۔ دنیا میں ہمیشہ جب کوئی نئی تحریک ہوئی ہو تو زمانہ نے اسے سطح حیرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ اسلام کا سب سے بڑا ضروری کام قرآن کا جمع کرنا تھا لیکن اول اول جب حضرت عمرؓ کے ذہن میں یہ خیال آیا تو حضرت ابو بکرؓ اور خود کاتب وحیؓ اس ارادے پر سخت حیرت ظاہر کی اور کہا کہ جو کام جناب رسول اللہؐ نے نہیں کیا دوسرا شخص اُسکے کرنے کی کیونکر جرات کر سکتا ہے لیکن بالآخر سب نے اسی کام کو ضروری سمجھا اور اُسکو انجام دیا۔

اسی طرح فقہ۔ حدیث۔ اسما و الرجال۔ علم کلام کی بنیاد قائم ہوئی اور انہن سے ہر علم کے قائم ہونے کے وقت ابتدا میں مخالفت کی گئی۔

اب میں دونوں گروہوں کی طرف الگ الگ خطاب کرتا ہوں۔ قدیم گروہ کا یہ خیال کہ آریا موجودہ میں علوم قدیمہ کی تعلیم کافی طور سے ہو رہی ہے اس لیے ندوے کی کیا ضرورت ہے صحیح نہیں۔ ندوے کا مقصد صرف علوم قدیمہ کی تعلیم نہیں ہے بلکہ کچھ اور بھی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اسلام میں جتنے علم پیدا ہوئے سب زمانے کی خاص خاص ضرورتوں سے پیدا ہوئے مثلاً علم کلام صرف اس ضرورت سے پیدا ہوا تھا کہ فلسفہ یونان کی تعلیم لوگوں کے ذہنی خیالات میں لرزل کر دیے تھے اس بنا پر آج بھی چونکہ فلسفہ جدیدہ کی تعلیم نے ہزاروں آدمیوں کو مذہب کی طرف سے بیدل کر دیا ہے اس لیے ضرور ہو کہ فلسفہ جدیدہ کے مقابلے میں ایسا علم کلام ایجاد کیا جائے۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ اس بات کی بھی ضرورت ہو کہ جمہور ہمارے قدامتے یونان۔ مصر۔ ایران اور ہندوستان کے علوم و فنون اپنی زبان میں منتقل کیے تھے اس طرح یورپ میں جو نئے علوم و فنون ایجاد ہوئے ان کی ہماری زبان میں منتقل کیے جائیں۔

اس موقع پر جبکہ ایک عالمگیر غلطی کا رفع کرنا ضرور ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ ہمارے علما انگریزی تعلیم تعصب کی وجہ سے نہ خود حاصل کرتے ہیں نہ دوسروں کو اجازت دیتے ہیں اس دعوے کا اس قدر حصہ تو بدیہی اور حقیقت واقعی ہے کہ علما انگریزی تعلیم سے بالکل الگ ہیں لیکن بحث طلب یہ ہے کہ اسکی کیا وجہ ہے؟ کیا جیسا کہ عام خیال ہے اسکی وجہ تعصب ہے؟ اگر تعصب ہی ہے تو ہمارے علما جن علوم و فنون کی تعلیم میں رات دن مشغول ہیں اور جسکو وہ اپنا مایہ ناز سمجھتے ہیں کیا وہ اسلامی علوم ہیں؟ منطق فلسفہ۔ ریاضی۔ ہیئت یہ وہ علوم ہیں جنکے پڑھنے پڑھانے میں ہمارے علما کی تمام عمر صرف ہوتی ہے اور علما ان علوم کو اسی شوق اور محنت اور سرگرمی سے سیکھتے ہیں جس طرح خالص مذہبی علوم مثلاً تفسیر اور فقہ اور حدیث کو پس جبکہ ہمارے علما نے تمام غیر قوموں کے علوم و فنون کے حاصل کرنے میں اس قدر بے تعصبی اور فیاض دلی ثابت کی ہے تو کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ انگریزی علوم و فنون کے سیکھنے سے انکو تعصب نے باز رکھا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ علما نے انگریزی تعلیم کا جو نمونہ دیکھا اور اس تعلیم کا جو سرسری تجربہ انکو ہوا اسنے انکو یقین دلادیا ہے کہ انگریزی زبان میں دقیق علوم اور نازک مسائل کا وجود نہیں بلکہ صرف سرسری اور عامیاناہ باتیں ہیں جو درس و تدریس کے قابل نہیں۔ جغرافیہ۔ زمین کے نقشے۔ جانوروں کا حال معمولی تاریخی واقعات۔ بخاری اور حدادی وغیرہ یہی انگریزی کی کل کائنات ہو۔

علما کا یہ خیال اگرچہ بالکل غلط ہے لیکن اسکا منشا انتراع ضرور ہے انگریزی خوانوں کا جو گروہ ملک میں موجود ہے اس سے ایک ناواقف شخص اور کیا قیاس کر سکتا ہے؟ آج ملک میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں انگریزی اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ ہیں لیکن کیا ان میں ایک بھی فلسفہ دان ہے؟ منطقی ہے؟ شاعر ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو اس نمونے کو دیکھ کر ہمارے علما اور کیا قیاس کر سکتے تھے؟ بہت بڑی چیز جو علم کا معیار ہے وہ علی ذوق ہے

ہمارے علما علانیہ دیکھ رہے ہیں کہ انگریزی خوان جماعت میں علمی ذوق بالکل مفقود ہو گیا ہے۔ ایک شخص بھی علم کو علم کی غرض سے نہیں پڑھتا یہاں تک کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے نوکریوں کے لیے انگریزی دانہ کی قید اٹھالی جائے تو اس سرے سے اس سر تک تمام اسکول اور کالجز دفعہ خالی ہو جائیں گے۔ اس سے ایک ناواقف شخص خواہ مخواہ یہ قیاس کرے گا کہ انگریزی میں دقیق۔ لطیف۔ نازک اور دلچسپ مسائل علمی نہیں ہیں ورنہ یہ کیونکر ممکن تھا کہ ایک مدت تک مشغول رہنے کے بعد ایک شخص کو بھی علمی ذوق نہ پیدا ہوتا۔

اس بنا پر ہمارے علما کو انگریزی تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کا صرف یہ طریقہ ہے کہ یہ ثابت کیا جائے کہ اس زبان میں بھی علوم و فنون لطیفہ موجود ہیں۔

اب میں علما سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ یورپ میں بہت سے ایسے علوم و فنون ہیں کہ ہمارے ہاں ان کا نام و نشان نہیں ملتا۔

خود ہمارے فن ادب میں بھی یورپ والوں کا قدم جسے آگے بڑھا ہوا ہے۔ لغت میں ہمارے یہاں سب سے زیادہ جامع تصنیف علامہ مجد الدین فیروز آبادی کی کتاب قاموس العربی اور اس سے بڑھ کر لسان العرب بیجاچ جوہری میں الفاظ عربی کے چالیس ہزار مادے لسان العرب کے مولف نے چالیس ہزار مادے بڑھا کر اسی ہزار کر دیے۔ آجکل فرانس کے پروفیسر "دوزمی" نے پچاس برس کی سخت محنت میں ایک ایسی کامل کتاب عربی فن لغت میں لکھی جس میں مذکورہ بالا کتب لغت کے اوپر صد ہا کیا بلکہ ہزار ہا الفاظ کا اور بھی اضافہ کر دیا۔ یہ کتاب میرے پاس موجود ہے۔

ہمارے فن ادب میں سب سے قیمتی ذخیرہ شعرے جاہلیت کا کلام ہے لیکن ہمیں سے ہمارے پاس بہت تھوڑا سا حصہ ہے۔ مثلاً سبوعہ معلقہ متبنی۔ حماسہ وغیرہ۔ لیکن یورپ میں "مزمیر بن ابی سلمہ" کے استاد "اوس بن حجر" اور "لمید ابن ربیعہ" اور بہت شاعرانہ اور حسن اور حسن لغات طبع کیا ہے اور صد ہا کتابیں اس فن کے متعلق ایسی تلاش کر کے شائع ہیں

جو بالکل نایاب تھیں۔

جب ہمارے علما پر یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ یورپین زبانوں میں ہر قسم کے علوم و فنون موجود ہیں اور خود ہمارے اسلامی علوم کے متعلق یورپ نے نہایت بیش بہا تحقیقات کی ہیں تو یقیناً ہمارے علما یورپ کے علوم و فنون کو بھی اسی ذوق اور سرگرمی سے حاصل کرینگے جس طرح اُنھوں نے یونانی علوم و فنون کو حاصل کیا تھا۔

ندوے کے مقاصد میں سے ایک بہت بڑا مقصد یہ ہے کہ یورپ کے سرمایہ علمی سے فائدہ اُٹھایا جائے اور یہ وہ چیز ہے جو اور مدارس عربیہ میں موجود نہیں اور نہ ہو سکتی کیونکہ اسکے لیے جو سامان درکار ہے وہ ہر مدرسہ مہیا نہیں کر سکتا بلکہ اسکے لیے تمام قوم کی مجتمعہ قوت درکار ہے۔

اس موقع پر مجھ کو ایسا تا یہ بھی ظاہر کر دینا ضرور ہے کہ ندوے کا اگرچہ بڑا مقصد ہی تھا لیکن ابھی تک اُس میں مطلق کامیابی نہیں ہوئی بلکہ یہ کہنا صحیح ہے کہ اب تک اُس کا شاہد بھی موجود نہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ تمام ملک میں جو علماء درس و تدریس میں مشغول ہیں اُنکو اب تک یورپ کی نسبت وہی برا عقدا دی ہے اور اس وجہ سے ندوے کو باوجود سخت کوشش کے ایک بھی روشن خیال مدرسہ ہاتھ نہیں آتا۔ اب میں جدید گروہ کی طرف خطاب کر کے ندوے کی ضرورت ثابت کرتا ہوں۔

جدید گروہ نے یہ غلط خیال کیا ہے کہ ندوہ مسلمانوں کو پھر قدیم تعلیم کے گڑھے میں ڈھکیلنا چاہتا ہے۔ ندوے کا اصلی مقصد یہ ہے کہ مشرقی اور مغربی تعلیم کی دانڈے ملا دی جائیں۔ یہ قطعی ہے کہ جدید تعلیم اسلامی علوم اور اسلامی اثر سے بالکل خالی ہے ایسے اگر محض جدید تعلیم پر قناعت کی جائے تو مسلمانوں میں قومیت اور مذہب کی روح قائم نہیں رہ سکتی۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ جدید تعلیم بجا سے خود بھی نوکری اور غلامی کے سوا اور کسی کام کی نہیں نگاش حکمرانوں نے یسکرٹون بار علی روس الا شہاد کہا کہ علم کو علم کے لیے سیکھو لیکن

اس ہدایت اور نصیحت کا کیا اثر ہوا؟ کیا ہندوستان میں اس سرے سے اس ترکے تک ایک شخص نے بھی علم کو علم کی غرض سے پڑھا یا اب پڑھ رہا ہے؟ جدید تعلیم کا جو اسلوب ہے وہ ثابت کر رہا ہے کہ یہ حالت مہنی اور حال پر محدود نہیں بلکہ آہندہ بھی اس فرقے سے کبھی یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ علم کو علم کی غرض سے پڑھیں گے۔

اے حضرات! (انگریزی نوانون کی طرف مخاطب ہو کر) یہ خدمت اور یہ فرض جس کی ہدایت بڑے بڑے وائسرائے ہند نے کی ہے اُسکو وہی غریب اور مسکین گروہ ادا کرے گا جسکو آپ پرانی تعلیم والا کہہ کر یاد کرتے ہیں۔ اسی غریب گروہ نے ہمیشہ علم کو علم کی غرض سے پڑھا ہے اور یہی اب بھی اس خدمت کو انجام دے گا۔ ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ عربی علوم و فنون آجکل محض بیکار ہیں اور اُن سے دنیاوی معاش کی ضرورت میں کچھ مدد نہیں ملتی۔ تاہم آج بھی سیکڑوں ہزاروں طلبہ انھیں علوم کی تحصیل میں مصروف ہیں کیوں؟ صرف اسی لیے کہ وہ علم کو علم کی غرض سے سیکھتے ہیں نہ زر و مال اور جاہ و جلال کیلئے شاید کسیکو خیال ہو کہ یہ مذہبی جوش کا اثر ہے اور صرف مذہبی خیال سے یہ علوم حاصل کیے جاتے ہیں۔ لیکن اُن لوگوں کی نسبت کیا کہیے گا جو منطق، فلسفہ، ریاضی اور ادب کی تحصیل میں نہایت سرگرمی سے مشغول ہیں اور جنھوں نے صرف انھیں علوم میں اپنی عمر صرف کر دی ہیں۔ ان علوم میں کون علم مذہب سے تعلق رکھتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ جدید تعلیم یافتہ گروہ کوئی علمی گروہ نہیں بلکہ ایک کاروباری گروہ ہے اور اسی وجہ سے وہ علم کو صرف اس غرض سے پڑھتا ہے کہ کاروبار میں کام آئے اسی لیے انکو تعلیم کی تحصیل سے اصل میں کچھ غرض نہیں علمی گروہ وہی غریب علما ہیں جو فائقے کر کے علوم کی تحصیل کرتے ہیں صرف اس بات کی ضرورت ہو کہ اس فرقے کو علوم جدیدہ کی فضیلت اور اُسکی ضرورت ذہن نشین کرادی جائے پھر یہی گروہ ان علوم جدیدہ کو بھی اسی ذوق شوق اور سرگرمی سے سیکھے گا جس طرح وہ آج علوم قدیمہ کو حیرت انگیز کوششوں سے حاصل کر رہا ہے

اور یہی مذوسے کی تاملت غرض اور تاملت غایت ہوتی۔

شمس العیلم مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی چاہتے تھے کہ صرف یہی تقریر پر اکتفا کریں۔ مگر حاضرین جلسہ کے بیجا اصرار سے ختم نبوت پر تقریر شروع فرمائی جس پر داز پر تقریر فرمائی تھی اسکا نتیجہ یہ تھا کہ تقریر نا تمام رہے۔ باوجودیکہ ایک گھنٹہ صرف یہی عنوان پر تقریر فرماتے رہے مگر تقریر کے بعض حصے چھوٹ گئے اور بعض بہت مجمل طریقے پر بیان ہوئے تاہم حقیقت پر بیان ہوئے وہ ایسا فاضلانہ مضمون تھا جسکے سننے کے لیے سامعین ہمہ تن گوش ہو رہے تھے اور اس عالم خاموشی میں بھی حسن بیان کا یہ اثر تھا کہ سبحان اللہ اور جزاک اللہ کی صداؤں سے تمام ہال گونج جاتا تھا۔ افسوس ہے کہ اردو میں اب تک آواز نویسی کا طریقہ ایجاد نہیں ہوا اسوجہ سے ایسی دلاویز تقریریں اسی وقت تک کے لیے ہوتی ہیں جب تک کہ انکی آواز کانوں میں گونجتی رہے۔ یہ تقریر اس قابل تھی کہ حرفاً قلب بند کیجاتی۔ مگر باوجود کوشش کے نہیں ہو سکی۔ جسقدر حصے قلب بند ہوئے وہ ایسے نامرہبوط ہیں جنہیں زیادہ لطف نہیں آسکتا۔ مولوی صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس تقریر کو مستقل رسالہ کی صورت میں قلب بند کر دیں گے۔

اس تقریر دلیپذیر کے بعد ڈاکٹر چراغ الدین صاحب جو ہر امت سری نے اپنا ترکیب بند موثر لب و لہجے میں سنایا جسکو چھپوا کر ڈاکٹر صاحب مدوح نے جلسے میں تقسیم کیا۔

ترکیب بند ہنوز ختم نہ ہوا تھا کہ مسٹر غلام حسین عارف صاحب آنریری پریسیڈنسی مجسٹریٹ کلکتہ نے سال گذشتہ کے موعودہ چندے کی دوسری قسط یعنی ایک ہزار روپے کے نوٹ پیش کیے۔ انکے دینے ہی ہر طرف سے لوگوں نے چندہ دینے کے واسطے ہاتھ بڑھایا۔ اگرچہ چندے کی تحریک ابھی نہیں ہوئی تھی لیکن جو جوش پیدا ہو چکا تھا

وہ اسکا منتظر نہیں رہا۔

جب ڈاکٹر صاحب اپنی نظم ختم کر چکے تو شیخ غلام صادق صاحب آنریری مجسٹریٹ
درمیں امرت سرنے نظام جلسہ کے قائم رکھنے کے لیے باضابطہ ہم رسائی سرمایہ کی تجویز
پیش کی اور خان بہادر خواجہ یوسف شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ امرت سرنے اسکی
تائید کی۔ انکے بعد مولوی محمد الدین صاحب میمنشی درباہا و لپور تائید ثانی کے لیے کھڑے
ہوئے۔ میمنشی صاحب نے اس موقع کے لیے ایک بیش بہا مضمون تیار کیا تھا مگر افسوس ہو
کہ اسکو بہت کم سنانے پائے۔ چندہ دینے والوں کا ایسا ہجوم تھا کہ مضمون کیسا ہی بہا
ہو لوگوں کو اسکی طرف توجہ کرنا دشوار تھا۔ مننے جا ہا تھا کہ اس مضمون کو اس موقع پر درج
کرین مگر مولوی صاحب مدوح نے باوجود اصرار کے اسکو عنایت نہیں فرمایا۔

میرمنشی صاحب کے بعد مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور چندے
کے طریقوں پر گفتگو کرنے والے تھے مگر مجلس کا رنگ دیکھ کر خاموش رہے۔ ایسی مولوی
شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری کھڑے ہوئے اور اسی تجویز کی تائید میں تقریر شروع
کی مگر وہ بھی پورے طور پر آمین کامیاب نہیں ہوئے۔

اسی اثنا میں شیخ غلام صادق صاحب سکرٹری معین الندوہ و بابو نظام الدین صاحب
اسٹنٹ سکرٹری معین الندوہ نے اپنا چندہ پیش کیا اور مسٹر غلام حسین عارفت
صاحب مدوح الصدر گلے میں جھولی ڈاکر چندہ لینے کو اٹھے۔ خان بہادر خواجہ
یوسف شاہ صاحب نے بھی باوجود پیرانہ سالی کے انکی تقلید کی۔ ہمارے نوجوان ممبر
مارمق ^{۲۶} اور خواجہ صاحب نے ^{۱۹} وصول کیے۔ جن حضرات نے ان جھولیوں
میں چندہ ڈالا ہے انکے نام ہمکو معلوم نہیں نہ ان بزرگوں نے اس غرض سے ڈال تھا
کہ انکے نام شائع ہوں ہوجہ سے ہم اسکی اشاعت نہیں کر سکتے البتہ اسکا نام
خان بہادر میمنشی اظہر علی صاحب وکیل لکنؤ نے میں روپیہ اور مولوی حبیب الرحمن صاحب

رئیس بھیکن پور اور مولوی انشا اللہ خان صاحب ایڈیٹر اخبار وطن نے پانچ پانچ روپے
 ڈالے تھے۔ اسی چند سے بین ایک دو والی بھی ایک غریب بڑھیا کی طرف سے آئی تھی
 جسکو جان بہادر منشی اطہری صاحب نے ایک اشرفی کو خرید لیا اور وہ دو والی بھی ندوۃ العلماء کو
 پھرنڈ کر دی۔ چند سے بین داروغہ سید عبد الرحمن صاحب رئیس مونگیر اور مولوی اسرار الحق
 صاحب وکیل انجمن حمایت اسلام مونگیر نے گھڑیاں نذر کیں اور ڈاکٹر عبد الوہاب صاحب صوفی
 ہاسپٹل اسٹنٹ سہالی لینڈ (افریقہ) نے علاوہ نقد کے جو پہلے دیچکے تھے کوٹ و اسٹ
 اور ٹوپی اتار دی۔ اس کوٹ کو بابو صفدر جنگ صاحب کو توال امرت سرنے گیارہ روپے
 کو خرید کر چاہا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کو پناہ دین مگر ڈاکٹر صاحب کی ہمت نے گوارا نہ کیا
 کہ وہی ہوئی چیز کو واپس لین انھوں نے کہا کہ مجکو اسکی تمنا ہے کہ اب محشر میں رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے ہنوں۔ لطف یہ ہے کہ اس کوٹ میں گھڑی اور ایک
 بٹوہ چرمی تھا جس میں معہ نقد اور واپسی کا ریلوے ٹکٹ اور سارٹیفکیٹ تھے ڈاکٹر صاحب نے
 اسکو بھی گوارا نہیں کیا کہ واپسی کا ٹکٹ واپس لین اسکو انھوں نے معہ کو خرید لیا جو اسکی
 پوری قیمت تھی۔ ڈاکٹر صاحب کے اس دلی جوش اور عالی ہمتی کو دیکھ کر تمام مجلس شہد
 عقی اور جب لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی کہ وہ صرف ندوۃ العلماء میں شریک ہونے کے لیے
 عدن سے تشریف لائے ہیں تو مجلس پر عجب کیفیت طاری ہوئی۔ یہ جلسہ ساڑھو گیارہ
 بجے تک رہا اسکے بعد برخاست کیا گیا۔

اجلاس ششم

۸۔ رجب ۱۳۸۶ھ روز شنبہ ۲۰ بجے سے ۴ بجے تک

صدر انجمن

مولانا یحییٰ الزمان خان صاحب استاد حضور نظام دکن

سے پہلے قاری عبد الکریم صاحب امام مسجد احاطہ مدرسہ اسلامیہ اور انکے ایک خرمسال شاگرد نے کلام مجید کی چند آیتیں تبرکاً تلاوت کیں اسکے بعد رکن الدین صاحب شہسروی طالب العلم دارالعلوم نے جناب صدر انجمن صاحب کی اجازت سے اپنی نظم سنانی شروع کی جو اٹھنوں نے اس موقع کے لیے تیار کی تھی اور آہین علم کے فضائل اور دارالعلوم کی اعانت کا ذکر کیا تھا۔ یہ نظم طوالت کی وجہ سے پوری نہیں ہو سکی۔ اسکے بعد مولوی عطاء اللہ صاحب شاگرد مولانا مفتی غلام رسول صاحب امرت سوری نے علم دین و دنیا کی ضرورت پر مندرجہ ذیل مضمون پیش کیا اور جناب صدر انجمن صاحب کی اجازت سے پڑھ کر سنایا۔

مضمون مولوی عطاء اللہ صاحب کشمیری

”علم دین اور دنیا کی ضرورت“

حضرات! آپ صاحبان بالا عنوان سے اجمالاً سمجھ گئے ہونگے کہ یہ قلیل البصاعت خدمت عالیہ میں کیا التماس کرنا چاہتا ہے لیکن میرے خیال میں تاہم اس اہمال کی تفصیل بے غائب و اقرار نہیں دی جا سکتی۔ علم دین سے دراصل میری مراد وہی علم ہے جو انسان کو خدا کا تقرب پرستہ کی استعداد بخشتا ہے وہ درحقیقت علم القرآن ہے اور آہین شک نہیں ہے کہ یہ شریفیت

علم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات اور آثار اور احاطہ اقسام نظم و لغات و قواعد عربیت و امثالہما پر موقوف ہو گویا فی الواقع حقیقی عالم القرآن وہ حضرات ہیں جو درجہ اجتہاد اور مرتبہ تحقیق پر پہنچے آجکل جہاں تک میرے خیال کی رسائی ہے ایسا عالم کہیں بھی موجود نہیں ہے اگر موجودہ اور حالیہ مصنفات اور تفاسیر القرآن کو مد نظر رکھ کر میرے اس بیان کی تردید کیجاسے تو میں ہرگز اس میں متفق نہیں ہوں۔ سب پر ظاہر ہو کہ ہماری تفسیریں یا اور تصنیفیں سلف صالحین کی تحقیقات اور متفرق استدالات کا مجموعہ ہیں جو کچھ انہیں درج کیا جاتا ہے وہ دراصل کتب متقدمین و محققین و متاخرین سے لیا گیا ہے۔ پھر بعض نے وہ اقوال لیے ہیں جو جمہور سلف نے خلاف شرح سمجھ کر داخل دفتر کیے ہیں بہر حال آجکل کی تصنیفیں خواہ مدلل ہوں یا نہ وہ پیشینیان کے علمی احاطہ کا نتیجہ ہے اور بس جب علم دین کی یہ نوبت ہوتی تو کیا ضرورت تھا کہ اہل اسلام عموماً اور علما خصوصاً کمربستہ ہو کر وہ صورت پیدا کرتے کہ مسلمان بروجہ کمال تحصیل علوم سے حصہ لیں۔ ہاں ضرورت تو ہے مگر نئے زمانہ دنیوی علوم کی ضرورت درپیش آنے سے بھی مجھے امید نہیں کہ کہ ہم سے کوئی بھی علم دین سے کامل حصہ لے سکے۔ انصاف فرمائیے کہ جب بڑا حصہ عمر کا خواہ کتاب منتخب بھی کیجائیں تحصیل علوم اسلامیہ میں صرف ہو تو دنیوی علوم (انگریزی) کے حائل کرنے کے واسطے بھی کم از کم بقدر ضرورت کوئی عمر کا حصہ ہونا چاہیے۔ یہ دشواری یا استحالہ جب بصورت انتخاب کتب پیش آتا ہے بحالت عدم انتخاب بطریق اولے پیش آئے گا۔ رہی یہ بات کہ انتخاب کی صورت میں جب کمال علمی حاصل ہونا دشوار ہے پھر عدم انتخاب کی حالت میں کیا ہوگا۔ تو اسپر خود غور فرمائیے۔ میرے اس بیان سے نہ سمجھا جاوے کہ میں انگریزی علوم پڑھنے سے مانع ہوں۔ میں صاف کہے دیتا ہوں کہ اول اشد ضرورت علم دین کی ہے کیونکہ اسکے حاصل ہونے سے ہمارا دین و دنیا معمول ہوتا ہو جو لوگ کتب فقہ پر نظر ڈالتے ہیں ان پر واضح ہو جاتا ہے کہ علوم دینیہ دین و دنیا کا مدار ہیں

علوم اسلامیہ کو اس بات کا بوجہ حسن فخر حاصل ہے کہ وہ ہلکوبادشاہی سے لیکر فقر تک اور عقبی اور عالم برنخ کے ضروریات اور کارآمد قوانین پر متنبہ فرماتے ہیں ہم نے اگر فائدہ نہ اٹھایا وہ انکا قصور نہیں بلکہ ہمارا قصور ہے۔

گر نہ بیند بروز شپہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

علم دین کے بعد یا اسکے ساتھ ہی فی زمانہ انگریزی علوم کی بھی ضرورت ہے۔ انگریزی علوم کو فی نفسہ ضروری نہ ہوں لیکن آہین شک نہیں کہ انکی ضرورت بالنتیج لاحق ہوگئی ہے کیونکہ صنعت و تجارت کی ترقی درین زمانہ جو اہل اسلام کو مفید ہے بغیر انکے نہیں ہوتی اور یورپ جیسے ملک میں انکے حصول کے سوا اشاعت اسلام نہیں ہو سکتی۔ آخر جب وہ ہماری نہ سمجھیں اور نہ ہم انکی سمجھیں تو افادہ اور استفادہ کیسے ہوگا؟ پیشوایان دین رضی اللہ عنہم اجمعین نے جو اسلامی دنیا کے باہر اسلام پھیلا یا ہے وہ کس طرح پھیلا یا؟ بعض خواہان اسلام نے اسلامی زبان سیکھنے کے بعد داعیان اسلام کو لبیک کہلا کر اسلام قبول کیا اور بعض داعیان اسلام نے ان لوگوں کی زبان حاصل کر کے انکو اپنے وعظ و نصائح و تحریر پڑھانے سے متاثر فرمایا۔ خاصان اسلام کو بخوبی معلوم ہے کہ فارسیوں و ترکیوں وغیرہ کی زبانیں دراصل اسلامی بولیاں نہیں اور جب سابق طریقے سے انہیں اسلام داخل ہوا تو پھر انہیں زبانوں میں اسلامی علوم خود انہوں نے اور دوسرے مسلمانوں نے شائع فرمائے۔ دور کیوں جائیں یونانی فلسفے کی نظیر کو ہی مد نظر رکھیں۔ علماء اسلام نے جو اس علم کو اپنی زبان میں مدون فرمایا وہ کس طرح فرمایا۔ صورت تو یہ ہے کہ انہوں نے اول اس زبان کو علم کو حاصل کیا اور پھر اسکا ترجمہ عربی زبان میں کر دیا۔ نظر برین حالات علوم انگریزی کی تحصیل کو اگر ضروری قرار دیا جائے تو مضائقہ کیا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علوم انگریزی پڑھنے سے آدمی گمراہ ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا خیال ہے کہ اگر اسے نکال دیا جائے تو بجا ہے۔ فلسفہ یونانی میں جس حالت میں عقول اور بیولے اور طبیعت کو ازلی

واہدی اور افلاک کو ناقابل خرق والیتام قرار دیا گیا ہے جو بالکل خلاف اسلام ہے جب اسکے پڑھنے سے علمائے اسلام گمراہ نہیں ہوئے بلکہ انھوں نے اسکی تردید کی اور اسکے مقابلے پر علم کلام کو کھڑا کر دیا ہے تو مسلمان باوجود اہل علم ہونے کے دنیوی اور انگریزی علوم کو پڑھ کر کیا اسکے مقولات باطلہ کی تردید نہیں کر سکتے؟ اور کیا یہ صورت اسلام کی اور بھی صداقت ظاہر نہیں کر سکتی ہے لہذا انگریزی علوم کا جو ترقی دنیا اور اشاعت اسلام کے لیے فی زمانہ سبب بن سکتے ہیں پڑھنا لازمی ہر آدمی اور دنیا کو لڑا دینے اور انکو آپس میں ضد قرار دینے سے دنیوی بہتری سے روکنا نہایت ہی مناسب ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمہ کے اس شعر کو "اہل دنیا چون سگان مطلق اندالہ" اڑبانا خود مولانا علیہ الرحمہ کے قول سے اسکو ٹکراتا ہے۔ ذرا اس طرف بھی وہ لوگ اپنی توجہ کو منعطف فرما دیں کہ وہ اور بھی کیا فرماتے ہیں۔

چہیست دنیا از خدا غافل بدن | نے قماش و نقرہ و فرزند وزن

خداوند تعالیٰ بھی بھوکو دنیوی و آخروی ترقی کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ دیکھو ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة ہاں یہ میں کہہ سکتا ہوں کہ دنیا کو من مقدم کر حرام ہے اور شب و روز دنیا میں منہمک رہنا اور دین سے منہ پھیر لینا مسلمان کا کام نہیں ہے غرضکہ جو لوگ ہرد و ترقی کو اپنا شیوہ بناتے ہیں وہ ہرگز قابل ملامت نہیں ٹھہرتے بلکہ قابل تحسین ہیں۔ ہاں بعض حضرات نے جو بالکل دنیا کے سرپرلات ماری اور مولانا جل شانہ کی اطاعت اور سامان آخرت مہیا کرنے میں مصروف ہو گئے ہیں انپر کچھ پیہ کرنا اور انکو رہبان بتانا بھی شیوہ دینداری نہیں ہے۔ نہیں دیکھتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحاب صفہ رضی اللہ عنہم کس طرح دنیا چھوڑے پڑے تھے اور صرف آخرت کی بہتری میں ساعی تھے۔ اگر یہ امر جبراً ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو ضرور ہی اس سے روکتے۔ ولم یقل بہ احد۔

حضرات! میں دور نکل گیا ہوں اور اپنے مطلب سے بعید ہوا جاتا ہوں اس واسطے میں پھر اس بات پر آتا ہوں کہ ہر دو قسم علوم میں کمالیت کے مرتبے پر پہنچنا زیر نظر رکھنا چاہیے یا نہ میں سابقاً اجالا کہ چکا ہوں کہ دونوں میں حقیقی کمال پیدا کرنا محال ہے یا دشوار ہے اسلئے فرصت کو غنیمت سمجھ کر کم از کم اتنی تو کوشش ہونی چاہیے کہ علوم اسلام میں مروجہ کمال کے ساتھ علوم انگریزیہ میں بقدر معتد بہ ہمارا ہوتا کہ اہل اسلام تجارت و حرفت میں ترقی کریں اور اسلام کی اشاعت کر سکیں مگر کس اسلام کی نہ اس اسلام کی جو آجکل خود تیار کیا جاتا ہے نہ وہ اسلام جو جبریل کو قوت قدسیہ کہتا ہے نہ وہ اسلام جو بہشت کو صرف راحت سے نامزد کرتا ہے اور نعمائے بہشت کو مسخر میں اُڑاتا ہے۔ نہ وہ اسلام جو معجزات و خوارقِ صلیحا کو قوتِ دماغیہ مقناطیسیہ کا نتیجہ بتاتا ہے۔ نہ وہ اسلام جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے مسلم چلا آیا ہو میرا جہان تک خیال ہے وہ یہ ہے کہ ندوۃ العلماء نے اس قدیم اسلام کی خدمت کا بیڑا اٹھایا ہے خداوند تعالیٰ اسے اس ارادے میں کامیاب فرمائے بنا بران کا فہم اہل اسلام پر عموماً اور حاضرین پر خصوصاً لازم ہے کہ ندوۃ العلماء کی امداد میں گرجوشی اور جلدی سے کام لیں یہ انکا ذاتی کام نہیں ہے بلکہ اسلام کی خدمت ہو۔ ساتھ ہی میں گورنمنٹ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ جس نے اپنی رعایا کو اشاعت اسلام کی اجازت دے رکھی ہے خداوند تعالیٰ اسکو آخرت کی بہتری کی طرف بھی توجہ دلائے۔ آمین۔

اس مضمون کے تمام ہوتے ہی منشی عبدالعزیز صاحب منیجر کارخانہ پیسہ اجار نے صبح کا موعودہ چندہ وصول کر کے پیش کیا جس سے پھر تحریک چندے کی پیدا ہو گئی اور کچھ کتابیں اور کچھ روپیہ اسوقت بھی فراہم ہوا۔ اسی کارروائی کے ساتھ ولوی ^{فظ} سید باغی علی شاہ صاحب نقشبندی تصوف پر تقریر کرنے کو کلمے ہوئے

اور نہایت خوبی سے اس مضمون کو ادا کیا۔ مولوی صاحب مدوح کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا
 ”اصل تصوف تمام پیغمبروں کی شریعت میں پایا جاتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت
 میں تو اسنے اچھی خاصی رہبانیت اختیار کر لی تھی۔ ہمارے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم
 نے رہبانیت کے اصول کو توڑ کر دلی تعلق پر تصوف کا مدار رکھا تھا۔ التصوف نشان کون علیہ
 علاقہ: باسوے اللہ“

سید صاحب کی تقریر کے بعد شیخ عبدالقادر صاحب ایڈیٹر ابزرور لاہور نے تقریر
 فرمائی۔ انکی تقریر کا عنوان ”تاثر فغان“ تھا جو حسب مندرجہ ذیل ہے۔ اسکی سلاست و
 روانی اور مضمون کی پکیزگی کا اندازہ خود ناظرین کر سکتے ہیں

تقریر شیخ عبدالقادر صاحب ایڈیٹر ابزرور لاہور

”تاثر فغان“

بلبل ہیں توہین بلبل تصویر خموشی	گل ہیں تو گل شمع شبستان وفاہین
محرومی تقدیر سے اس باغ جہانین	جس رنگ میں دکھو ہین برگ نوہین

گو میں بالعموم اس حکمت عملی سے کچھ بہت اتفاق نہیں رکھتا کہ ہر وقت زمانے کی شکایت
 اور محرومی تقدیر کا گلہ کیا جائے۔ اپنی حالت کی بستی کے مبالغہ آمیز بیانات پیش کیے
 جائیں اور اس طرح قوم کے حوصلوں کو پہلے سے بھی پست کر دیا جائے۔ ناصبوری کا
 شیوہ ویسے بھی کچھ پسندیدہ نہیں۔ اور جس قوم کو بجائے شکر کے شکایت کی اور بجای
 تحمل کے ناصبوری کی عادت ہو وہ بسا اوقات ہچکچوں میں نگاہ حقارت سے دیکھی
 جاتی ہے اور اسکی نسبت کوئی اچھی رائے قائم نہیں ہوتی۔ مگر بعض دفعہ واقعات اپنا
 اثر بے طرح جانتے ہیں اور کسی طرح اے نہیں ٹلتے اور دل سے بے اختیار ایک آہ
 نکلی ہی جاتی ہے۔ اس قطعہ بند میں جو میں نے ابھی عرض کیا ہے مصرعہ چہارم ایک

بے اختیار آہ ہے جو تسلیم کے دل سے نکلی ہے اور جو عجیب انداز سے ہم پر صادق آتی ہو جس رنگ میں دیکھو ہمیں بے برگ و نواہین "زمانہ حال کے مسلمانوں کی حالت کے اس قدر مطابق ہے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک شاعر نے جسکی غزلیں قومی غزل کا رنگ ملک میں پھیلنے سے پہلے لکھی گئی ہیں کیسے یہ مصرع لکھ دیا جو دل پر خود بخود بیٹھا جاتا ہے یہ قصے تو پڑانے ہیں کہ مسلمانوں کی سلطنتیں باہشتناکے معدودے چند (جنہیں خدا تادیر آباد رکھے اور سنبھلنے اور ترقی کرنے کی توفیق دے) مٹ گئیں یا انکے صاحبان جاہ و مال و منال اس جہان سے چل بسے اور صرف چند ٹوٹی پھوٹی یادگاریں انکی باقی ہیں۔ یا یہ کہ انکے در سے خراب و خستہ ہو گئے اور انکی خانقاہیں غیر آباد ہو گئیں۔ یہی طرح یہ شرکائیت بھی اب کچھ نئی نہیں کہ تعلیم مرد و جہ میں پیچھے رکھے اور لوگ اُنسے کہیں آگے نکل گئے ملازم سرکار میں بھی یہ آج تک تو پھسڈی ہی رہے کل کی خبر نہیں۔ غرض کہاں تک اس قصہ و غم کی تفصیل کر کے آپ کا دل دکھاؤں اور اُن دستاویزوں کو جو مجالس قومی میں بار بار رتی جا چکی ہیں آپ کے روبرو دکھاؤں۔ مگر جس رنگ میں دیکھو گے معنی تو یہ بات سوچنے سے سمجھ میں آتی ہے کہ اور تو اور مذہب اور اسکی ترقی کے سامانوں میں بھی ہمارے بے برگ و نوائی درجہ کمال کو پہنچ گئی ہے۔ یہی ایک شاخ ایسی تھی جس میں امید ہو سکتی تھی کہ باوجود عام انحطاط کے مسلمان گرنے نہ پائیں گے کیونکہ وہ عرب کے سرخسپہن سے بس یہی ایک دولت لازوال ساتھ لیکر نکلے تھے اور اگر وہ اسکی پوری خبر گیری کرتے رہتے تو یہ دولت نہ صرف خود صد مات سے محفوظ رہتی بلکہ انکی دولت دنیاوی کو بھی بچا لیتی لیکن یہ انھیں کا کام تھا کہ اُس بڑے دستور العمل کو جو دنیا کے سب سے بڑے ربانی مقصد نے اُنکو لاکر دیا تھا نہایت ادب اور احتیاط سے ریشم کے تہ درتہ غلافوں میں بند کر کے طاق نسیان پر دھر دیا اُسپر عمل کرنا اسکے آیات و بیانات پر غور کرنا اور اُسکے پڑھنے اور معنی سمجھنے تک کی کوشش پیٹھ پر دی اور یہ قرار دے لیا کہ کلام پاک کی

اِس ظاہری صورت کا جو چھاپے خانوں سے چھپ کر نکلتی ہے اور جس پر حمرے کی جلد ہوتی ہے غلافون میں لپیٹ کر رکھنا۔ شتم کے وقت سر پر دھر لینا۔ بہت ہوا تو چوم کر آنکھوں سے لگا لینا اُنکے مسلمان رکھنے کو کافی ہے۔ ۴ پیرین پتھر سمجھ پر ایسی ہم سمجھے تو کیا سمجھے۔

اِس کلام پاک کا سب سے بڑا معجزہ اِسکی فصاحت تھی جس نے قوم عرب کو جو اِس زمانے میں اگر شجاعت کے بعد کسی چیز کا لوہا مانتے تھے تو فصاحت کا اور کسی مہنر پر ناز ان تھے تو فصاحت پر اور جنہیں ایسے ایسے ادیب اور سخنور موجود تھے جن کا جواب یہ مشکل سے پیدا ہوا اپنے زور کلام سے دبا لیا۔ ایک برق تجلی تھی جو الفاظ کا لباس پہنکر آنکھوں کو خیرہ کر گئی اور جس کے آگے بڑے بڑے متکبر شاعرون اور جادو بیانون کے سر میا ختہ جھک گئے اور وہ عاجز آ کر بول اُٹھے: "ما ہذا قول البشر" عرب کے اِس پہلے شوق و ذوق کلام نے تو ضرورت اس بات کی پیدا کی کہ خدا بھی اپنا پیغام ایسے الفاظ میں بھیجے جنکی خوبی کو۔ جنکی چستی کو۔ جنکی برجستگی کو زمانے کے فصحا مان لین۔ اور پھر خود کلام پاک نے مسلمانوں میں ایک ایسی خوش بیانی کی طرح ڈالی اور اسکے لیے ایک ایسا ختم نہ ہونے والا سامان مہیا کیا جس سے محدیون تک مسلمان فائدہ اُٹھایا کیے۔ عرب میں مجالس منعقد کرنے اور انہیں اپنی لسانی کے جوہر دکھا کر داد پانے کا ڈھنگ تو پہلے سے موجود تھا۔ اسلام نے اُسکو اپنے لیے کارآمد چیز بنا لیا۔ پہلے تو صرف اپنے بڑوں کی مبالغہ آمیز تعریفیں کیجاتی تھیں اپنی بہادری یا اپنی سخاوت کے گیت گائے جاتے تھے۔ اب بجائے اسکے ویسے ہی پر زور یا اُنسے بھی زیادہ پر زور الفاظ میں مسلمان خدا سے بلند و برتر کی حمد و ثنا کرنے لگے اور اس جادو بیانی سے لوگوں کے دلوں کو دین برحق کی طرف کھینچنے لگے۔ اِس پاکیزہ اور نیت خیر فصاحت کی ابتدا خود اِس زبان مبارک سے ہوئی جسکی شان میں "ما یقول عن الہوی" آیا ہوا اور خدا جانے اِس زبان معجز بیان میں کیا اثر

تھی کہ جو سامنے آیا مفتوح جو سامنے آیا مغلوب۔ لوگ تلاش کرنے لگے کہ کونسا سحر کونسا منتر
اس بندہ خدا کو ایسا یاد ہے جسکے پھونکتے ہی ہر شخص اپنے پہلے خیالات کو ہمیشہ کے لیے
خیر باد کہل کر اُس نئی راہ کو اختیار کرتا ہے جو اُس نے نکالی ہے۔ جب منبر پر چڑھ کر ایک ٹکست
سی مسجد کے پرنے سے ستون کے ساتھ ٹیک لگا کر وہ ذات مبارک در افشانی کرنے لگی
تھی تو تاثیر کا یہ عالم تھا کہ سننے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور رقیب القلبوں
ایک طرف بڑے بڑے سنگدل بے اختیار روتے تھے۔ انسان کیا درود پوار شجر و حجر کو
وہ آواز پسند آتی تھی اور ستون جس سے ٹیک لگاتے تھے روتا اگر وہ اس فخر سے محروم
کر دیا جاتا جو اُسے حاصل تھا۔ اور وہ یا جس دن محروم کر دیا گیا۔ خیر وہ تو ایک ایسی ذات
با برکات کا ذکر ہے جس پر خدا کا سایہ تھا اُن لوگوں کو لیجیے جو اُس خضر طریقت کی محبت سے
فیضیاب ہوئے تھے اُنھوں نے وہی طریقہ جاری رکھا۔ مسلمانوں کو اسلام پر ثابت قدم
رکھنے اور غیر مسلموں کو مسلمان بنانے کے لیے اُسی طریقے سے کام لیتے تھے وہی منبر تھا
وہی مسجد تھی وہی محراب اُس میں رسول مقبول کے جبین اسی طرح آیات قرآنی تلاوت فرماتے
تھے اُسی طرح اُسکے معنی لوگوں کے ذہن نشین کرتے تھے اُسی طرح روتے تھے لوگوں کو
رولاتے تھے اور کونسی ہم ملکی یا قومی تھی جسکے سر کرنے کا مسجد میں بیٹھے بیٹھے اور ستر
کھڑے کھڑے تہیہ نہیں ہو جاتا تھا۔ بیت المال میں کچھ ضرورت نظر آئی۔ غربا و مساکین و
یتا ملے کی پرورش کے لیے سرمایہ قومی درکار ہوا۔ بر سر منبر جماعت سے درخواست کی گئی۔
کون تھا جو نہ دے۔ اور معلوم بھی ہے کیا دیتے تھے؟ یہ نہیں ہمارے ہاں کا دینا کہ بیسیوں
آدمی مہینوں چنچین۔ پکارین۔ خوشامدین کرین۔ عذاب سے دھمکائیں۔ ثواب کے لالچ دین
اور ہم سچین اور مانگنے والوں پر اور اُس جماعت پر جسکے وہ قائم مقام ہیں اور انکے باب
داداؤن پر منتقل اور پاڈا احسان رکھیں اور اُسکو اچھی طرح درج فرست کرائیں اور انکے
والوں سے درخواست کریں کہ ذرا ہمارے اس غلطے کو اچھی طرح مشہر کیجیے گا۔ اور ہماری

دریادلی کی ذرا فراخ جو صلگی سے داد دیجیے گا۔ سطح تو ہم دین۔ اور کیا دین؟ اپنے مال کا دین
حصہ؟ نہیں۔ بیسوا ان حصہ؟ نہیں۔ پچاسوا ان حصہ؟ نہیں۔ سوا ان حصہ؟ نہیں۔ اہی
ہزار دان حصہ ہو تو بجلی غنیمت ہے ورنہ عموماً تو یہ کہ میان ہیں تو لکھ پتی اور فہرست چندہ
جو سامنے آئی تو لکھ دیے پانچ روپے۔ کسینے کہا اہی حضرت آپ ایسے بڑے آدمی۔ آپ اور
پانچ روپے۔ دیکھے فلان بزرگ نے جو خٹہ روپے کے ملازم ہیں دس روپے لکھ دیے ہیں
فرمانے لگے ”جی ہاں اُنکو ذرا ایسے کاموں سے بچد دلچسپی ہے۔ میں نے تو آپ کی خاطر
سے لکھ دیا ورنہ مجھے ایسے جلسوں سے کچھ دلچسپی نہیں۔ بخلاف اسکے جنکے ہم نام لیتے
ہیں اور جنکے فضائل یاد کر کر کے آنسو بہاتے ہیں اُنکی کیا کیفیت تھی۔ آنحضرت صلعم نے
کسی ضرورت کے لیے سرمایہ چاہا۔ سب دوڑے کہ جو کچھ ہو سکے لا کر حاضر خدمت کریں
اور بھاگے ہوئے آئے کہ سب سے پہلے کون داخل سعادت ہوتا ہے۔ اور لالے
کیا؟ ایک صدیق ہی ہیں کہ گھر کا گھر اٹھالالے اور خود مکلی میں مست ہیں۔ اور لالے کے
قدموں پر ڈال دیا۔ اُنہیں باتوں سے توقیامت تک اسماء مبارک ان بزرگواروں کے
زندہ ہیں اور روز خطبوں میں افضلہم لتحصیق کا چرچا رہتا ہے۔ مگر فسوس خطبوں میں جانشین
کتنے ہیں؟ پھر انہیں کتنے ہیں جو اسکے معنی سمجھتے ہیں اور کتنے ہیں جو غور کرتے ہیں؟ کہ اس سے
محض یہ مطلب تو نہیں کہ اُنکی شان بڑھائی جائے۔ اُنکی شان ارفع ہے اس سے کہ ہم
لوگ آئیں کچھ اضافہ کر سکیں جب خدا خود اُنکا قدر شناس ہے۔ مگر مطلب یہ تھا کہ یہ پوچھیں
کہ وہ فضائل کیا تھے جنہوں نے اُنہیں درجہِ فضیلت دلایا اور جنکی تقلید سے ہم آپ بھی
فیض اٹھا سکتے ہیں۔

خیر صاحب تو یہ تھے وعظ اور خطبے اُن لوگوں کے اور ایسے تھے سننے والے اُنکے
اب تو وہ کہنے والے رہے نہ سننے والے اور اسپر تو حسرت آتی ہے کہ اس رنگ میں بھی جو
اب اسلام کا حصہ ہو چکا تھا یہ بے برگ و نوا ہو بیٹھے اور آج اُس ترکیب سے فائدہ کون اٹھا

رہے ہیں۔ عیسائی۔ آپ تو یہاں بیٹھے بیٹھے ہنس دیتے ہیں کہ واہ عیسائیوں کی دعا کیا ہے
 اے خداے ہمیں تو آجکی روٹی اور انکا طرز عبادت کیا ہے۔ اور گر جا میں یہ فتور ہے
 اور یہ خرابی ہے۔ کوئی محض مبتلاے فیشن ہے کہ کھینچا چلا جاتا ہے مگر اُسے کچھ دستگی گرجا ہے
 نہیں۔ مگر ذرا گرجے کے اندر تو چلکے دیکھے باوجود ان نقائص کے پادری صاحب کیا ستم
 ڈھا رہے ہیں۔ چشم تصور کو آج سے دو ڈیڑھ برس پہلے کسی گلستان کے گرجے تک
 پہنچائیے۔ ایک کثیر جماعت خوبصورت سیاہ لباس میں اہتمام اور احتیاط کے ساتھ طبوس
 بیٹھی ہے اور ایک پادری برسز منبر کھڑا تقریر کر رہا ہے۔ آئیے فراسنین کہ وہ کیا کہتا ہے
 اُسے ابھی انجیل کی ایک آیت پڑھی ہے "با برکت ہیں امن کرنے والے۔ کیونکہ آسمانی بادشاہت
 اُنکی ہوگی" اور اب اسکی بنا پر اپنا خطبہ شروع کرنے کو ہے یہ خطبہ ایک لکھی ہوئی تقریر ہے
 جسکی تیاری میں اُسے بیسیوں کتابوں کی ورق گردانی کی ہے جس میں اُسے اپنے اخبار بینی کے
 نتائج بھی کھپائے ہیں اور جسکی تیاری میں اُسے ہفتہ بھر کوشش کی ہے۔ پہلے اُسے لکھا
 اور پھر حفظ کیا ہے۔ اب کاغذ اسکے سامنے احتیاطاً رکھے ہیں ورنہ وہ باضابطہ تقریر کر رہا ہو
 آنکھیں ہیں کہ سامعین پر اثر ڈال رہی ہیں۔ ہاتھ ہیں کہ مناسب حرکات سے تقریر کی تاثیر
 بڑھا رہے ہیں۔ آواز باقاعدہ کھنٹی اور بڑھتی ہے۔ کوئی بات زور سے کہی جاتی ہے کئی
 کیس قدر آہستگی کے ساتھ۔ فقرے ہیں کہ چنچے ٹلے ہوئے ایک لفظ باعتبار انشا کے ادھر سے
 ادھر کرنے کو کسی کا جی نہ چاہے۔ عبارت دلنشین اور طرز ادا دلپسند۔ اب سننے والے کھینچیں تو
 کیا معنی۔ منوانا یہ چاہتا ہے کہ جنوبی افریقہ میں جو لڑائی ہو رہی ہے وہ شان عیسویت کے
 خلاف ہو کیونکہ حضرت عیسیٰ امن کے پیغمبر تھے اور جنگ ایک نیک عیسائی قوم سے ہے جو
 پارسائی اور حسن عقیدت و عمل میں اہل انگلستان پر بھی فائق ہے اور ایسے لڑائی ایسے حالات
 میں اور ایسے لوگوں کے ساتھ کار شیطانی ہے اور صلح کی کوشش فوراً ہونی چاہیے
 ایک ایک کے دل میں جب اس خیال کو جاگزیں کر لیتا ہے اور منوانا لیتا ہے تو منبر سے اترتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ ان دنوں انگلستان میں پولیٹیکل یعنی سیاسی اعتبار سے دو فریق تھے۔ ایک جو لڑائی کو حق بجانب سمجھتا تھا اور اسکی امداد اپنا مذہبی۔ قومی اور ملکی فرض۔ دوسرا وہ جو اسے ناجائز سمجھتا تھا اور اسکی امداد کو گناہ اور ناواجب۔ یہ پادری صاحب اس دوسرے فریق کے ہم خیال ہیں اور اپنے فریق کے خیالات کو قوم میں پھیلا رہے ہیں اور مذہب کے زیر دست اثر سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ بس صلح کا وعظ سنکر لوگ نشہ صلح میں سرشار کر جا سے نکلتے ہیں اور بڑے بڑے مجمع کر کے گورنمنٹ میں درخواستیں بھجواتے ہیں کہ صلح کی طرح ڈالی جائے اور ملک کو اس بیجا خرچ سے بچایا جائے دوسری طرف شہر کے کسی اور حصے میں گر جا ہے جس میں ایک ایسے خطیب گفتگو کر رہے ہیں جو جنگ کے موافق ہیں۔ ایک برقی اثر ہے کہ جماعت بھر میں پھیلا ہوا ہے اور وہ لوگ خود والنٹیئر بن کر جانیں لڑا دینے۔ چننا روپیہ امداد سپاہیان و مجروحین کے لیے درکار ہو دیدینے اور ہر طرح سے فوج کی مدد کرنے کو آمادہ ہیں۔ ان حالات میں وہ فصاحت جسپر آپکے بزرگون کو ناز تھا اگر عیسائیوں کے حصے میں چلی جائے تو تعجب کیون ہو؟

باغبان گریون ہی امید اثر ہے دلفریب | آسمان سربرا اٹھالے گی فغان عندلیب

ہمیں آج اگر رونا ہے تو اس بات کا کہ اور باتیں تو کئی ہی ہیں یہ طاقت فغان کیون کم ہوگئی اور تاثیر فغان کیون سلب ہوگئی۔ ہم میں اب کتنے واعظ کتنے خطیب سے باقی ہیں جو یہ فصاحت اور یہ اثر رکھیں کہ قوم کی قوم جدھر چاہیں ہانک لیں اور اگر کچھ ہے بھی تو وہ خال خال۔ وہ بھی پسران سحری۔ خدا داد قابلیت اور اتفاق مشن سے کچھ سگتے ہیں اور آگے جانشین انکے متیقن نہیں۔ اور وہ ان خاص قابلیت کے نامور آدمیوں کا تو ذکر ہی جانے دیجئے۔ اس انداز کے آدمیوں کا جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ جو ضرورت وقت کے مطابق مذہبی تقریر کر کے قوم کو ابھار سکیں تعداد ہزاروں تک پہنچی ہے۔ ایک محکمے کا محکمہ ہے جسکا انتظام ایسا ہی منضبط ہے جیسے محکمہ سول کا یا فوج کا۔ فسر ہیں

مانحت ہیں۔ موقوفیان ہیں۔ بحالیان ہیں۔ نگرانیان ہیں۔ رپوٹیں ہیں۔ تنخواہیں ہیں۔ وظیفے ہیں۔ انگریزوں کی دنیوی حالت پر تورشک کرنے والے یہاں بہت لوگ موجود ہیں اور اُنکے مذہب پر رشک کرنے والا شاید کوئی مسلمان نہ ہو۔ مگر ایمان کی تو یہ ہے کہ میں اُنکے کلیہ کے انتظام اور اسکی خوشحالی پر تورشک کرتا ہوں۔

سخن درست گویم نمی تو ائم دید | کہ موخورد حریفان و من نظارہ کنم |

مجھے سخت ضرورت اس بات کی محسوس ہوتی ہے کہ ایک معقول جماعت ایسے لوگوں کی پیدا ہو جو علوم دین سے بہرہ ور ہونے کے ساتھ علوم مروجہ سے باخبر ہوں اور حالات زمانہ پر نظر رکھتے ہوں۔ فن تقریر و وعظ کو بطور فن کے تحصیل کریں اور پھر تسخیر قلوب کا عمل شروع کر دیں۔ یہ خیال ایک عرصے سے میرے دل میں جاگزیں تھا اور جب مجھ پر پہلی دفعہ اجلاس ندوے میں بمقام عظیم آباد شریک ہونے کا موقع ملا تو میں چاہتا تھا کہ اس عنوان سے ایک مضمون پڑھوں کہ "وعظ کیسا ہونا چاہیے" میں نے اپنے کرمف ما مولوی عبدالحی صاحب کو اس عنوان سے مطلع کیا مگر انکو میرا مطلب سمجھنے میں کس قدر موہکا ہوا اور دُورے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ایک دنیا دار آدمی اہل دین کو خاص اُنکے کام کے متعلق نصیحت کرنے کھڑا ہو جائے اور طبقہ علماء کی ناراضگی کا باعث ہو۔ اُنھوں نے مجھے لکھا کہ میں کوئی اور عنوان منتخب کر لوں۔ میں نے اُنکے حکم کی تعمیل تو کر دی مگر یہ مضمون برابر میرے سینے میں باعث خلش رہا۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ آئے دن دو طرح سے مجھے اسکی ضرورت کا احساس ہوتا رہتا تھا۔ ایک تو وہ صورت جو عرض کیگئی کہ جہاں عیسائی مذہب کے معتقدین کو اپنے مذہبی پیشواؤں کے اثر سے بڑے بڑے کام لیتے دیکھا تو خیال آیا کہ ہم کیوں ایسا نہیں کر سکتے؟ اور دوسری صورت یہ کہ جب کبھی مختلف مقامات میں اپنے ہاں کے واعظوں کے وعظ سننے کا اتفاق ہوا تو خیال آیا کہ کیسے اچھے موقع لوگوں پر اثر ڈالنے کے ہاتھ سے نکلے جاتے ہیں۔ اُنکے ہر طرح ہاتھ سے نکل جانے پر افسوس ہوا اور میں یقین کرتا ہوں

کہ ہمارے علمائین سے بھی روشن خیال اور دوہین حضرات اس بات کا اعتراف فرمائیں گے کہ ہماری مجالس و عظیمین اور خطبوں میں وہ مطلب جو اسے ادانگ سنیں اسلام میں لیا جاتا رہا اور جواب لیا جاسکتا ہے اور جسکی اب پہلے سے بھی زیادہ ضرورت قوم کی حالت کو سنبھالنے اور سنوارنے کے لیے لاحق ہوئی ہے نہیں لیا جاتا اور اسلیے انھیں اس شاعر کے ساتھ ہم زبان ہونا پڑے گا جسے کہا ہے اور خوب کہا ہے

اسے دل بوجے دوست گذاری نکرده	فرصت زد دست داده دکاری نکرده
میدان فراخ دیدہ و گوی نہ برده	شاہین بدست و عزم شکاری نکرده

اور جو مجھے عرض کرنا ہے اسکا سب سے ضروری حصہ یہی ہے کہ وعظ میں وہ رنگ پیدا کرنے کی ایک کوشش خاص ہونی چاہیے جس سے وعظ و خطبے وہ کام دیکھیں جسکے لیے یہ تجویز ہوئے تھے اور اس نالہ و فغان میں جو ہم آپ اپنے مجالس میں برپا کرتے ہیں تاثیر بھی موجود ہو۔ اسلیے میں ذرا جلی تقریر کا عنوان "تاثیر فغان" پسند کیا ہے۔

دل میں جا کر گھر کرے ایسی تو ہو تقریر و عطا	جسکو جو چاہے منالے یہ تو ہو تاثیر و عطا
---	---

میں کسی قومی جلسوں میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے واجب الاحترام بزرگ جناب قاری شاہ سلیمان صاحب مجلس کو بے خود کر دیتے ہیں اور اثنائے تقریر میں بعض ایسی مقبول گھڑیاں آتی ہیں کہ ایک بڑے مجمع کو جہان چاہیں لیکر جھونک دین۔ اسکا باعث یہ ہے کہ ان کو خدا داد خصوصیتوں کے ساتھ اس فن کی مناسب تربیت حاصل ہوئی ہے اور اس پر ایک پر جوش دل جو محبت اسلام اور شوق محمدی سے سرشار ہے اضافہ ہے

دشمن شد سخنم تا تو قبولش کردی	آرے آرے سخن عشق نشانے دارو
-------------------------------	----------------------------

مگر آپ نے دیکھا ہوگا کہ انکو ایک ہی جلسے میں کتنی دفعہ آپ کے روبرو کچھ کہنا پڑا ہے۔ یہی ایک بڑا ثبوت اس بات کا ہے کہ ہمارے پاس بہت سے شاہ سلیمان نہیں ہیں ورنہ انکو اتنی مرتبہ تکلیف نہ دینی پڑتی ایک آدمی دفعہ اپنا حصہ لیکر یہ بھی آپ حضرات

کی طرح عافیت کے ساتھ سامعین میں بیٹھے رہتے اور تقریریں سننے کا لطف اٹھاتے آپ فرمائیے کہ چار پانچ اچھے واعظوں سے ہندوستان جیسے بڑے ملک میں جسمیں چھ کر دے زیادہ مسلمان آباد ہین کیا ہو سکتا ہے۔ بارہا ایسا ہوا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور نے جسکی کارناموں کا پرسون سے کئی دفعہ تذکرہ آیا ہے اور جسکی بابت مختلف مقررون نے نہایت ہمدردی اور قدردانی کے الفاظ استعمال فرمائے ہین اعلان کیا کہ اُسے واعظوں کی ضرورت ہے مگر ہندوستان برین وسعت مطلوبہ ڈھنگ کے آدمیوں کے مہیا کرنے سے قاصر رہا کچھ عرصہ ہوا ٹرنسوال سے جہانکی لڑائی ابھی ختم ہوئی ہے کچھ معقول رقمیں چندے کی انجمن میں پونچھین اور ساتھ ہی تحریک آئی کہ چند ایسے اصحاب کا ایک وفد جنوبی افریقہ میں جہان بہت سے خوشحال مسلمان تاجر ہین آئے جو انگریزی میں مذہب اسلام پر وعظ کر سکتے ہون اور کئی دن تک ہم لوگ شش و پنج میں رہے کہ ایسے آدمی کہاں سے لائین ایک دفعہ بیان امرت سرین جنوبی امریکہ سے ایک پیغام آیا تھا جو وہاں کے ایک مقبول مسلمان سوداگر نے بھیجا تھا کہ ہین ایک انگریزی دان عالم درکار ہے کیونکہ مسلمانوں کی بہت سی آبادی ہے جو مختلف ممالک کے رہنے والے ہین اور جنہیں مشترک زبان انگریزی ہے۔ وہ معقول تنخواہ بھی دینا چاہتے تھے مگر کوئی آدمی تیار موجود نہ تھا۔ اسی طرح امریکہ شمالی میں جیسا کہ آپ کل پرسون کی بعض تقریرون میں سن چکے ہین ایک خاص شوق تلاش مذہب کا موجود ہو گیا ہے اور وہاں کے لوگ اب حیات مذہب حق کی تشنگی میں العطش العطش پکار رہے ہین۔ مگر کوئی ایسا نہیں جو اسلام کے سرچشمہ رحمت سے پیاسے ہونٹوں تک چند قطرہ آب پہنچا دے یہ اور ایسی بہت سی ملکی اور غیر ملکی ضروریات ہین جو چاہتی ہین کہ ذی علم اور بااثر واعظوں کی جماعت بڑھائی جاوے جو موجودہ خموشی کے سناٹے کو تبدیل بہ نفعان کر دے اور جہان سر پر اٹھالے اور مذہب حق کا وہ غلغلہ بلند ہو جسکی تاثیر سے پھر ایک دفعہ دنیا میں امن و امان دھاک بندھ جائے۔

اچھا اگر آپ پر تاثیر فغان کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں تو اسکے لیے جو وسیلہ مناسب ہے
 اُسکو استعمال کیجیے۔ وہ وسیلہ کیا ہے؟ کوئی ایسی تعلیم گاہ قائم کرنا جو اس مطلب کے لیے مخصوص
 ہے اور یہ مطلب دارالعلوم مجوزہ ندوہ کے مقاصد میں موجود ہے مگر اسکے متعلق اتنا جتادینا
 ضروری ہے کہ ایک علوم مذہبی کے مدرسے میں کتب دین اور کتب علم ادب عربی و بعض دیگر
 کتب کا پڑھا دینا ہی کافی نہ ہوگا۔ اسکے لیے اس فن کی خاص تربیت اور مشق علاوہ نصاب
 معمولی کے ہونی چاہیے اور ساتھ ہی خاص طلبہ جو اس مذاق سے مناسبت رکھتے ہوں
 منتخب کیے جانے چاہئیں اور انکا حوصلہ زمانہ مشق میں بذریعہ انعامات و وظائف بڑھایا
 جانا چاہیے اور انکی مشق بذریعہ مقابلہ باہمی و مباحثہ و مناظرہ دوستانہ پختہ کرانی چاہیے
 شاید کوئی کہے کہ اگلے زمانے کے جو علماء و عظیم کمال رکھتے ہیں انکو کونسی ایسی تربیت
 ملی تھی؟ اور انکے لیے کونسی خاص درس گاہ قائم کی گئی تھی؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ ہر زمانے
 اور ہر وقت میں بعض خاص طبائع تو ایسی ہوتی ہیں جو بغیر زیادہ باضابطہ تعلیم کے محض جودت
 ذہن و ذکا کی بدولت عروج کمال کو پہنچ گئی ہیں مگر ایسے نونے کمیاب ہیں اور کبھی کوئی گروہ
 علمایا و عظیم کا اس سہول پر پیدا نہیں کیا جاسکتا۔ خصوصاً ایسے زمانے میں جب فن تعلیم نے
 بے انتہا ترقی کی ہے اور ہر علم کی شاخ کے لیے ایک ٹریننگ کالج قائم ہوا ہے۔ یا بعد از تعلیم
 تجربے کا موقع نکالا گیا ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آج کل مدارس سرکاری میں معلیٰ پریسیکو محض بی۔ اے یا ایم۔ اے ہونے
 کی حیثیت سے مقرر کرنے میں تامل کرتے ہیں اور یہ پرسش ہوتی ہے کہ اُسے مدرسہ تعلیم المعلمین سے
 بھی سند حاصل کی ہے یا نہیں۔ صیغہ قانون کے متعلق ولایت میں یہ دستور ہے کہ پہلے تو
 بذریعہ امتحانات کے کتب قانونی کے علم کا ثبوت مانگا جاتا ہے اور پھر خاص طور پر پاس شدہ
 شخص جو وکالت کیا چاہتا ہے تجربہ کار وکیلوں کے ساتھ رہ کر فن وکالت کی مشق کرتا ہے
 اور کچھ سالوں خاص محنت کے بعد خود سند پاتا ہے کہ علیحدہ کام شروع کر سکے۔ طب کے لیے

محض اُن زبانوں کا جاننا جنہیں کتب طبعی موجود ہیں کافی نہیں بلکہ دیگر علوم سے فارغ ہونے کے بعد ڈاکٹر یا طبیب کو خاص اُس فن کے لیے علیحدہ تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے۔ انگریزوں کے دینیات کے متعلق بھی یہی قاعدہ ہے۔ بی۔ اے۔ ایم۔ اے پاس کرنے کے بعد لوگ مدارس دینیات میں جاتے اور وہاں سے بی۔ ڈی۔ اور ایم۔ ڈی کی ڈگریاں پاتے ہیں جب انہیں پادری سمجھا جاتا ہے اور کلیسہ کی خدمت کا کام اُنکے سپرد ہوتا ہے۔ جب علوم و فنون کے متعلق اہل فن کے لیے تربیت خاص ضروری سمجھی جاتی ہے تو علم الادیان کیونستہ ہو۔ آپ اگر علم الادیان کو افضل تسلیم کرتے ہیں تو اسکے واسطے دوسرے علوم سے بڑھ کر اہتمام ہونا چاہیے نہ یہ کہ یہ بالکل اتفاقی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور جید علما کے نکلنے کی خود رو سب سے کی طرح توقع کی جائے۔

اگر ایسے علما کے پیدا کرنے کی آپ کوشش کریں گے جو تاثیر و عطا رکھتے ہوں اور اس برقی طاقت کا ٹھیک استعمال کریں گے تو جتنے رُنے قوم کی سستی کے متعلق ہیں اُنکا مدوا ہو جائیگا یہی افسردہ و پژمردہ اور افلاس زدہ مسلمان وہ وہ ہمتیں وہ وہ جراتیں دکھائیں گے کہ آپ دیکھ کر دنگ رہ جائیں گے

ہزار پیری مٹا چکی ہے تپِ محبت ہر دل میں باقی
ہنوز خاکستر کہن ہیں وہ آگ جو تھی دبی ہوئی ہے

اس تقریر کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری مصنف تفسیر ثنائی نے نہایت دلچسپ تقریر فرمائی جس کا عنوان تھا ہم کون ہیں؟ یہ تقریر وقت کی تشنگی سے نا نام نہی مگر چونکہ مولوی صاحب مدوح نے اسکو پہلے سے قلمبند کر رکھا تھا اسواسطے ہم اسکو درج رو داد کرتے ہیں۔

تقریر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہم لک الحمد انت قیم السموات والارض ومن فہین ولک الحمد انت رب السموات والارض ومن فہین۔ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک جمید مجید۔ اللہم ات نفسی تقویہا وزکھا انت خیر من رکھا انت لیہا ومولیہا۔ سننرات صدر انجمن ومحترم علمائے کرام ومعزز ناظرین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں اپنے مضمون کے بیان کرنے سے پہلے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے شعر میں تھوڑا سا تصرف کر کے نذوۃ العلماء کی تشریف آوری کا شکریہ اظہار کرتا ہوں۔ حضرت حسان شاعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کرتے تھے

کف بنا فضلا علی من غیرنا
حب ابنی محمد ایانا

میں اس شعر کے معنی کو مسلم رکھ کر مجازی معنی میں نذوۃ کا خیر مقدم کہتی ہوئے یوں کہتا ہوں

کف بنا فخرنا علی من غیرنا
تشریف ضیفت النذوۃ ایانا

یعنی ہم اہالیان امرتسر کو یہ فخر کافی ہے کہ نذوۃ العلماء نے ہم کو اپنے قدوم میں نذوۃ لڑو
سے شرف کیا ہے

اگر بر سر چشم مانسینے
نازت بکشم کہ نازتسینے

اسکے بعد میں اپنے مضمون پر آنا چاہتا ہوں۔ میرے مضمون کا عنوان ہے ”ہم کون ہیں“ اس عنوان سے چار دفعہ سوال ہونگے اور چاروں سوالوں کے جوابات میں باتباع قرآن شریف آپ ہی دونگا۔ پہلا سوال یہ ہے کہ ہم کون ہیں؟ جس کا جواب ہے کہ ہم انسان ہیں۔ اس جواب کی صحت میں کسی کو کلام نہ ہوگا۔ موجودہ حاضرین سے قطع نظر کل دنیا کے ذی عقل بلکہ ذی جان اس جواب کی صحت کے قائل ہیں۔ کیونکہ انسان کا مصداق بننا ہمارے حق میں کسی یا ارثی نہیں بلکہ قدرتی اور وہی ہے جو کسی طرح

پھینے سے چھن نہیں سکتا سلب کرنے سے سلب نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا کی پاک کتاب ہم انسانوں میں سے بہت سے افراد کو انسانیت سے خارج بتلاتی ہے تو آخر کی بھی تو کوئی وجہ ہے۔ کسی اہل دل نے ان معنی کو ان لفظوں میں بیان کیا ہے

انجہ بر جہتیم و کم دیدیم و بسیارست و نیست
نیست جز انسان درین عالم کہ بسیارست و نیست

ہم انسانوں ہی میں سے ایک بد بخت وہ بھی ہیں جن کو حق میں ارشاد ہے "ان شر الذواب عند اللہ لضم البکم الذین لا یعقلون" سب حیوانوں سے بدترین وہ لوگ ہیں جو خدا کی دی ہوئی عقل سے کام نہیں لیتے بلکہ غفلت میں ضائع کر رہے ہیں۔ یہی وجہ کیا ہے کہ ایک ایسا نام یا لقب جو ہر کو قدرتی طور پر ملتا تھا جو بغیر کسی کسب اور دخل کے ہم پر صادق آتا تھا۔ ہم انسانوں میں سے بہت سے افراد سے پھین کر خداوند عالم اولیٰ بدترین خلائق فرما رہا ہے۔

حضرات! انسان (عام اس سے کہ مسلمان ہو یا غیر) قدرتی طور پر بہت سے تعلقات میں وابستہ ہے۔ کچھ شک نہیں کہ ایک تعلق اس کا اپنے خالق سے ہے تو دوسرا مخلوق سے۔ ایک حاکم سے ہے تو دوسرا محکوم سے۔ ایک ماں باپ سے ہے تو دوسرا اولاد سے۔ ایک بیوی سے ہے تو دوسرا خاوند سے۔ ایک دوست سے ہے تو دوسرا دشمن سے۔ ایک ہمسائے سے ہے تو دوسرا اجنبی سے۔ ان سب تعلقات میں سے خالق کا تعلق بہت بڑا گہرا تعلق ہے۔ مگر فسوس کہ جیسا کچھ کہ اور مضبوط ہے ویسا ہی اکثر انسان اسے بھولے ہوئے ہیں۔ مگر کیا یہ تعلق بھول جانے سے بھول سکتا ہے؟ توڑنے سے ٹوٹ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسے بھولنے اور توڑنے والے کی مثال بالکل دوسرا حق کی سی ہوگی جو یہ سمجھ کر کہ بارہ بجے کی گاڑی کا وقت ہو گیا ہے مگر اسے گھڑی کو پیچھے کر کے گاڑی کے وقت پر ملنے کی ہوس کرے۔ صاحب! جس طرح اس موجودت

کی اس حرکت سے وقت پر کوئی اثر نہ پڑے گا ہی طرح کسی بیوقوف کے اس تعلق اور نسبت ازلی کو بھولنے سے کوئی اثر نہ ہوگا۔ ایسے ہی احمقوں کے کان اینٹھنے خداوند عالم فرماتا ہے: "ام حسب الذین اجترحوالسیات ان نجعلهم کالذین آمنوا وعلما الصالحات سواد مجاہد ہم و ما کھم سار ما یحکمون" کیا کھلے جی بدکاریاں کرنے والے یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ان کا جینا اور مرنا ایمان داروں سے پہلے آدمیوں کی طرح کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ بہت ہی بڑی رائے جمائے بیٹھے ہیں۔ ایک لوگ ایسے بھی تھے کہ انکو اس تعلق نے ایسا کچھ حواس باختہ کر رکھا تھا کہ انکو دنیا بھر میں کوئی اور تعلق تو کیا کوئی چیز وجود پذیر نظر نہ آتی تھی ایسے وہ کہتے تھے:

لا ملک سلیمان ولا بلقیس
یا من ہو للقلوب مقناطیس

لا آدم فی الکلون ولا ابلیس
فالکل عبارة وانت المعنی

یہی رباعی کا مطلب کسی پنجابی اہل دل نے کیا ہی اچھا ادا کیا ہے۔
دل بھی تو میں نے دلبر بھی تو میں دید تو میں دکھ تیرا

نیٹر پر انڑا جانے تو میں اک حرف نہیوں وچہ میرا

گو: اشعار بظاہر مختلف زبانوں میں لکھے گئے ہیں مگر مطلب دونوں کا ایک ہو جیسا کسی بزرگ نے کہا ہے۔

عبارت ناشتہ و حنک و احد
وکل الے ذاک الجمال شیرا

یہی تعلق کے کامل بنا بننے کی تعلیم اور تکمیل کو خدا نے سلسلہ نبوت و رسالت قائم فرمایا۔
یہی تعلق کی تعلیم دیتے ہوئے ہزار ہا انبیاء و صلحا جان پر کھیل گئے مگر اپنے خیال کی دھن سے
زر کے صحابہ کرام ہی کو دیکھے کبار صحابہ بلکہ رجال صحابہ تو بجائے خود تھے عورتوں کی نوع
عموماً بہادری اور دینداری اور نچیتگی سے کم بہرہ یاب ہوتی ہے مگر صحابہ میں عورتیں بھی ایسے
دل و گرد سے والی ملیں گی کہ آجکل کے بہادر سے بہادر مردوں کو ماند کریں۔ حضرت عمار یا

رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا حال عموماً طلبہ کو معلوم ہوگا کہ مشرکوں نے ایسی ایذا رسانی کی کہ مرحومہ کی دونوں ٹانگیں رستیوں سے جکرہ کر اڈنٹون سے باندھ دین اور اڈنٹون کو پتھر و پیر دورایا۔ اس تکلیف کے علاوہ ایک شقی نے مرحومہ کے مقام محفوظ پر برہمی چلا کر اوسے داخل جنت کیا رضی اللہ عنہا وارضایا۔ مگر اس مرحومہ کا حوصلہ دیکھئے کہ اُس نے اس تعلق کو ایسا بنا ہا کہ اُف تک نہ کی۔ آہ ۵

بنالردن خوش رستے بخاک و خون غلطیدن | اُخدا رحمت کن داین عاشقان پاک طینت را
حضرات! اس تعلق کی بڑی سٹاخ بلکہ اصل ایک فعل قلبی ہے جس کا نام توحید اور امامت الی اللہ ہے۔ یہی توحید ہے جسکی بابت ارشاد ہو کہ اس الطاعات توحید کیا ہو؟ کسی بزرگ نے مختصر لفظوں میں بتلا دیا ہے ۵

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی | اکر درین راہ فلان ابن فلان چنری نیست
قرآن شریف میں یہ بھی ایک کمال اعجاز ہے کہ مسائل کو اصول کی صورت میں بیان کرتا ہے مسئلہ توحید کو ایک اصول کی صورت میں یوں بیان کیا ہے کہ لا تدع من دون اللہ ما لا ینفک ولا یضک فان فعلت فانک اذا من الظالمین یعنی کسی ایسی چیز کو مت پکار جو تعلق نہ تو نفع دیکے اور نہ نقصان۔ اگر تو نے ایسا کیا تو تو بھی ظالموں میں شمار ہوگا۔ اس آیت سے جہان تک میرا ناقص علم راہنمائی کرتا ہے ایک عام اصول مفہوم ہوتا ہے کہ جو شخص دون شخص یا شے دون شے سے تعلق نہیں رکھتا یعنی یہ کہ جو چیز یا جو شخص ہمارے نفع یا نقصان رسانی پر قادر نہ ہو اُسکو کسی حال میں پکارنا یا اُس سے کسی حاجت روائی کی دعا کرنا یہی ناپسندیدہ پروردگار ہے جسکو دوسری لفظوں میں شرک یا تقیض توحید کہتے ہیں۔ ارب صرف یہ بات دریافت طلب ہو کہ آیا مخلوق میں سے کسی شخص کو بھی ہمارے نفع یا نقصان رسانی کا اختیار ہے یا قدرت ہو۔ مخلوق کے طبقات لاتعداد لاکھوں کو تو کیا ہی دیکھو۔ گنہگاروں کے لئے ان کا جماعی عقیدہ ہے کہ تمام مخلوق سے فضل انبیا علیہم السلام ہیں اور انبیا میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فضل اور کمس ہیں۔ حضور نے فرمایا ہے
 انا سید ولد آدم ولا فخر یعنی میں بلا فخر کہتا ہوں کہ میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں۔ حضور نے فرمایا
 لو کان موسیٰ حیالما وسعد الا اتباعی۔ اگر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو بجز میرے اتباع
 کے انکو کبھی کچھ نہ سوچتا۔ قرآن شریف میں آپ کے حق میں صاف ارشاد ہے۔ انک
 لعلى نلقیٰ عظیم (تو تو بڑے ہی خلق پر ہے) حضور نے فرمایا کہ قیامت کے روز سب انبیا اپنے
 اپنے ہی نفس کی بہتری چاہیں گے مگر میں اس وقت بھی اُستی اُستی ہی کہوں گا۔ غرض مختصر یہ
 کہ آپ کی تعریف و توصیف کے دفتر اس ایک ہی فقرے میں ختم ہیں۔

لا یکن الشنار کما کان حثہ بعد از حد ابزرگ تو فی قصہ مختصر

پس جو وصف کمال آپ کی ذات ستودہ صفات میں بھی نہ ہوگا وہ کسی دوسرے میں
 خواہ وہ کیسے ہی عالی مرتبے پر پہنچا ہو تلاش کرنا بالکل بیوہ اور لغو حرکت ہی نہیں بلکہ
 معنی حضور کی بے ادبی بھی ہے۔ پس اب یہ دیکھنا ہے کہ قرآن مجید نے حضور اقدس قداہ
 الی زامی کی شان میں کیا فرمایا ہے۔ صاف اور کھلے لفظوں میں ارشاد ہے "قل انی لا
 املک لکم خیراً ولا نفعاً" یعنی اے رسول علیہ السلام تو ان تمام دنیا کے لوگوں سے کہہ دے کہ
 میں تمہارے نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا بلکہ ایک مقام پر یون فرمایا "قل لا املک
 لنفسی نفعاً ولا ضرراً الا ما شاء اللہ یعنی میں اپنے لیے بھی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا پس
 اس آیت نے بھی مثل پہلی آیت کے ہمیں ایک اصول کلی پر اطلاع دی کہ خدا کے سوا مخلوق میں
 سے کوئی بھی ہمارے نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اسی لیے حضرت مولانا فرید الدین رحمۃ
 اللہ علیہ نے توحید کے مضمون کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

غیر حق راہر کہ خواند اے پسر	کیست درد نیا از و گمراہ تر
در بلا یاری خوان از بیچاکس	زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

یہ سب بھی بس کا مختصر سا ذکر میں نے کیا ہے علماء ظاہر یہ کا بیان ہے۔ علماء باطن

یعنی اہل دل اصحاب صوفیائے کرام کو پوچھیں تو وہ اسپر بھی قانع نہیں حضرت مولانا محبوب سبجانی قطب ربانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں یہ لیس الشکر عبادة الاصنام فحسب بل اذ اركنت الی غیر اللہ فقد اشرکت بہ عزوجل۔ یعنی شرک بت پرستی ہی نہیں بلکہ جب تو کسی مخلوق کی طرف ذرا بھی مائل ہو یعنی اُس سے ذرا بھی ہم و امید کی تو تو مشرک ہو چکا مولانا روم اس سے بھلی کسیدر و وضاحت سے اسی مضمون کو فرماتے ہیں ۵

کاین ہوی جز قفل آن دروازہ نیست

تا ہوئے تازست ایمان تازہ نیست

گوشش خود را آشنا سے راز کرد

ہر کہ خود را از ہوئے خود باز کرد

یعنی جب تک انسان اپنی خواہشات کا بندہ ہے اُس کا ایمان وہ ہے یا دوسرے لفظوں میں یون کہیں کہ وہ مشرک ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ "لا یومن احدکم حتی یكون ہواہ تبعاً لما جئت بہ" یعنی جب تک انسان اپنی دل امناگ کو بھی میری تعلیم کے تابع نہ کرے گا ایمان دار نہ ہوگا۔

یہ ہے مختصر بیان اُس تعلق کا جو انسان کو اپنے خالق سے ہے جس سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا اسکے بعد بتی نوع کے تعلقات کا بیان بھی قرآن شریف نے با بجا بتلایا ہے چنانچہ ارشاد ہو

واعبدوا اللہ ولا تشركوا بہ شیئاً وبالوالدین احساناً وبنی القربیٰ والیتیم والمساکین والجار

اذی القربیٰ والجار الحنب والصحاب بالجنب و ابن السبیل و ما ملکت ايمانکم ان اتوا بحب من کان محتالاً فحوراً یعنی خدا کی خالص عبادت کرو اور اُسکے کسی چیز کو سا جی نہ بناؤ اور ان باپ سے اور قرابت والوں سے اور یتیموں سے اور کمزوروں سے اور نرزدہ کی ہمسایوں اور دیگر ہمسایوں سے احسان کرو اور راہ میں اور مجلس میں ساتھ بیٹھنے والوں سے اور مسافروں سے اور غلاموں سے اور ماتحتوں سے سلوک اور احسان سے پیش آیا کرو کیونکہ تم تکبار اور غرور خدا سے تعالیٰ کو نہیں بنائے

حضرات یہ ہیں وہ احکام اور فرائض جو انسان کو من حیث الانسان لازم آتے ہیں اور ان کو رکھنے والا کامل انسان ہے اور نقصان کرنے والا ناقص ہے کہ باہل نفقات سے زندگی گزارے

تو ایسے انسان کی انسانیت بھی چھین جائے تو تعجب نہیں گو وہ جسم اور روح اپنے اندر رکھتا ہو اور
 سیکڑوں نہیں لاکھوں اور کروڑوں کی تجارت کرے اربوں پر حکمران ہو مگر خدا کے نزدیک
 وہ "کالا نعام بل ہم ضل" یعنی چار پاؤں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر۔ کا مصداق ہے۔ گو وہ
 عجیب و غریب نکات سوچے آہستہ سے آہستہ آواز کو سننے باریک سے باریک چیز کو دیکھ
 سکے مگر خداوند تعالیٰ کی طرف سے یہی کہا جاوے گا کہ لہم قلوب لا یفتنون بہا ولہم اعین لا یبصرون
 بہا ولہم اذان لا یسمعون بہا اُنکے دل ہیں پر وہ اُن سے سمجھتے نہیں اُنکی آنکھیں ہیں مگر وہ دیکھتے
 نہیں۔ اُنکے کان ہیں لیکن اُن سے سنتے نہیں (غرض یہ کہ ان فرائض کے پورا کرنے کا نام نہ
 ہو اور اُن سے غفلت جس درجے تک ہوگی اسی قدر انسانیت میں نقص لازم آئے گا۔

دوسرا سوال بھی میرا اسی عنوان سے ہے کہ "ہم کون ہیں؟" جس کا جواب ہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ اس
 جواب کی صحت پر بھی کل اہل الہی کے متفق ہونگے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم مسلمان ہیں۔ گو
 کوئی شخص سلام کو نہ مانے مگر میرے اس جواب کی صحت کو مانے گا کہ ہم مسلمان ہیں اور ہم بھی
 اس لقب کو بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ہمیں کسی ایسے لفظ سے یاد کرے جو
 اس لقب کے خلاف ہو تو ہم اُسکو ہتک عزت سمجھ کر قانونی چارہ جوئی کرنے پر بھی آمادہ ہیں
 مگر کیا ہم جو مسلمان ہیں صرف ایسے کہ ہمارے باپ دادا مسلمان تھے یا ایسے کہ ہمارے نام
 عبد اللہ۔ عبد الرحمن ہیں یا کوئی اور وجہ ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اس سوال کا جواب کتاب اللہ
 قرآن شریف سے بہتر کوئی نہیں دے سکتا کہ مسلمان جو کہلاتے ہیں کون کہلاتے ہیں اُنکا
 اس لفظ کی نسبت کیا استحقاق ہے۔ حضرات اسلام کے معنی ہی سمجھنے سے صاف سمجھ میں
 آجائے گا کہ اہل اسلام کون ہیں اور کیوں ہیں خدا نے قرآن شریف میں بتلا دیا ہے اور
 ایک ایسا نشان قائم کیا ہے کہ مجھے افسوس آتا ہے کہ میں جو اس وقت اُس نشان کو بیان
 کرنا چاہتا ہوں خود اُس سے محروم ہوں اُس نشان کے بتلانے سے پہلے میری دعا ہے
 کہ اللہم اجعلنا مسلمین دیا اللہ ہکو مسلمان (بنا) خدا نے کیا نشان بتایا ہے! توجہ سے سننے کے

قابل ہے۔ ارشاد ہے: "انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم واذا تلیمت علیہم آیاتہ زاد تمہم ایماناً و علی ربہم یتوکلون" "مسلمان اور مومن تو بس وہی لوگ ہیں جنکے دل اللہ کا ذکر سننے سے کانپ جاتے ہیں اُسکی عظمت اور شہنشاہی اُنکے دلپر جاگیر ہو جاتی ہے اور اپنی خاکساری اور ناپائنداری کا نقشہ سامنے کھنچ جاتا ہے اور جب اُنکو اللہ کے حکم سنائے جاتے ہیں تو اُنکا ایمان تازہ ہوتا ہے اور یقین بڑھتا ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں (صاحبو! یہ تو مسلمانوں کی پہچان کی مختصر سی علامت ہو مگر یہ علامت جیسی کچھ ضروری اور لازمی ہے ویسی ہی دوسروں کی نظر سے غائب ہو سکتی ہے خداوند عالم نے جو بندوں کی حرکتوں سے خوب واقف ہے۔ اُنکے ریا اور اخلاص سے ایسا آگاہ ہے کہ خود یہ بھی نہ ہونگے ایسے اُسنے ایک مقام پر ایک اور علامت مسلمانوں کی قائم کی ہے جو ہر ایک کی نظر میں آسکے چنانچہ ارشاد ہے: "انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتوا الزکوٰۃ و ہم راکعون۔ مسلمانوں کو ارشاد ہے کہ تمہارے حقیقی خیر خواہ اور سچے دوست تو اللہ اور رسول ہیں اور جو لوگ ایمان لائے وہ بھی تمہارے دوست ہیں چونکہ ایمان بھی ایک فعل قلبی کا نام تھا ایسے اسکی توضیح کرنے کو کہ کون ایماندار مسلمانوں کے دوست اور برادری بننے کے قابل ہیں۔ یہ لفظ بھی بڑھا دیا کہ جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور رکوع پڑھتے ہیں اور دینے ہوئے دل سے عاجزی کرتے ہیں کہ خدا معلوم ہمارا یہ ناچیز ہر یہ قبول ہو یا نہ ہو شیخ سعدی مرحوم نے کیا ہی ٹھیک کہا ہے۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیں کئے	منت از و بدان کہ بخدمت گذشتت
جب تک مسلمانوں کی قسمت نیک اور اُنکے نجات یا ورثے کہ انہیں اس آیت نے ایسا اثر کیا تھا جو سعدی رحمہ اللہ کے اشعار میں درجہ ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔	

دشمن مدہ آنکہ بے نازست	گرچہ دشمنش ز فاقہ بازست
کو فرض خدا نے گزارد	از مشرض تو نیز غم ندارد

ائمہ اسلام کا اختلاف دربارہ حکم تارک الصلوٰۃ کیا ہے اسکے بیان کا موقع نہیں لیکن یہ تو سب کے سب بیک زبان کہتے ہیں۔

بے نماز کیا غصہ پکرتے ہو تم	حق تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو تم
کچھ نہ تمنے اپنے رب کی یاد کی	عمر اپنی مفت میں برباد کی
سرتیج کا کابل نہ ہو اٹھ تو سہی	بندہ ہونے کی ندامت ہو یہی

مسلمان ہونے کی حیثیت سے جو ہمیں فرائض لازم ہوئے ہیں وہ دو قسم کے ہیں ایک تو عبادات دوسرے معاملات۔ عبادات کا ذکر تو مختصر آپ حضرات سن چکے ہیں معاملات کی بابت سنیے حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدر مسلمان تو وہی ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں، نہ کسی کو ہاتھ سے ایذا دے نہ زبان سے جیسا حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔

بساکس در پے آزار و ہرچہ خواہی کن کہ در شریعت ما غیر ازین گناہے نیست

مگر کیا ہم ان سب احکام عبادات اور معاملات کے پابند ہیں؟ اس کا جواب دینا میرا کام نہیں ہر ایک صاحب کو اپنا اپنا علم حضوری ہے، محاسب را درون خانہ چہ کار قرآن مجید میں نبوت کے منکروں کو ایک ایسے طریق سے سمجھایا گیا ہے کہ میرے خیال میں اگر ہم بھی اُس طریق سے غور و فکر کریں تو اپنی حالت کا جلد علم ہو سکتا ہے۔ ارشاد

قل انما اعظم بواحدہ ان تقو مولی اللہ متشی و فرادے تم متفکر و اما بصا حکم من جنتہ (یعنی تم ای منکر و اگر مل مل کر اور اکیلے اکیلے اس امر پر فکر کرو تو تم اس نتیجہ پر پہنچ جاؤ کہ میں جو تمہاری رائے کی مخالفت کرتا ہوں مجھے جنوں نہیں بلکہ میں سچا اور رسول ہوں) ٹھیک اس طرح اگر ہم علیحدہ علیحدہ بیٹھ کر جس وقت ہم یا وہ ذات ستودہ صفات ہمارے ساتھ ہو جس سے ہمارا اصل معاملہ ہے جو بار بار ہمیں متنبہ کرنے کو کہتا ہے کہ "ان الے ربک الرجعت" تو بہت جگہ ہماری سمجھ میں آسکتا ہے کہ ہم کیا ہیں مسلمان ہیں یا ننگ مسلمانان۔ آیت مرقومہ کے

مصدق بن باحافظ شیرازی کے قول کے حقدار

اواسے بر من و اسے بر اسلام من | کفر و ادر عار از ایمان من

مولانا روم نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت لکھی ہے کہ اُنکے پڑوس میں ایک کافر مسابہ رہتا تھا۔ حضرت موصوف کے مریدوں میں سے ایک نے اُسے اسلام کی دعوت دی تو اُس نے جواب دیا کہ اگر تو جنید جیسا اسلام چاہتا ہے تو مجھ سے خیال ہے اور اگر تو اپنے جیسے کا خواستگار ہے تو مجھے اسکی حاجت نہیں۔

حضرت سیف صالحین میں یہی بڑا کمال تھا جو کفار کے مقابلے پر سو نہیں ہزار دلیل منطقی اور فلسفی سے زیادہ کام دیتا تھا کہ اُنکے اپنے حالات صاف ہوتے تھے۔ وہ جو کچھ لوگوں کو سکھاتے تھے خود پہلے اُسپر عامل ہوتے تھے۔ آپ لوگوں نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ ایران کا بادشاہ یزدگرد جب عربی فوج کے مقابلے سے جسکو وہ نہایت ہی حقارت کی نگاہ سے دیکھتا تھا شکست پر شکست کھا کر بھاگا تو اُس نے دریافت کیا کہ ان عربوں میں کیا کمال ہے کہ یہ لوگ باوجود ناتربیت یافتہ ہونے کے ہماری جہاد افواج قاہرہ کو روندتے چلے آتے ہیں؟ تو جو اسکو جواب ملا وہ ہمارے بھی کان اینٹھتا ہے اور ہماری ناکامیوں کی وجہ بتاتا ہے۔ لوگوں نے کہا ہم نے اُنہیں اور تو کو کوئی بات نہیں دیکھی البتہ یہ ہے کہ دن کو سواری کی پیٹھ پر سوار ہوتے ہیں رات کو جاگے نازیر جبا بیٹھتے ہیں۔ دن کو میدان جنگ کے غبار سے خاک آلودہ ہوتے ہیں تو رات کو خدا کے آگے ناک رگڑتے ہیں۔ اُس دانا بادشاہ نے کہا کہ بس یہی وجہ ہے اور کچھ نہیں۔ بخلاف اسکے ہم کیا ہیں اسکے جواب میں مجھے وہی فقرہ یاد آتا ہے کہ محتسب را درون خانہ چہ کار + مگر افسوس کہ ہمارے کام اب درون خانہ کے مصداق بھی نہیں رہے بلکہ ایسے فاش ہوئے ہیں کہ محتسب کے اختیارات کے اندر سے پہلے وہی داخل ہیں۔ قومی مجالس میں قومی مضامین اور اخبارات لکھنے یا کوئی نظم سنا دینے میں تو ہم مشاق ہیں لیکن جب دوسرا پہلو عمل کا دیکھا جائے تو بس

لم تقولون ما لا نقولون کے مخاطب میں سچ عرض کرتا ہوں اور خدا کو شاہد کر کے کہتا ہوں
 وکفنا باللہ شہیداً۔ مجھے تو یقین ہے کہ میں ہی اس حدیث کا مصداق ہوں جو حضور ارشاد
 فرمائی ہے کہ ”بڑا مغرض اللہ تعالیٰ کا وہ شخص ہے جو بڑا فصیح زبان ہو اور جو زبان چبا چبا
 تقریر کرے کیونکہ ایسی تقریروں سے ہم خدا کی حجت اپنے پر پوری کرتے ہیں۔ میری مراد
 سب سے نہیں خدا کے نیک بندے بھی ہیں۔ خدا چنانچہ انگشت یکسان نہ کر دے گا۔ ہاں میں اپنی اور
 اپنے جیسے قومی گیت گانے والوں کی حالت زار کا بیان کرتا ہوں۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے
 ایک دوست سے جنگی دوستی کو بین صلح کی دوستی جانتا ہوں کچھ مدت ہوئی مذوے کے جلسے میں
 تقریر کرنے کی ترغیب دی تو انھوں نے انکار کیا۔ مجھے انکار ناگوار سا گزرا۔ میں نے نہرا
 کیا۔ آخر انھوں نے کہا کہ ”اخلاص مشکل ہے۔ یہ انکار کتنا تھا کہ میرے دل پر ایسا اثر ہوا کہ شام
 جہانک میں زندہ رہوں مجھے نہ بھولے۔ حضرات! یہی ایک کمی ہے جسکو ہم سب ملکر بھی روئیں
 تو حضور اسے کہ ہم میں اخلاص نہیں۔ دنیا کے کام تو ہم دنیا کی نیت سے کریں گو خدا ہی تعالیٰ
 کی مہربانی سے ہمارے ہادی کامل خداہ الہی وامی نے ہمیں دنیا کے کاموں میں بھی ایسا طریق بتا
 تھا کہ وہ بھی دین ہی ہو جاتا۔ مگر افسوس ہننے اس تعلیم سے ایسا خلاص کیا کہ دین کو بھی دنیا
 کی نیت سے کرنے لگے۔ حضرات! یہ امر کوئی قابل ذکر نہیں کہ کوئی کام ہو اخلاص کے بغیر
 کچھ بھی نہیں۔ اخلاص ہی ایسی چیز ہے جسکے ہم سب مکلف ہیں۔“

تیسرا سوال میں پھر اسی عنوان سے کرتا ہوں کہ ”ہم کون ہیں؟“ جس کا جواب یہ ہے
 کہ ہم علمائے کرام ہیں۔ غالباً اس باب کی صحت میں بھی کسی اختلاف نہ ہوگا۔ واہ واہ
 یہ نام تو ایسا بابرکت اور قابل عزت نام ہے کہ

ہزار بار شوقیم زبان مشک و گلاب	ہنوز نام تو گھنٹن کمال بے ادبیت
علمائے کرام سے زیادہ فضیلت کیا ہوگی کہ خدا تعالیٰ نے ایک ضروری کام میں ان کو اپنی ذات والاصفات کے ساتھ شامل کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے ”شہدا اللہ انہ لالہ الا ہو و	

الملائکۃ واولو اسلم قائماً بالقسط“ بغور دکھیں تو یہی ایک فضیلت علما کے لیے کافی ہے کہ خداوند عالم نے جان اپنی گواہی کا ذکر کیا ہے ان کو بھی اپنے ساتھ گواہ بنایا ہے۔

گدایان را ازین معنی خبر نیست | کہ سلطان بہان باماست امروز

علما ہی وہ گروہ ہے جنکی بابت حضور اقدس نے فرمایا ہے کہ انکی سیاہی جس سے یہ فتاویٰ اور تصنیف کتب مذہبی کرتے ہیں شہیدوں کے خون سے وزن کیجاوے گی علما ہی کا گروہ ہی جسکو حضور نے اپنا سچا جانشین فرمایا ہے اور اگر بغور دکھیں تو یہ امر ذرہ بھلی مخفی نہیں اسوقت اسلام کا نام جو اطراف و اکناف سے کانٹوں میں پہنچتا ہے کسکی کوشش کا نتیجہ ہے؟ وہی گروہ علما کا۔ کچھ شک نہیں کہ علما کا احسان اسوقت تمام مسلمانوں پر ہے چاہے وہ ہند میں ہوں یا سندھ میں۔ ایران میں ہوں یا افغانستان میں۔ ایشیا میں ہوں یا یورپ میں۔ کیا یہ امر مخفی ہے کہ ایک عالم جو ہندوستان میں کسی کافر کی کتاب کا جواب لکھ کر اسلام کی حمایت کرتا ہو اسکا احسان روم والوں پر نہیں؟ یا روم میں بیٹھا ہو ایک عالم کسی شخص کو مسلمان بتاتا ہے اسکا احسان ہند والوں پر نہیں؟ بیشک ہو۔ اُس سے بڑھ کر ہے بتانا کہ لارڈ رابرٹس کون تھا؟ کون کون سے انگریزوں نے ہندوستان کے ایک معمولی باشندہ پر تھا۔ کون کون سے انگریزوں نے ہندوستان میں رہنے والے انگریزوں پر ہے۔ اسلئے کہ حسبِ انگریز بحیثیت قوم اُس فتح سے متعہ ہو سکتے ہیں یا انکی عزت دوسری قوموں کی نگاہ میں بڑھتی ہے اُس سے بدرجہا مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ انگریزوں کا یا انکی اولاد کسی وجہ سے اُن فتوحات سے محروم ہو جانا ممکن ہے مگر مسلمانوں کا اُن فتوحات سے بے نصیب ہونا غیر ممکن ہے پس چونکہ ہم مسلمانوں میں دین اسلام سب سے بڑی شکر سرمایہ ہے جسکی کوٹھیاں خاک کے فضل سے دنیا کے ہر حصے میں قائم ہیں اسلئے جو کوئی انکی عظمت کریگا اُسکا ہم سب مسلمانوں پر احسان ہوگا۔ مگر کیا علما اس فضیلت و شرافت کے ہمالیوں میں مستحق ہیں یا انکے لیے بھی کچھ فرائض ہیں؟ نہیں بیشک عام مسلمانوں سے بڑھ کر انکی فرائض ہیں۔ چونکہ علما و اشراف انبیاء پر اسلئے جو فرائض انبیاء کے ہوتے وہی انکے ہوتے ہیں انکے فرائض

کو قرآن مجید میں کسی جگہ بتایا گیا ہے پہلی آیت میں ارشاد ہے۔ یا ایہا الرسل کلوا من الطیبات علما
صالحا انی بما تعلمون علیم (اے رسولو! حلال کھاؤ اور نیک عمل کیا کرو میں تمہارے کاموں سے
واقف ہوں) ایک مقام پر ارشاد ہے: بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما لبغت رسالتہ
(اے رسول جو کچھ تجھے خدا کے ہاں سے ملا ہے وہ سب کا سب لوگوں کو پہنچا دے اور اگر تو نے
اس میں کچھ تھوڑا سا بھی نہ پہنچایا تو گو یا کچھ بھی نہ پہنچایا) بڑی بات جسکو خداوند تعالیٰ نے بڑی
تاکید کے صیغے سے فرمایا ہے یہ ہے کہ جاہلونکی لوٹ پر نہ چلین بلکہ انکو اپنی چال پر چلانے کی
کوشش کریں چنانچہ ارشاد ہے "لا تمجان سبیل الذین لا یعلمون (جاہلونکی روش اختیار نہ کرنا)
انہیں آیات سے علماء کے فرائض کا بھی مختصر سا بیان معلوم ہوتا ہے۔ اول یہ کہ وہ خود نیک عمل
کریں یا کم سے کم یہ کہ اپنے کلمے پر آپ عامل ہوں۔ حلال کی روزی کما میں۔ جاہلون کے لحاظ سے
حق بات کو چھپایا نہ کریں یا انکے لحاظ سے خواہ مخواہ کی تاویلات بارودہ سے کام نہ لیا کریں بڑی
بات یہ ہے کہ کلام ربانی لوگوں کو پہنچا دیں۔ لیکن سوال ہے کہ کتنے ایک علما اس وقت ہیں جو
ان فرائض کو انجام دیتے ہیں ہر ایک جگہ خود سوچ سکتا ہے۔ محاسب درون خانہ چیکا
البتہ یہ بات ذرا تفصیل کے قابل ہے کہ قرآن مجید کا پہنچانا دو طرح سے ہو ایک تو مسلمانوں
کو قرآن مجید کے مضامین سے آگاہ کرنا خواہ بذریعہ تقریر ہو یا بذریعہ تحریر۔ دوسرا طریق قرآن مجید
پہنچانے کا یہ ہے کہ قرآن کے منکروں تک قرآن پہنچایا جائے انکے ذہن نشین کیا جائے
اسی کی فریح یہ ہوگی کہ انکے سوالات و اعتراضات کو حسن پیرائے میں حل کیا جائے انکی
مذہبی کتابوں سے واقفیت ہو بلکہ زیادہ بلند پروازی کریں تو انکی زبان سے واقف ہونا
اسکی فرغ ہے۔ یہی وہ مناظرہ ہے جسکی بابت ارشاد ہے "جاد لہم بالتی ہی اسن تکر ہمار
علما اس فرض کو پورا کرتے نہیں جہاں تک میرا علم ہے علما اس فرض سے بہت ہی کم واقف
ہیں۔ بسکے ہمارے علما کا تو ایک ایسے دھندے میں پھنسا ہوا ہے جس سے انکو
شاید حشر تک بھی فرصت نہ ہو۔ وہ کیا ہے؟ صدر اور قاضی مبارک کی درق گردانی

جسکو بڑے فخر سے علم فلسفہ اور حکمت اور منطق کہا جاتا ہے جسکے پڑھنے والوں کو من بوث
 الحکمتہ تقد اوتی خیراً کثیراً" کا مصداق بنایا جاتا ہے حالانکہ اس فلسفے کی ساری تحصیل سے اتنی
 فلسفہ دانی بھی حاصل نہیں ہوتی جتنی پراگھری کے طلبہ کو ہوتی ہے۔ جزو لایخبر سے کا فضول
 جھکڑا اور اسکے ابطال کے دلائل سے طومار بھرے ہیں صورت نوعیہ کے ثبوت سے
 دفتروں کے دفتر پڑھیں پھر طرفہ یہ کہ نہ تو پڑھنے والوں کو خبر ہے اور نہ اکثر پڑھانے والوں کو
 کہ متکلمین اسکے قائل کیوں ہیں اور حکما اس سے منکر کیوں ہیں۔ پھر وہ اقرار متکلمین کا اس زمانہ
 میں بھی بدستور مفید ہو سکتا ہے یا فضول۔ یہ ہے ہمارا علم طبیعیات جسکی ہمارے طلبہ کو
 نہ ابتدا معلوم ہے نہ انتہا صرف اجمالی علم اتنا ہی کافی ہے کہ ہم نے تحصیل کی تمام کتابیں
 پڑھ لی ہیں اور بس مجھے یاد ہے کہ کانپور کے جلسہ دستار بندی پر جس روز ندوۃ العلماء کی
 عمارت کا بنیادی پتھر رکھا گیا تھا مولانا عبدالحق صاحب مصنف تفسیر حقانی نے ہم سب
 طلبہ کو جنکی دستار بندی تھی مخاطب کر کے ایک نہایت ہی پر معنی نصیحت فرمائی تھی
 کہ یہ مت سمجھنا کہ ہم تحصیل علم سے فارغ ہو گئے ہیں بلکہ یہ سمجھو کہ آج تم میدان علم میں آئے ہو
 میں نے جو مولانا صاحب کی اس نصیحت کو یاد رکھا تو بالکل سچ اور نہایت ہی مفید پایا۔
 حضرات! ہمکو غیر قوموں کے علماء سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ وہ کیا کر رہے ہیں کیا ان
 ہمارے فرائض کی انجام دہی میں وہ مستعد ہیں۔ مثال کے لیے میں سوامی دیانند سری
 ذکر کرتا ہوں۔ اس شخص کی ہمت پر پٹھے رشک آیا کرتا ہے۔ اردو فارسی سے ناواقف
 انگریزی اور عربی سے محض بے خبر صرف سنسکرت کا عالم مگر اس بے خبری نے اسکو کسی
 فرض کی انجام دہی سے نہ روکا۔ اسنے جہاں ہندوؤں میں ویرکے (بخیال خود) سمجھنے
 کی اشاعت کی اور ایسے مشکلات کا سامنا کیا جو کسی بڑے ہی باہمت آدمی کا کام ہو دوری
 طرف اُسنے تمام دنیا کے مذاہب کا رد لکھا اور ایک جامع کتاب اپنی بیڑوں کے بارے میں
 دیری۔ جسکا نام سینار تھو پزکاشس ہو۔ اس کتاب میں اس باہمت آدمی کے اپنے مذہبی

مسائل کو بھی بیان کیا اور عیسائیوں اور مسلمانوں کا بالاستیغاب رد کیا ایسا کہ بائبل کے پہلے ورس سے آخر مکاشفات تک رد کرتا چلا گیا۔ ہیطرح قرآن شریف سے بسم اللہ سے آخر تک اسنے وہی معاملہ کیا۔ جن نوین اسکی کتاب سیتا رتھ پرکاش کا جواب لکھ رہا تھا مجھے اسکے اعتراضات پر توبے ساتھ ہنسی آتی تھی مگر ساتھ ہی اسکی ہمت پر غبطہ بھی آتا تھا کہ کس ہمت اور استقلال سے اس باہمت مرد نے تراجم کو ناکری میں کرایا اور پھر ایک ایسی جامع کتاب لکھ کر اپنی قوم کے ہاتھ میں دی۔ بخلاف اسکے ہم ہیں کہ ہین خبر تک نہیں کہ ہمارے فرائض کیا ہیں۔ اداے فرائض تو ایک بڑی بات ہے اس آزادی کے زمانے میں بھی ہم ناقل رہیں گے تو کب بیدار ہونگے۔ حضرات میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس زمانے میں ہمارا فرض ہے کہ ہم میدان میں آئیں تو ہمارے دونوں ہاتھوں میں بائبل اور وید ہو اور سر پر قرآن شریف۔ ان تینوں کتابوں کے مضامین کا ایمانداری سے مقابلہ کر کے بلند آواز سے پکاریں کہ "ایٹونی بکتاب من قبل ہذا۔ او اتارۃ من العلم۔ حضرات! آپ صاحبوں کو معلوم ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو نعمت خدا تعالیٰ کسی شے سے کو دیتا ہے اسکو دیکھنا پسند کرتا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں "ان اللہ یحب ان یرئی اثر نعمتہ علی عبدہ او کما قال۔ پس یہ آزادی تقریر و تحریر بھی تو کوئی نعمت ہے اسکا اثر بھی دکھانے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر آپ تمام ہمت کے بڑے حاکم و سیراے کو بھی چلتے چلتے یہ کہیں کہ میں حضور کی خیر خواہی سے غرض کرتا ہوں کہ آپ اسلام قبول فرمائیں تو بہتر ہوگا وہ بھی آپکا شکریہ کر کے تھینکس کہتے ہوئے آپسے جدا ہونگے۔ پچھلے ہی سال کا ذکر ہے کہ میں نے ایک رسالہ "اسلام و پرسن" لایفنے سیاست محمدیہ اور قوانین انگریزیہ کا مقابلہ لکھ کر سب سے پہلے سیراے بہادر کو بھیجا تو بڑے شکریے سے اسکی رسید ہوئی۔ پھر کمال یہ کہ ۹۔ تاریخ کو یہاں روانہ ہوا گیا رہ کر وہاں پہونچا تیرہ کو مجھے جواب پہونچ گیا۔ ہاں یاد آیا کہ ہم نے بھی اس آزادی کی پوری قدر کی کہ جو کوئی شخص یا جماعت ہماری اصلاح کو اٹھی اسکا ہمنے دل کھول کر مقابلہ کیا

جہاں تک بس چلا انکو اپنے ارد گرد سے نکال دیا بلکہ دور و دراز ملکوں تک انکا تعاقب کیا۔
گو یا کسی استاد کے شعر کو ہمنے ہی معنی میں سمجھا

ہم اور غیر دونوں یکجا بھسم نہ ہونگے | ہم ہونگے وہ نہ ہونگے وہ ہونگے ہم نہ ہونگے

ہی مجلس ندوۃ العلماء سے کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے۔ طح طح کے بہتان لگانے جاتے ہیں
نئی نئی قسم کے افترا گڑھے جاتے ہیں مگر ممبران ندوہ بین یا کوہ وقار کہ اسکی ذرا بھی پرواہ
نہیں کرتے کیونکہ یہ جانتے ہیں نہ

پانی میں ہے آگ کا لگانا دشوار | بہتے دریا کو کھپیر لانا دشوار

دشوار تو ہے مگر نہ اتنا جتنا | بگڑی ہوئی قوم کا بتانا دشوار

اب میں ان شکایات سے گزر کر علماء حقانی اور غیر حقانی کی تعریف اور تفصیل ایک
جلیل القدر بزرگ کے کلام سے بیان کرتا ہوں۔ حضرت مولانا امام ربانی مجدد الف ثانی
قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں: "علماء راجبت دنیا و رغبت دنیا و رغبت دران
کلفت چہرہ جمال شان ست۔ خلایق را اگر چه از ایشان حصول فوائد است اما علم شان در حق
ذاتہاے ایشان نافع نیاید۔ ہر چند تاہم شریعت و تقویت ملت بر ایشان سترت است
اما گاہ ست کہ این تاہم و تقویت از اہل فجور و ارباب فتور ہم نمی آید چنانچہ سیدالابن علیہ
وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلامات از تاہم آن مرد فاجر خبر دادہ اند و فرمودہ: "ان اللہ لیؤت الذین
بالرجل الفاجر" درنگ سنگ پارس اند کہ از مس او آہن و ہر چہ باورسد زر گرد و آن نے
صدقات بر نخریہ خود ست وہ ہمچنین آئشے کہ در سنگ و ذمودع ست عالم را از ان آتش حصول
منافع ست اما ان سنگ و ذن آتش درونے بے نصیب اند بلکہ گویم کہ این علم و حویث
ایشان مضر آمد کہ تحت را بر ایشان تمام ساخت "ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ عامہ من نفع
اللہ بعلمہ" چگونہ مضر تبا شد علمی کہ نزد خداے عزوجل عزیز ست و اشد است و اشد است و اشد است
وسیلہ دنیا و نیہ از مال و جاہ و ریاست ساختہ اند و حالانکہ دنیا نرد حق تعالیٰ ذلیل و نوارست

دبترین مخلوقات پس عزیز خدارا عزوجل خوار ساختند و ذلیل را عزت دادند بغایت مستقیب است
 فی الحقیقہ معارضہ است بحق سبحانہ تعالیٰ۔ تدریس واقفا وقتے نافع آید کہ حالصا لوجه اللہ سبحانہ
 باشد و از ثابۃ حب جاہ و ریاست و حصول مال و رفعت خالی باشد و علامت این خلوزہ
 دنیا است و بے رغبتی بودن است از دنیا و مافیہا۔ علمائیکہ باین بلا مبتلا اند و بہ محبت این دنیا
 گرفتار از علمائے دنیا اند۔ ایشانند علمائے سود و شرار مردم و لصوص دین حال آنکہ ایشان خود
 مقتدای دین میدانند و بہترین خلائقے انکارندہ و کھیبون انھم علی شئی الا انھم اسلم

الکاذبون استحوذ علیہم الشیطان فانسانم ذکر اللہ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان
 ہم الخاسرون "عزیز شیطانی بعین را دید کہ فارغ نشسته است و از تضریل و اغوا خاطر جمع ساخته
 آن عزیز مرا آرا پر سید بعین گفت کہ علمائے سود درین وقت درین کار با من مددیم کردند و مرا زمین
 مهم فارغ ساخته اند۔ و الحق درین زمان ہر کسی و بد آئینی کہ در امور شرعیہ واقع شدہ و ہر فورے کہ
 در ترویج ملت در دین ظاہر گشتہ است ہمہ از شومی علمائے سود است و فساد نیات ایشانست
 آرسے علمائے از دنیا بے رغبت اند و از حب جاہ و ریاست و مال و رفعت آزاد از علمائے
 آخرت اند و ورثہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام است و بہترین خلائق ایشانند کہ فرداے قیامت
 سیاہی ایشان را خون شہدائے فی سبیل اللہ وزن خواہند کرد و بلای این سیاہی خواہد چربید
 و نوم اسلام را عجاوہ "در شان ایشان متحقق است ایشان اند کہ جمال آخرت در نظر شان تجسّم آمدہ
 و قباحت دنیا و شاعت آن مشاہد گشتہ الخ در جلد اول مکتوب ۱۳۳

چونکہ سوال میں پھر انھیں لفظوں سے کرتا ہوں کہ ہم کون ہیں؟ جسکا جواب یہ ہے کہ ہم مشائخ
 عظام ہیں۔ یہ جواب اگرچہ میری زبانی اصالتہ صحیح نہ ہوگا مگر دکالتا تو اسکی صحت میں بھی کلام
 نہیں۔ مشائخ کے فرائض حقیقت میں وہی ہیں جو حضرت مجدد صاحب کی عبارت مرقومہ
 بالا میں علمائے آخرت کے ہیں یعنی دنیا و مافیہا سے بے رغبتی اور توجہ و سنت کی اشاعت
 عام طور پر ناواقف لوگ تصوف کے معنی سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ صوفیہ اور

علماء میں تضاد یا تناقض کی نسبت ہے مگر حقیقت میں یہ انکی غلطی ہے حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں کُل حقیقہ روتا بشرعیہ فہی زندقۃ۔ (جس حقیقت اور تصوف کو شریعت رو کرے وہ الحاد ہے) بس علمائے حقانی اور مشائخ زبانی میں تساوی کی نسبت ہے پس جو علمائے حقانی کے فرائض ہیں وہی مشائخ زبانی کے فرق صرف اصطلاحی ہے یعنی شریعت مطہرہ کی حفاظت اور امت کی نصیحت۔ "فطوبی للفر بار الذین یصلون ما افسد الناس من سنتی للکھتم اجعلنا منھم۔ آمین۔"

تجویر شکر یہ جناب نواب صاحب بہاولپور دام اقبالہ

خان بہادر شیخ اظہر علی صاحب کیل لکنؤ نے تحریک کی کہ اس جلسے کی طرف سے عالی جناب نواب محمد بہاول خان صاحب بہادر عباسی فرمانروا سے ریاست بہاولپور دام اقبالہ کا شکریہ بابت اس توجہ کے ظاہر کیا جائے جو اس سال جناب ممدوح نے ندوۃ اہلما کی طرف فرمائی ہے۔ مولوی حبیب الرحمن خان صاحب رئیس بھکین پور نے اسکی تائید فرمائی اور جناب نواب صاحب ممدوح کی روشن دماغی اور فیاضی کا اعتراف کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ جناب ممدوح کی توجہ سے آئندہ ہکو بہت مدد ملے گی۔ اس تجویز کو حاضرین جلسہ نے بہت گرجو خوشی قبول فرمایا اور یہ تجویز بالاتفاق منظور ہوئی۔

اسکے بعد مولوی حبیب الرحمن خان صاحب رئیس بھکین پور نے ندوۃ اہلما کی جانب سے روسا سے امرت سر کا اس مہما نداری کے بابت شکر یہ ادا کیا جسکو انھوں نے تکلیف اٹھا کر خوشی سے گوارا کیا تھا۔ اور اسی کے ضمن میں اس بات کا بھی ذکر کیا کہ نارنگو ڈسٹین ریلوے اور اودھروہیلکھنڈ ریلوے کے رعایتی ٹکٹ جاری کرنے سے منتر کا جلسہ کو بہت نفع ہوا اور اسکے لیے ہم سب افسران ریلوے کے شکر گزار ہیں۔

شیخ غلام صادق صاحب رئیس امرت سر و سکریٹری انجمن معین الذوہ نے روسا کی طرف

کی طرف سے اسکے جواب میں بہت متانت و معقولیت سے تقریر فرمائی جس میں ارکان تنظیم کے شکر نے کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا کہ ہم ان علماء کرام کے شکر گزار ہیں جو ہماری دعوت پر بیان تشریف لائے اور جلسے میں شریک ہوئے۔ ہم سے انکی مدارات خاطر خواہ نہیں ہو سکی مگر وہ ہم سے رضامند اور خوشنود ہیں۔ یہ بھی بیان کیا کہ ہم نے ہمانداری میں قصداً میانہ روی اختیار کی ہے تاکہ مذوۃ العمل کے لیے آئندہ ایک نیا راستہ پیدا ہو اور جو لوگ زیادہ مقدرت نہیں رکھتے وہ بھی اسکے برکات سے فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ بھی کہا کہ جو خدمت یہاں ہوئی ہے وہ شہر کے تمام مسلمانوں کی طرف سے ہوئی ہے اور سب ہمارے مدد و معاون رہے ہیں خاص کر وہ حضرات جنہوں نے استقبال اور نچت طعام کی اہم خدمتیں انجام دی ہیں اس لیے کہ وہ اپنی فرائض میں ایسے مشغول تھے کہ جلسے کا بھی لطف نہیں اٹھا سکے میرے نزدیک ایثار کی یہ بے نظیر مثال ہو اور وہ شکر گزاری کے مستحق ہیں۔ اسکے بعد دعا پر جلسہ برخاست کیا گیا

جامعہ

آج کا مجمع سب دنوں سے زیادہ تھا اور مسجد کی شان و شوکت قابل دید تھی سب سے پہلے قاضی مولوی علی اصحاب بدایونی نے مختصر مگر نہایت خوبی سے وعظ فرمایا اسکے بعد مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب حسینی قادری نے حضرت کے فضائل اور معجزات اور اسلام کی خوبونکو اس خوش اسلوبی سے بیان کیا کہ حاضرین پر وجد کی سی کیفیت طاری تھی۔ انکے بعد مولوی اسرار الحق صاحب وکیل انجمن حمایت اسلام مونگیر نے اپنے خاص طرز و اسلوب سے حاضرین کو محظوظ و مستفید کیا۔ آخر میں کچھ چندہ بھی ہوا اور گیارہ بجے کے بعد دعا پر جلسہ برخاست ہوا

خاص

دن کو علماء کرام کی خدمت میں اطلاع دی گئی تھی کہ بعد نماز مغرب کے نشست گاہ علماء میں جلسہ

خاص منعقد ہوگا۔ روشنی کا انتظام معقول طریقے سے باونظام الدین صاحب اسٹنٹ سکریٹری معین الندوہ نے کر دیا اور چائے کا انتظام مولوی منظور اللہ صاحب سہارنپوری سابق طالب العلم دارالعلوم کے متعلق کیا گیا۔ وقت موعود پر علمائے کرام تشریف لائے اور جو حضرات دورتر مقاموں پر فرودکش تھے اور کبر سنی کی وجہ سے شب کو تشریف نہیں لاسکتے تھے انھوں نے معذرت فرمائی۔ بہر حال تقریباً ڈیڑھ سو علماء و مشائخ اس وقت موجود تھے اس وقت یہ مناسب سمجھا گیا کہ اپنے معزز میزبانوں میں سے بھی بعض حضرات کو اس مجلس میں شریک کیا جائے۔ چنانچہ شیخ غلام صادق صاحب سکریٹری معین الندوہ باونظام الدین صاحب اسٹنٹ سکریٹری اور خان بہادر خواجہ یوسف شاہ صاحب کو جو وہاں موجود تھے تکلیف دی گئی اور وہ مہربانی کر کے شریک مجلس ہوئے۔

سب پہلے پہچاننے کی رسم ادا کی گئی اسکے بعد انسداد رسوم قبیحہ کے طریقوں پر گفتگو کی گئی مندرجہ ذیل محضر دستخطوں کے واسطے پیش کیا گیا جس پر بہت خوشی کے ساتھ علمائے دستخط فرمائے اور حضرات علمائے پیشاور نے اس بات کا یقین دلایا کہ وہ ان رسوم کو اپنی حدود و یقلم اٹھا دین گے۔

محضر انسداد رسوم قبیحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریبات شادی میں امور محرّمہ مثل رقص و سرود و آتش بازی اور موقع غمی میں محض نام و نوا کے لیے اسراف کرنا از روئے شرع ناجائز ہے کل مسلمانوں کو اس سے احتراز رکھنا چاہیے۔ علمائے دین اپنے مواظبت میں ان رسوم کی بڑائی مسلمانوں کے ذہن نشین فرمائیں۔ انکو تاکید کریں کہ وہ ان رسوم کو ترک کر دیں اور ہم بھی انشاء اللہ العزیز اپنے اپنے حصے میں ان رسوم کے ترک کرنے کی کوشش کریں گے۔

فہرستانِ علماء کے دستخطوں کی جو اس محضر پر ثبت ہوئے ہیں

مفتی عبدالرحیم مدرس ساکن شہر پشاور محلہ قاضی خیلان بقلم خود۔	خادم علامہ ربانی حافظ علامہ صدیقی واعظ و امام مسجد ماہاتخان شہر پشاور بقلم خود۔
البدراجی الی اللہ مولوی کرامت شاہ ساکن پیر پائی تحصیل نوشہرہ ضلع پشاور۔	خادم شرع رسول اللہ قاضی صفی اللہ ساکن شہر پشاور مدرس مسجد میان حاجی میر احمد صاحب بازار کلان قریب پل پختہ شہر پشاور بقلم خود۔
من خالف سواد الاعظم وشدتہ فی النار کتبہ خادم العلما پیر احمد علی شاہ ساکن مردان ضلع پشاور۔	العبد الراجی الی رحمۃ العفوور خادم شرع مولوی محمد نور مدرس امام مسجد قاسم علیخان پشاور۔
خادم العلما ابو الفیض محمد عبدالرحمن ساکن پٹوہ سرہاں مدرس اول عربی مدرسہ اسلامیہ اولینڈی حقیر قاضی سر بلند ساکن پشاور علاقہ کریم پورہ حافظ گل محمد مدرس و امام۔	عاجز خادم علما حکیم محمد عبداللہ پشاور بقلم خود خادم السادات و العالما الراجی من عفوور بہ اکرام عہدہ محمد عبداللہ پشاور مدرس مدرسہ نعمانیہ سکنہ محلہ گاڑی خانہ۔
جماعت علی عفی عنہ ساکن علی یورسیدان ضلع سیالکوٹ مدینہ الدین۔ محمد فضل الرحمن عفی عنہ کرناٹی۔	محمد ذکریا عفی عنہ ساکن لدہانہ۔
محمد ابراہیم کرناٹی۔ خادم العلما محمد المدعو عبداللہ جگر انوی۔	ابوسعید محمد حسین عفی اللہ عنہ۔
عبدالسلام رفیق کشمیری متوطن نور پور ضلع کانگرہ ضلع پنجاب۔	انشاء اللہ کوشش ہوگی۔ (مفتی حکیم) سلیم اللہ لاہور۔ مورخہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۲۷ء
محمد ابراہیم قریشی ہاشمی نقشبندی مجددی ساکن چک قریشیان مدرس مدرسہ اسلامیہ لاہور۔	خادم سنت محمد ابراہیم میر خاص شہر سیالکوٹ
محمد حیات مدرس مدرسہ اسلامیہ قصور۔	عبدالضعیف الملٹی الی رب العفی غلام العلی عفی اللہ لولی عن ذنبہ الخنی والی اوفیسر منشی السنہ مشرقیہ راولپنڈی۔

محمد فاروق - عباسی چریا کوٹی۔	عاجز عبد الحمید سوہندوی شاگرد حافظ عبد المنان
خادم العلماء علی احمد - بدایونی۔	صاحب محدث وزیر آباد۔
عاجز عبد المنان خادم سنت وزیر آبادی ضلع	ابوالقاسم سید احمد دہلوی بقلم خود۔
گجراتولہ۔	رحیم بخش۔
اضعت عباد اللہ ابوالحسنین غلام اللہ قصوری	محمد ظہور الاسلام مہتمم مدرسہ اسلامیہ چچپور۔
عفی عنہ۔	محمد منقعت علی دیوبندی بقلم خود
غلام احمد مدرس اول مدرسہ نعمانیہ لاہور۔	نور محمد سعید بقلم خود (ناظر مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ)
نور محمد عفی عنہ مہتمم مدرسہ حقانی لدھیانہ۔	برالاسلام بقلم خود (ملازم کتب خانہ شاہی سنبول
حافظ سید محمد قصوری مجددی بقلم خود۔	برادر زادہ مولوی رحمتہ اللہ صاحب مہاجر مکہ)
فتح محمد نائب لکھنؤ	محمد مبارک حسین حسینی قادری چچپوری مدرس ضلع
سید ابوظفر دہلوی عفی عنہ۔	اسکول در بھنگہ - انشاء اللہ تعالیٰ میں بدل و
غلام محمد شملوی۔	جان کوشش کرونگا۔
غلام محمد ہوشیار پوری۔	عبدالسلام عفی عنہ انصاری - (بانی پتی)
محمد سلیمان قادری چشتی غفر اللہ لہ ساکن پھلواری	ذکاک ماکنانج
ضلع عظیم آباد پٹنہ۔	خاکسار ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری
نور احمد عفی عنہ سپردری۔	ابو محمد زبیر غلام رسول الخفی القاسمی الامرتسری
انشاء اللہ الرحمن حتی الامکان ازالہ رسومات	عفی عنہ۔
منہیہ میں کمانبغی سعی مہذول کیجاوگی دائرہ الموفق	ابو عبید حمد اللہ عفی عنہ۔
والہادی المبعین بید الخفیر کریم بخش عفی عنہ ووالدہ شایہ	مفتی محمد عبد اللہ عفی عنہ ٹونکی۔

گوشوارہ آدر صرف الہم علوم بابت سال ۱۹۱۹ء کا مہر من بابت اسے سوال ۱۹۱۹ء لغایت سلیخ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

بقایا سال گذشتہ		بقایا سال گذشتہ	
۱	۱۲۲۲	۱	۱۲۲۲
۲	۲۳۴۴	۲	۲۳۴۴
۳	۳۴۵۵	۳	۳۴۵۵
۴	۴۵۶۶	۴	۴۵۶۶
۵	۵۶۷۷	۵	۵۶۷۷
۶	۶۷۸۸	۶	۶۷۸۸
۷	۷۸۹۹	۷	۷۸۹۹
۸	۸۹۱۰	۸	۸۹۱۰
۹	۹۰۱۱	۹	۹۰۱۱
۱۰	۱۰۱۲	۱۰	۱۰۱۲
۱۱	۱۱۱۳	۱۱	۱۱۱۳
۱۲	۱۲۱۴	۱۲	۱۲۱۴
۱۳	۱۳۱۵	۱۳	۱۳۱۵
۱۴	۱۴۱۶	۱۴	۱۴۱۶
۱۵	۱۵۱۷	۱۵	۱۵۱۷
۱۶	۱۶۱۸	۱۶	۱۶۱۸
۱۷	۱۷۱۹	۱۷	۱۷۱۹
۱۸	۱۸۲۰	۱۸	۱۸۲۰
۱۹	۱۹۲۱	۱۹	۱۹۲۱

میزان کل آمدنی مع بقایا سنوات

مختار بابت سال ۱۹۱۹ء مہر من ابتدا تک سوال ۱۹۱۹ء لغایت سلیخ رمضان ۱۳۳۷ھ

باقی سلیخ رمضان ۱۳۳۷ھ

۱۱/۱۵

۱۹/۱

۱۳/۱۳

بقایا سال گذشتہ

آمدنی سال حال

مخول الہم بابت سلیخ رمضان ۱۳۳۷ھ

بزادات

۱۲/۱۲

۱۰/۱۲

۱۵/۱۵

۱۳/۱۳

۱۴/۱۴

مجموعہ خوردہ لغت

فہرست ارکان قسم اول ندوۃ العلماء بابت سال نہم

نمبر شمار	اسمے گرامی	تعداد	نمبر شمار	اسمے گرامی	تعداد
	الف				
	مولوی اللہ دتا صاحب فی وعظا وزیر آباد	۱۵			
۱	مولوی محمد امانت اللہ صاحب خلیف		۱۶	مولوی ابوالبرار محمد سر الحق صاحب	
	مولانا مفتی محمد لطف اللہ صاحب مظفر علیگرہ۔		۱۷	وکیل انجمن حمایت الاسلام موگیہ	
۲	مولوی سید ابوظفر صاحب بلوئی کلکتہ	۱۸	۱۸	مولوی امیر حسن صاحب گنگوہی	
۳	مولوی احمد زمان خان صاحب رئیس شاہجہا پور	۱۹	۱۹	مولوی انوار الحق صاحب۔	
۴	مولوی امام الدین صاحب رئیس ضلع جرات	۲۰	۲۰	مولوی ابوالخیر سید انوار حسین صاحب	
۵	صاحبزادہ مولوی سید احمد شاہ صاحب			مدرس اول مدرسہ اسلامیہ پٹیانا	
	سجادہ نشین خانقاہ قصور۔		۲۱	مولوی حکیم امیر حسن صاحب باری میاں سہلا	
۶	مولوی میر امانت علی صاحب جج علاقہ		۲۲	مولوی اشرف الحق صاحب رئیس ڈیوان	
	مدرا الہام مرحوم حیدر آباد دکن		۲۳	مولوی الہی بخش صاحب بڑا کری	
۷	مولوی احمد الدین صاحب سیالکوٹ		۲۴	مولوی شاہ ابوالخیر صاحب فیضی غازی پور	
۸	مولوی امانت علی صاحب نکودر		۲۵	مولوی شاہ ابوالبرکات صاحب فیضی	
۹	مولوی سید اشرف علی صاحب مدرس			غازی پوری۔	
	عربی گورنمنٹ اسکول امرتسر۔		۲۶	مولوی حکیم سید ابوجیب صاحب سنوی	
۱۰	مولوی حکیم احمد علی صاحب نور محل				
۱۱	مولوی سید احمد علی صاحب پرفیسر عربی				
	اسلامیہ کالج لاہور۔		۲۷	مولوی مربع الدین صاحب کرنال	
۱۲	مولوی پیر احمد علی شاہ صاحب مردان		۲۸	مولوی بدر الاسلام صاحب برادرزادہ	
۱۳	مولوی احمد اللہ صاحب امرتسر			مولوی رحمۃ اللہ صاحب مرحوم مہاجر	
۱۴	مولوی احمد الدین صاحب فتح گڑھ			ملازم کتب خانہ سلطان استنبول۔	

۲۹	مولوی قاضی بشیر الدین صاحب میرٹھی	۴۰	مولوی حمید الزمان خان صاحب رئیس شاہنواز
	ت	۴۱	مولوی حبیب اللہ صاحب جگر نوان
۳۰	مولوی تاج الدین صاحب امرتسری	۴۲	مولوی شاہ حبیب الحق صاحب خلعت
۳۱	مولوی سیدہ تجل حسین صاحب دسوی		مولانا شاہ رشید الحق صاحب قادری ٹنوی
۳۲	مولوی سیدہ تجل حسین صاحب نذیل ریاست مہونہ۔	۴۳	مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب اعظم گڑھی نذیل پٹنہ۔
	ث		خ
۳۳	ابوالوفا مولوی شہار اللہ صاحب امرتسری	۴۴	مولوی خلیل الرحمن صاحب خلف لوی
	ج		احمد علی صاحب جوم محدث سہارنپوری
۳۴	میر حبیب شاہ صاحب سجادہ نشین حضرت شاہ دولہا صاحب شہر گجرات (پنجاب) عام	۴۵	مولوی خدابخش صاحب امرتسری۔
۳۵	مولوی جمال الدین صاحب اول مدرس قاری مدرسہ چوہان۔	۴۶	مولوی خیر الدین صاحب مدرس دہلی
	ح		د
۳۶	مولوی سید جماعت علی شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور سیدان۔	۴۷	مولوی داؤد صاحب امرتسری۔
	چ		ل
۳۷	مولوی چسپرخ علی شاہ صاحب رئیس مہت پور ضلع جالندھر۔	۴۸	مولوی رسول شاہ صاحب امرتسری
	ح	۴۹	مولوی مفتی رحیم بخش صاحب مدرس گورنمنٹ اسکول المورہ
۳۸	مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب شروانی رئیس بھسکین پور۔	۵۰	مولوی رحمت اللہ صاحب لہیانہ
۳۹	مولوی ابوالفضل محمد حفیظ اللہ صاحب اعظم گڑھی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء	۵۱	مولانا شاہ رشید الحق صاحب عمادی قادری سجادہ نشین خانقاہ پٹنہ۔
		۵۲	مولوی ریحان رضا صاحب برابوٹی
		۵۳	مولوی حکیم رشید الدین صاحب بانٹی پوری
		۵۴	مولوی سیدہ رحمتہ اللہ صاحب

۶۴	مولاظم سررشته علوم دفتون حیدرآباد	۵۵	مولوی زاہد حسین صاحب مقیم مچھلا بازار گلگتہ
۶۵	مولوی محمد شہاب الدین صاحب رئیس قصبہ غورگشتی۔	۵۶	مولوی ابوالقاسم سید احمد صاحب ہلوی واعظ
۶۶	مولوی سید شیر علی شاہ صاحب مدرس ڈگری شریف خان پشاور۔	۵۷	مولوی حکیم مفتی محمد سلیم اللہ صاحب جنرل سکریٹری انجمن نعمانیہ لاہور۔
۶۷	مولوی شمس الدین صاحب نقشبندی دہلوی جالندھر۔	۵۸	مولوی قاضی سرہند خالص صاحب رئیس پشاور۔
۶۸	مولوی شمس الاسلام صاحب کیتھل ضلع کرناٹ۔	۵۹	مولوی سرور شاہ صاحب کشمیری
۶۹	مولوی شمس الحق صاحب مسینڈ یانوان ضلع پٹنہ۔	۶۰	مولوی سراج الدین صاحب ہیڈ مولوی سوسائٹی سکول مظفر پور
۷۰	مولوی حافظ شاہ شہود الحق صاحب ساجزادہ شاہ قیام اصدق صاحب سجادہ نشین پیرنگھ۔	۶۱	مولوی حکیم سید علی صاحب ناظم عدالت پربھنی علاقہ حیدرآباد
۷۱	مولوی قاضی صفی اللہ صاحب پشاور	۶۲	مولوی سید سخاوت حسین صاحب ساکن کاکو ضلع پٹنہ۔
۷۲	مولوی صدر الدین صاحب قصور	۶۳	مولوی سلطان احمد صاحب مدرس مدرستہ العلوم منو ضلع اعظم گڑھ
۷۳	مولوی صدر الدین صاحب واعظ ضلع لدھیانہ۔	۶۴	سید سردار علی شاہ صاحب ہوشیار پور
۷۴	مولوی سید ظہور الاسلام صاحب فتح پور	۶۵	مولوی محمد شفقت اللہ صاحب بدایونی از بریلی بابت سال گزشتہ و حال
۷۵	مولوی ظہیر الحسن صاحب شوق نیوی	۶۶	شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی

ع	
۹۰	مولوی عبدالغنی صاحب پسروری
۹۱	مولوی عبدالغفور صاحب خلف
	مولوی قاضی عبدالکریم صاحب چھاوٹی
	راولپنڈی
۹۲	مولوی عبدالحکیم صاحب مدرس عربی
	بورڈ اسکول سیالکوٹ۔
۹۳	مولوی حکیم محمد عبداللہ صاحب شیشاپور
۹۴	مولوی محمد عزت اللہ خان صاحب رئیس
	بنارس
۹۵	مولوی عبدالعزیز صاحب امرتسر
۹۶	مولوی عبدالرحمن صاحب امرتسر
۹۷	مولوی قاری عبدالکریم صاحب امام
	مسجد مدرسہ المسلمین امرتسر
۹۸	مولوی مفتی سید عبدالقیوم صاحب
	جالندھری۔
۹۹	مولوی عبداللہ صاحب امرتسر
۱۰۰	مولوی عبداللہ صاحب غنیمت نومی امرتسر
۱۰۱	مولوی علی گوہر صاحب مدرس مدرسہ
	تائید الاسلام امرتسر
۱۰۲	مولوی قاضی علی احمد محمود اللہ شاہ
	صاحب رئیس پراون۔
۱۰۳	مولوی حکیم ابوتراب محمد عبداللہ صاحب
	امرتسر۔
۸۸	مولوی عبدالرحمن خان صاحب آتالیق
	سرکار عالی ہنر رئیس نواب صاحب پلوٹ
	مولوی حافظ محمد عنایت اللہ صاحب
۸۵	حکم عدالت ریاست بھوپال بابت
	سال گذشتہ و سال حال
۸۴	مولوی سید عبدالرحمن بن جعفر مولانا خلیفہ
	العلوی رئیس بجاؤنگر کاٹھیاوار
۸۱	مولوی شیخ عبداللہ صاحب جیتیکر
	رئیس مہدی۔
۸۲	مولوی قاری عبدالسلام صاحب لہنا
	پانی پتی۔
۸۳	حافظ عبدالرحمن صاحب سیاح امرتسر
۸۴	مولوی سید عبدالحی صاحب دگاناظم
	ندوۃ العلماء۔
۸۵	سید عیدروس ابن علی القادری رئیس
	بہاروچ۔
۸۶	مولوی محمد عبدالجبار صاحب عمر پور
	از رنگون
۸۷	مولوی عبدالعزیز صاحب پٹی بھیت
۸۸	مولوی عبدالغفور صاحب اکبر آبادی
	شیکم گڑھ
۸۹	مولوی عبداللہ صاحب پسروری

۱۰۴	مولوی عبدالعزیز صاحب دینانگری	۱۱۹	عربی اسلامیہ سکول راولپنڈی
۱۰۵	مولوی عبدالقادر صاحب ساکن موضع لکھوگھی۔	۱۲۰	مولوی علاء الدین صاحب مدرس جوالاپور ضلع بہار نپور۔
۱۰۶	مولوی عبدالاحد صاحب ساکن ضلع پشاور۔	۱۲۱	مولوی حاجی حافظ عبدالحکیم صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ پشاور۔
۱۰۷	مولوی عبدالرحمن صاحب واعظ پنجابی الوری۔	۱۲۲	مولوی مفتی عبدالرحیم صاحب پشاور مدرس مولوی عبدلسجان صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ بنالہ۔
۱۰۸	مولوی عزیز الدین احمد صاحب نظر جلیسری۔	۱۲۳	مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری
۱۰۹	مولوی عبد الحمید صاحب وزیر آبادی	۱۲۴	مولوی حکیم عبد اللہ صاحب مینو پل مکشتر جگر انوان۔
۱۱۰	مولوی سید عبدالرسول صاحب جالندھر	۱۲۵	مولوی عبد اللہ صاحب پشاور
۱۱۱	مولوی حاجی حافظ عبدالمنان صاحب محدث وزیر آبادی	۱۲۶	شمس العلامولوی مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اور نیشنل کالج لاہور۔
۱۱۲	مولوی عبد الحمید صاحب خلف محدث محمود۔	۱۲۷	مولوی حافظ سید عبدالعزیز صاحب امام جامع مسجد مونگیر۔
۱۱۳	مولوی حافظ عبد الجبار صاحب	۱۲۸	مولوی ابو بکر عبد الجلیل صاحب شبلیہ بھگوانپوری۔
۱۱۴	مولوی عبدالستار صاحب	۱۲۹	مولوی قاری عبد اللہ صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ۔
۱۱۵	مولوی عبد اللہ صاحب مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور۔	۱۳۰	سید شاہ عبد الرشید صاحب رابر پوری
۱۱۶	مولوی عبد العزیز صاحب امام مسجد لاہور	۱۳۱	مولوی عبد الغفور صاحب پشاور کانی پوری
۱۱۷	مولوی مفتی عبد اللطیف صاحب مدرس دارالعلوم ندوۃ العلماء۔	۱۳۲	مولوی عبد اللطیف صاحب کراچی پودو گلگت
۱۱۸	مولوی عبد الرحمن صاحب سابق مدرس		

۱۳۳	شمس العلماء مولوی عطاء الرحمن صاحب کلکتہ	۱۲۸	مولوی ابوالانوار عبدالغفار صاحب
۱۳۴	مولوی عبداللہ صاحب مقیم کلکتہ		مدرس انوار العلوم نوانگر۔
۱۳۵	مولوی علی اکرم صاحب مقیم خضر پور کلکتہ	۱۲۹	مولوی حکیم عبدالحمید صاحب دہلی
۱۳۶	مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری	۱۵۰	مولوی حکیم عبدالرزاق صاحب جونا گڑھی
۱۳۷	مولوی عبدالنور صاحب بس احمدیہ آہ	۱۵۱	مولوی حکیم عبدالباری صاحب نگر نسوی
۱۳۸	مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب مولف تفسیر حقانی - دہلی	۱۵۲	مولوی حکیم عبداللہ شاہ صاحب کرنالی
۱۳۹	مولوی حافظ عبدالمنان صاحب ساکن بخش بازار کنگ۔	۱۵۳	مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس مدرسہ قادریہ علاقہ سندھ
۱۴۰	مولوی سید عبدالقدوس صاحب ساکن کمال پور کشتیا ضلع ندیا بنگال۔	۱۵۴	مولوی عبدالماجد صاحب مونگیری
۱۴۱	مولوی عبدالغفار صاحب گنج مراد آباد ضلع اناؤ۔	۱۵۵	مولوی حکیم عبدالعزیز صاحب بہاری نزیل مونگیری
۱۴۲	الشیخ عمر آفندی اردہار مجاور مکہ مکرمہ	۱۵۶	مولوی حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری
۱۴۳	مولوی عبد الجبار صاحب ساکن شیخ پورہ	۱۵۷	ابوالفیاض مولوی عبدالقادر صاحب ساکن
۱۴۴	مولوی شاہ عین الحق صاحب صاحبہ جزاؤہ	۱۵۸	مولوی عبدالحق صاحب پشاور
۱۴۵	شاہ علی صیب صاحب پہلواری رح	۱۵۹	ابوالحسنات مولوی عبدالغفور صاحب داتا پوری
۱۴۶	مولوی علی نعمت صاحب پہلواری	۱۶۰	ابوالخیر مولوی سید عبدالوہاب صاحب
۱۴۷	مولوی عبدالاحد صاحب زمانوی مدرس دوم مدرسہ اسلامیہ پٹینانا	۱۶۱	مولوی عبدالغنی صاحب بہاری متوسل ریاست حیدرآباد دکن۔
۱۴۸	مولوی شہاب الفتح سراج الدین	۱۶۲	مولوی شاہ عبد الواجد خان صاحب رئیس شاہجان پور۔
	عبدالقادر صاحب سجاده نشین خانقاہ اسلام پور۔	۱۶۳	مولوی سید عبدالحق صاحب قندور
		۱۶۴	مولوی عبد الرشید صاحب قسور

۱۶۳	مولوی غلام الدین صاحب نور محل ضلع لنڈہ	۱۷۹	مولوی غلام حسین صاحب پنجابی کانپور
۱۶۴	مولوی عبد الکریم صاحب جالندہری	۱۸۰	مولوی مفتی غلام رسول صاحب عرف رسل بابا مرحوم امرتسری
۱۶۵	مولوی سید عبدالحی صاحب قصوری	۱۸۱	مولوی غلام حسین صاحب لاہور
غ		۱۸۲	مولوی مفتی غلام مرتضیٰ صاحب ضلع شاہ پور
۱۶۶	مولوی غلام نبی صاحب تاجر کتب امرتسر	۱۸۳	مولوی سید غلام علی شاہ صاحب
چندہ سالہ حال و دو سال بعد		۱۸۴	مولوی حافظ غلام ربانی صاحب شاپور
۱۶۷	مولوی غلام محبوب صاحب پشاور	۱۸۵	مولوی حافظ غلام صدیقی صاحب عظیم وامام مسجد مہابت خان پشاور
۱۶۸	مولوی غلام محی الدین صاحب مدرس اول فارسی بورڈ اسکول نور محل	ف	
۱۶۹	مولوی غلام محمد صاحب ہیڈ مولوی بورڈ اسکول شملہ۔	۱۸۶	مولوی فیروز الدین صاحب فیروز ڈسکوی سیالکوٹ
۱۷۰	حکیم سید غلام نبی شاہ صاحب حسینی قادری جالندہری۔	۱۸۷	صاحب بنالہ
۱۷۱	مولوی حافظ غلام صدیقی صاحب سیٹھی رئیس پشاور	۱۸۸	مولوی فضل الدین صاحب مدرس مدرسہ رقصہ۔
۱۷۲	مولوی حکیم غلام محی الدین صاحب لاہور	۱۸۹	مولوی فضل الرحمن صاحب مدرس اقل مدرسہ عربی کرناٹ۔
۱۷۳	مولوی مفتی غلام احمد صاحب مدرس اول دارالعلوم نعمانیہ لاہور۔	۱۹۰	مولوی فضل الدین صاحب مدرس اول فارسی بورڈ اسکول قصور
۱۷۴	مولوی غلام محی الدین صاحب امرتسر	۱۹۱	مولوی شاہ فیض اللہ صاحب ساکن مکان شریف۔
۱۷۵	مولوی غلام مصطفیٰ صاحب		
۱۷۶	مولوی غلام رسول صاحب		
۱۷۷	مولوی غلام محمد صاحب ہوشیار پوری		
۱۷۸	مولوی غلام اللہ صاحب قصوری		

۱۹۲	مولوی فتح محمد صاحب تارک مقرر فہم فہم لکھنؤ	۲۰۵	مولوی کرم علی صاحب گجراتی
۱۹۳	مولوی حافظ فضل حق صاحب راولپنڈی	۲۰۶	مولوی کرامت علی صاحب چانگامی
۱۹۴	مولوی سید فدا حسین صاحب مدرس مدرسہ امدادیہ درہنگہ۔	۲۰۷	مولوی کوثر علی صاحب گینوی مجاور کٹرہ منظر۔
۱۹۵	مولوی فیض محمد صاحب موضع ہڈا ضلع ہوشیار پور۔	ل	
۱۹۶	مولوی محمد قطب الدین صاحب مدرس خورشیدی۔ ضلع راولپنڈی۔	۲۰۸	جناب مولانا محمد لطف اللہ صاحب منشی لیت عالیہ جی رابادکن
۱۹۷	مولوی حکیم قادر بخش صاحب شہسری	۲۰۹	مولوی حکیم لطف الرحمن صاحب بانکی پور
۱۹۸	مولوی حاجی کریم بخش صاحب سیٹھی رئیس پشاور۔	۲۱۰	مولوی حکیم لطیف حسین صاحب بنوی
۱۹۹	مولوی میر کرامت علی شاہ صاحب مکان شریف۔	م	
۲۰۰	مولوی حکیم حاجی پیر کریم عطا صاحب پانی پت۔	۲۱۱	مولوی قاضی محمد سلیمان صاحب انسر محلہ تواضع پیالہ۔
۲۰۱	مولوی کریم بخش صاحب ممبر کمیٹی سینٹی پشاور۔	۲۱۲	مولوی محمد اسحاق صاحب پروفیسر عربی ہندو کالج پیالہ۔
۲۰۲	مولوی پیر کرامت شاہ صاحب سجاد شہین پیر پائے نوشہرہ۔	۲۱۳	شمس العنما مولوی ابوالخیر محمد صدیق صاحب پروفیسر پریسیڈنسی کالج کلکتہ۔
۲۰۳	مولوی کریم بخش صاحب ضلع بگرام	۲۱۴	مولوی حکیم محمد زکریا صاحب مقیم الور راجپوتانہ۔
۲۰۴	مولوی کمال الدین صاحب سیانوی	۲۱۵	مولوی محمد حسن صاحب مدرس اول مدرسہ حمید بہ لاهور۔
		۲۱۶	مولوی حاجی حافظ سید محمد شاہ صاحب سجادہ نشین بصرہ۔
		۲۱۷	مولوی محمد ابراہیم صاحب مدرسہ سیالکوٹ

۲۱۸	مولوی محمد حسین صاحب پروفیسر کالج گجراتولہ۔	۲۳۱	مولوی حافظ محمد گل صاحب پشاور
۲۱۹	مولوی محمد علی صاحب پروفیسر کالج کیپور تھلہ۔	۲۳۲	مولوی محمد ابراہیم صاحب مدرس دینیات جامع مسجد ٹالہ
۲۲۰	مولوی محمد حنفی صاحب معتمد نواب صاحب کرناٹ۔	۲۳۳	مولوی حافظ محمد رمضان صاحب امام مسجد گجرات پنجاب
۲۲۱	مولوی منظور العنبی صاحب رئیس سہارنپور	۲۳۴	مولوی محمد ابراہیم صاحب تیشی مدرس مدرسہ انجمن حمایت اسلام لاہور۔
۲۲۲	مولوی محمد مسیح الزمان خان صاحب استاد حضور نظام دکن رئیس شاہجہانپور	۲۳۵	مولوی محمد جیات صاحب مظفر گڑھی مدرس مدرسہ اسلامیہ قصور۔
۲۲۳	مولوی سید محمد علی صاحب ناظم مدرسہ ۲۲۴ مفتی محمد ایوب صاحب پشاور	۲۳۶	مولوی محمد ایوب صاحب پشاور محلہ جنگلات جموں۔
۲۲۵	مولوی محمد الدین صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ پشاور۔	۲۳۷	مولوی مفتی محمد نور صاحب تراہی مدرس وامام مسجد قاسم علیخان پشاور۔
۲۲۶	مولوی حافظ محمد الدین صاحب مدرس مدرسہ حقانی لدھیانہ۔	۲۳۸	مولوی محمد فاضل صاحب راولپنڈی
۲۲۷	مولوی محمد یحییٰ صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامی پانی پت۔	۲۳۹	مولوی محمد حسین صاحب ٹالوی
۲۲۸	مولوی محمد سعید صاحب مکی مہتمم مدرسہ صیولیتہ مکہ۔	۲۴۰	مولوی محمد الدین صاحب امرتسری
۲۲۹	مولوی محمد مبارک حسین صاحب قادری مدرس اول اسکول درجنگہ۔	۲۴۱	مولوی محمود الحسن صاحب سہارنپوری
۲۳۰	مولوی محمد ابراہیم صاحب مہتمم مدرسہ آفات و تجوید کرناٹ	۲۴۲	مولوی شیخ محمد صاحب انصاری بیانی مہتمم مدرسہ حدیثیہ بھوپال۔
		۲۴۳	مولوی منصف علی صاحب یوبندی
		۲۴۴	مولوی محمد عمر صاحب مدرس اول مدرسہ انجمن حمایت اسلام مونگیر۔
		۲۴۵	مولوی حافظ محمد صدیق احمد صاحب علیگرہ

۲۴۰	مولوی محمد سائب ریس ڈیانوان	۲۴۶	مولوی محمد فاروق صاحب غیبی پراکوٹی
۲۴۱	مولوی محمد زبیر صاحب	۲۴۷	درس اعلیٰ دارالعلوم ندوۃ العلماء
۲۴۲	مولوی محمد حسن صاحب مطبوعات کراچی	۲۴۸	مولوی حافظ محمد سجاد صاحب گنڈی
۲۴۳	مولوی حکیم سید محمد رفیق صاحب اسلامپور	۲۴۹	مولوی حافظ محمود احمد صاحب علیگر
۲۴۴	مولوی سید شاہ محمد حسین صاحب بجاولہ نشین خانقاہ نوآبادہ۔	۲۵۰	مولوی محمد حسین صاحب پشاور
۲۴۵	مولوی معین انظر صاحب مین ضلع	۲۵۱	مولوی محمد بخش صاحب امام مسجد شیخان سیالکوٹ
۲۴۶	مولوی حاجی سید شاہ محمد واج صاحب رئیس نوآبادہ۔	۲۵۲	مولوی مراد علی صاحب بگوال ریاست کپور تھلہ
۲۴۷	مولوی تقیم الدین صاحب نیل سندھ	۲۵۳	مولوی سید میر حسن شاہ صاحب مدرس بورڈ اسکول سیالکوٹ
۲۴۸	مولوی تقی حسن صاحب مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند۔	۲۵۴	مولوی ابو یوسف محمد مبارک علی صاحب سیالکوٹ
۲۴۹	مولوی مبارک کریم صاحب سن بہار	۲۵۵	مولوی محمد مرتضیٰ صاحب ساکن بھدرک انک آریسہ۔
۲۵۰	مولوی حکیم شاہ محمد عمر صاحب سکریٹری اعین الندوۃ تمستی پور	۲۵۶	مولوی محمد یوسف صاحب جعفری چیفت ڈووی ایگزامینرس کلکتہ
۲۵۱	مولوی سید محمد حسن صاحب بہار	۲۵۷	مولوی سید محمد شرف صاحب رئیس کانپور۔
۲۵۲	مولوی محمد شرف صاحب ڈیانوان	۲۵۸	مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب چشتی قادری رئیس پھلواری۔
۲۵۳	مولوی حافظ ابو الخیر محمد کی صاحب ہتھم مدرسہ زینہ حرنپور۔	۲۵۹	مولوی حکیم محمد ایوب صاحب رئیس پہلواری
۲۵۴	مولوی حکیم محمد اسحق خان صاحب رئیس درہنگہ		
۲۵۵	مولوی حاجی محمد یونس خان صاحب رئیس داتا علی ضلع سیالکوٹ		

۲۸۳	مولوی نور الحسن صاحب سہارنپور	۲۸۶	مولوی محمد شفیع خان صاحب واعظ
۲۸۴	مولوی مفتی نور محمد صاحب مہتمم مدرسہ حقانی لدھیانہ۔	۲۸۷	مولوی محمد یسین صاحب مدرس مدرسہ شائعہ اسکول بریلی۔
۲۸۵	مولوی نور الدین صاحب لدھیانہ	ن	
۲۸۶	مولوی نور احمد صاحب پھیروی مدرس مدرسہ حمیدیہ لاہور	۲۸۸	مولوی نور احمد صاحب بیس بہاولپور
و		۲۸۹	مولوی ابوسراج شاہ نظام الدین احمد صاحب حشتی صابری جھگری
۲۸۷	مولوی حکیم ولی اللہ صاحب راہ بریلوی	۲۹۰	مولوی حافظ نور محمد صاحب مدرس اول مدرسہ اسلامیہ فتحپور۔
۲۸۸	مولوی سید وزیر شاہ صاحب امام مسجد شیخان والی لاہور۔	۲۹۱	مولوی نور احمد صاحب سپروٹی بس وامام مسجد شیخ بڑھا صاحب جم امرتسر
۲۸۹	مولوی سید وارث حسین صاحب نزہیل بنارس۔	۲۹۲	مولوی نذیر احمد صاحب جالندھر

فہرست ارکان تسم و ہم ندوۃ العلماء

نمبر شمارہ	نام مع پستا	نمبر شمارہ	نام مع پستا
			(الف)
۲۹۲	محمد امداد حسین صاحب بیس اوساں ضلع گیا۔	۲۹۰	خان بہادر منشی اطہر علی صاحب مشیر قانونی انجمن ہند تعلقہ اراں اودھ۔ لکنؤ
۲۹۵	منشی سید ابوالعاص صاحب سکر پری اینگلواؤرٹیل لاہری پٹنہ	۲۹۱	مران احمد صاحب جنجیانہ زمیں نند کد نولہ ضلع جنگ
۲۹۶	منشی امیر علی شاہ صاحب محسّر جوڈیشل کھلور۔	۲۹۲	منشی احمد حسن صاحب بیس ہنسوہ بایت سال گذشتہ و حال
۲۹۷	میان الدین صاحب سوڈا گرچیم پھلور۔	۲۹۳	ڈاکٹر احمد بخش صاحب سالہ نمبر نوشہرہ

۲۹۸	سید محمد علی شاہ صاحب پواری لاری لاری	۳۱۲	میان انجمن صاحب نوگر امرتسر
	پھلور۔	۳۱۳	منشی آئی بخش صاحب خزانچی شیخ
۲۹۹	حافظ سید اوصاف علی صاحب گنڈوی		غلام صادق صاحب رئیس امرتسر
	اکثر سہ سہت کشتہ کر نال	۳۱۴	سید میر انیس شاہ صاحب امرتسر
۳۰۰	شیخ امین الدین صاحب مینو نیل کشتہ	۳۱۵	ماسٹر احمد اللہ صاحب فورہ ماسٹر
	تصویر لاہور		مدرسہ المسلمین امرتسر۔
۳۰۱	حاجی امان اللہ خالص صاحب گورہ	۳۱۶	مرزا آغا حسین صاحب داروغہ نزل
	رئیس تصویر لاہور		امرتسر۔
۳۰۲	شیخ امیر بخش صاحب رئیس کوٹ	۳۱۷	میران امیر الدین صاحب امرتسر
	عثمان خان تحصیل تصویر۔	۳۱۸	سید امام علی شاہ صاحب پشاور
۳۰۳	مرزا احمد بریگ صاحب سوداگر شہینہ لاہور		امرتسر۔
۳۰۴	مولوی انشا اللہ خالص صاحب ایڈیٹر	۳۱۹	میان آئی بخش صاحب امرتسر
	وطن لاہور۔	۳۲۰	اسے شیخ حسین صاحب ہڈی ایڈیٹر
۳۰۶	منشی احمد حسین خالص صاحب بی۔ اے	۳۲۱	منشی امیر خالص صاحب شلوان کپری
	ایڈیٹر ڈویژنل کورٹ پنجاب۔ لاہور		صدر امرتسر۔
۳۰۷	ماسٹر احمد الدین صاحب ہڈی ماسٹر	۳۲۲	میان احمد اللہ صاحب سوداگر شہینہ
	اسلامیہ سکول لاہور۔		امرتسر۔
۳۰۸	میان امین الدین صاحب رئیس	۳۲۳	منشی احمد الدین صاحب ملازم میر
	پانچنان پورہ۔		جلیل اللہ صاحب رئیس امرتسر
۳۰۹	قاضی امام الدین صاحب رئیس فوریہ	۳۲۴	میان امیر بخش صاحب معمار ٹھیکہ ڈاؤنر
۳۱۰	شیخ احمد بخش صاحب سوداگر ہفت	۳۲۵	میان احمد اللہ صاحب۔ امرتسر
	امرتسر۔	۳۲۶	میان امیر بخش صاحب رئیس مینو نیل
۳۱۱	میان احمد الدین صاحب امرتسر		کشتہ امرتسر۔

۳۲۴	میان احمد بخش صاحب دلالان علی برادر	۳۲۱	منشی اللہ یار خان صاحب ناظر گرد اسپور
	امرت سر۔	۳۲۲	مرزا آغا محمد صاحب اہمد
۳۲۸	میر اسد اللہ صاحب بخاری ایجنٹ	۳۲۳	میان احمد بخش صاحب رئیس ہرم کوٹ
	سنگر کپنی امرت سر۔		رندھاوا۔
۳۲۹	منشی حسن شاہ صاحب امرت سر	۳۲۴	مولوی سید احمد خان صاحب کا کائل
۳۳۰	مولوی احمد شاہ صاحب ایجنٹ سنگر		اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جالندھر
	کپنی امرت سر۔	۳۲۵	حکیم سید امیر شاہ صاحب رئیس جالندھر
۳۳۱	حافظ احمد اللہ صاحب سوداگر شیمینہ تیر	۳۲۶	بابو شیخ احمد بخش صاحب وکیل
۳۳۲	منشی اللہ یار صاحب مسلخوان شن جج	۳۲۷	الہ بخش صاحب طالب علم ڈل کلاس
	امرت سر۔	۳۲۸	سید احمد شاہ صاحب مترجم کشتری
۳۳۳	منشی اکبر خان صاحب نائب شرف	۳۲۹	مستری امام الدین صاحب دوکو ضلع
	ترتارن۔	۳۵۰	نواب سید علیخان صاحب بہادر
۳۳۴	مولوی الہی بخش صاحب محرر جسطری		رئیس عظیم کرنال
	ترتارن۔	۳۵۱	میر محمد علی صاحب پرنٹنگ کرنال
۳۳۵	منشی امداد اللہ صاحب منصر عدالت	۳۵۲	بابو احمد الدین صاحب
	مراد آباد	۳۵۳	منشی احمد حسن صاحب
۳۳۶	مولوی الف الدین صاحب پلیڈر	۳۵۴	شیخ احمد بخش صاحب خیاط
	راولپنڈی۔	۳۵۵	منشی امام الدین صاحب ایجنٹ وکیل
۳۳۷	سیٹھ آدم جی صاحب رئیس عظیم راولپنڈی		ہوشیار پور۔
۳۳۸	سید اکبر شاہ صاحب رئیس موضع مرزا	۳۵۶	چودہری احمد بخش صاحب ایجنٹ وکیل
۳۳۹	میان اقبال علی صاحب پواری حلقہ		ہوشیار پور
	کائل پور۔	۳۵۷	حاجی احمد بخش صاحب سوداگر ججت
۳۴۰	منشی احمد الدین صاحب قاری گرد اسپور		ہوشیار پور

۳۵۸	منشی مرزا امیر احمد خان صاحب سر شتر دار	۳۵۲	حکیم امین الدین صاحب سر شتر دار
دوینزل کورٹ ہوشیار پور	شاد پور۔	۳۵۵	مرزا حسن اللہ خان صاحب وزیر آباد
۳۵۹	میان امام الدین خان صاحب شیش	۳۵۶	میان جرج علی صاحب طالب علم
خات پور۔	مولوی آئی بخش صاحب وکیل ہوشیار پور	۳۵۷	مولوی آئی بخش صاحب شتر تھیلدار
۳۶۰	میر صفیر علی شاہ صاحب رئیس بگرات	۳۵۸	خان احمد جان صاحب ڈپٹی انسپکٹر
ملک پنجاب	قلعہ پور۔	۳۵۹	نزیب بادر سید احمد حسین خان صاحب
۳۶۱	سید اکبر علی شاہ صاحب	۳۶۰	سی۔ آئی۔ ای۔ رئیس کلکتہ۔
۳۶۲	میان انیر بخش صاحب ٹھیکہ دار	۳۶۱	سید اقبال حسین صاحب خلیفہ نواب
۳۶۳	منشی احمد الدین صاحب	۳۶۲	صاحب روح۔
۳۶۴	مولوی حافظ امام الدین صاحب	۳۶۳	ایم۔ آئی۔ بخش صاحب ایل ایس
۳۶۵	قاضی انیر بخش صاحب	۳۶۴	آسام بنگال رئیس
۳۶۶	میان امیر خان صاحب رئیس شپاور	۳۶۵	منشی احمد الدین صاحب سوڈا گرہم
۳۶۷	مولوی امیر الدین صاحب رئیس اکوڑہ	۳۶۶	مٹکان۔
۳۶۸	میان اللہ بخش صاحب ٹھیکہ دار	۳۶۷	مولوی انیر بخش صاحب صدر عدالت
صدر نوشہرہ	میان امان اللہ خان صاحب رئیس	۳۶۸	بہاول پور۔
۳۶۹	گرہ علی حبیب اللہ خان	۳۶۹	مولوی ایجاز احمد صاحب رئیس مایون
۳۷۰	مولوی آئی بخش صاحب بی۔ اے	۳۷۰	ابلیہ حافظ محمد یحییٰ صاحب رئیس
۳۷۱	ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل جھنگ	۳۷۱	پانی پت۔
۳۷۲	شیخ احمد الدین صاحب مینوسپل کشنر	۳۷۲	منشی احسان الحسن صاحب
جھلم۔	۳۷۳	ملک امیر بن ملک حیات بن بہترج	
۳۷۳	خواجہ احد شاہ صاحب رئیس لدھیانہ		

۲۸۰	پیل آدم بھائی ولد بخش بھائی بسندر بھڑوچ۔	۲۰۲	منشی برکت علیخان صاحب پٹیالہ
۲۸۹	میر متیاز علی صاحب نیشنل منصف افرو	۲۰۳	سید بہادر شاہ صاحب گیلانی منشی ایجنسی کاشغرا از جنگ۔
۲۹۰	ملا احمد صاحب صاحب خاص مس حنا بھیسکن پور۔	۲۰۴	منشی بدرالدین صاحب محرر جبری پھلور۔
۲۹۱	سید محمد امیر علی صاحب در بھنگوی متر جسم بائی کورٹ گلگت۔	۲۰۵	منشی بڑھے شاہ صاحب ملزم میان غلام نبی عبیب اللہ صاحبان امرتسر
۲۹۲	راجہ محمد اکرام اشرفان صاحب نس اعظم وزیر آباد۔	۲۰۶	میان بوعلی بخش صاحب امرتسر
۲۹۳	منشی اللہ بخش صاحب محرر خزانہ ریاست بہاول پور۔	۲۰۷	ڈاکٹر بشارت احمد صاحب گرد اسپور
۲۹۴	میر افضل حسن صاحب مولوی بہاولپور	۲۰۸	سید برکت علی صاحب کونٹا امرتسر
۲۹۵	منشی انعام باری صاحب	۲۰۹	سید باقر حسین صاحب ٹھیکہ دار روڈ پور
۲۹۶	منشی ایوب احمد صاحب مثل خوان چھاؤنی فیروز پور	۲۱۰	سید برکت حسین صاحب
۲۹۷	چودھری الہی بخش صاحب ہوشیار پور	۲۱۱	منشی بقا محمد صاحب کونٹا دفتر نر امرتسر
۲۹۸	سید امام علی شاہ صاحب	۲۱۲	میان بوٹا صاحب سوداگر چوب گراتا ریاست کپور تھلہ۔
۲۹۹	مولوی امیر علی صاحب مدرس	۲۱۳	منشی برکت علی صاحب نقشہ نویس در کشوپ امرتسر
۳۰۰	میر برکت اللہ صاحب ظہیر مال ریاست بہاولپور۔	۲۱۴	قاضی باقی شاہ صاحب رئیس وزیر آباد
۳۰۱	مولوی بہادر علی صاحب مہتمم تیم خانہ ریاست بہاولپور۔	۲۱۵	سید باقر حسین صاحب جنت پوس ترتارن۔
		۲۱۶	منشی بدرالدین صاحب ٹھیکہ دار روڈ ملک بہانزیل امرتسر۔

۲۴۲	میان جیون بخش صاحب ٹھیکہ دار شہر گجرات۔	عام	۲۵۴	ملک چراغ دین صاحب حسین اللہ امرتسر	عام
۲۴۳	میان جان محمد صاحب ڈوگر امرتسر	عام	۲۵۵	شیخ چراغ دین صاحب شہر گجرات	عام
۲۴۴	میان جلال الدین صاحب امرتسر	عام	۲۵۸	چودھری چراغ دین صاحب منڈی پل کشمیر تھاران۔	عام
۲۴۵	میان جان محمد صاحب بوٹ فروٹ لاہور۔	عام	۲۵۹	سیٹھ چندہ میان صاحب سو داگرچرم امر تسر۔	عام
۲۴۶	میر حسین علی صاحب پیرنڈت منسلع امرتسر۔	عام	۲۶۰	قاضی چراغ دین صاحب ثیقہ نویس ہوشیار پور۔	عام
۲۴۷	مسٹری جھنڈا صاحب ملازم غلام قادر صاحب امرتسر۔	عام	۱۶۱	منشی چراغ دین صاحب نبر منڈی امر تسر۔	عام
۲۴۸	میان جان محمد صاحب امرتسر	عام	۲۶۲	ماسٹر چراغ دین صاحب روشن مترجم چیفٹ کوٹ پنجاب لاہور۔	عام
۲۴۹	ڈاکٹر جلال الدین صاحب	عام	ح		
۲۵۰	میان جمال الدین صاحب	عام	۲۶۳	شیخ حسین بخش صاحب پیرنڈت جیل ریاست بھاؤل پور۔	عام
۲۵۱	میان جیون صاحب ٹھیکہ دار کابل پور۔	عام	۲۶۴	مولوی حبیب احمد صاحب رئیس نارس منشی حقا دخال صاحب نائب محافظ سلطان پور	عام
۲۵۲	منشی شیخ جان محمد صاحب لنگہ ڈاکٹر نجات گدیانا۔	عام	۲۶۵	منشی حقا دخال صاحب نائب محافظ سلطان پور	عام
۲۵۳	منشی جمال الدین صاحب خوشنویس لاہور۔	عام	۲۶۶	شیخ حسن صاحب لدی شیخ چاند صاحب مدرس مدرسہ سرکاری بندر بہرہوج	عام
چ					
۲۵۴	حاجی چراغ دین صاحب ٹھیکہ دار خطم لاہور۔	عام	۲۶۷	محمد حمید اللہ خان صاحب مختار چندوی شیخ حسین بن شیخ رسول صاحب بندر بہرہوج	عام
۲۵۵	ڈاکٹر چراغ دین صاحب جوہر این فزیشن امرتسر۔	عام	۲۶۸	شیخ حسین بن شیخ رسول صاحب بندر بہرہوج	عام

۲۶۹	میان حبیب اللہ صاحب سوداگر اعظم	۲۸۱	میان حبیب اللہ صاحب اگر امیر
۲۷۰	امرت سر۔	۲۸۲	ماسٹر خواجہ حمید اللہ صاحب ایم۔
۲۷۱	حسین محمد خاٹا صاحب رئیس خانپور	۲۸۳	تھرو ماسٹر درستیہ المسلمین امرت سر۔
۲۷۲	منشی حاکم الدین صاحب ملازم دفتر	۲۸۴	میان حبیب اللہ صاحب عطار امرت سر۔
۲۷۳	پیسہ اجارا لاہور۔	۲۸۵	ملک حبیب اللہ صاحب چین والہ
۲۷۴	بابو حاکم الدین صاحب اکوٹنٹ	۲۸۶	امرت سر۔
۲۷۵	انگریزس اوفس پبلک ورکس	۲۸۷	میر حبیب اللہ صاحب آنریری محبت
۲۷۶	ڈیپارٹمنٹ لاہور۔	۲۸۸	وسکر پٹری معین اللہ دہ امرت سر۔
۲۷۷	منشی سید حمزہ علی صاحب امین	۲۸۹	میان حبیب اللہ صاحب مینوسیل
۲۷۸	منصفی چندہ سی۔	۲۹۰	مکسز امرت سر۔
۲۷۹	منشی سید حاکم شاہ صاحب مترجم	۲۹۱	چودہری جید بخش صاحب نذر ارجا اللہ
۲۸۰	چیفٹ کورٹ لاہور۔	۲۹۲	میان حسام الدین صاحب خلف
۲۸۱	منشی حسین شاہ صاحب راجنٹ	۲۹۳	میان نظام الدین صاحب ٹھیکدار
۲۸۲	ریوسے پولیس امرت سر۔	۲۹۴	اعظم شہر جرات۔
۲۸۳	منشی شیخ حسن احمد صاحب مختار	۲۹۵	شیخ حبیب اللہ صاحب سوداگر امیر
۲۸۴	عدالت دیرہ دون۔	۲۹۶	شیخ حسین بخش صاحب بقال سوداگر
۲۸۵	منشی حبیب اللہ صاحب سکرٹری	۲۹۷	چرم امرت سر۔
۲۸۶	معین اللہ شاہ آباد غلع کرناں	۲۹۸	میان جانفزا محمد خان صاحب رئیس
۲۸۷	شیخ حبیب اللہ صاحب منیر گورد	۲۹۹	شہر پشاور۔
۲۸۸	قصور۔	۳۰۰	منشی حبیب اللہ صاحب صولت
۲۸۹	شیخ حاجی محمد صاحب گورد	۳۰۱	گرہ اپر روڈ غلارہ
۲۹۰	روسے قصور۔	۳۰۲	چودہری میاں محمد صاحب نیوسیل
۲۹۱	میان حیات بخش صاحب لالہ	۳۰۳	مکسز وزیر آباد۔

۵۲۰	مستری داد محمد صاحب چھتری ساز	مدار تلی بنارس۔
عامر	امرت سر۔	۵۲۳ حاجی رحمتہ اللہ حاجی قاسم صاحب
۵۲۱	میان دوست محمد صاحب خلیف	میمین احمد آباد
عامر	شمس الدین صاحب تاجر چرم امرت سر	۵۲۲ شیخ رحیم بخش صاحب کھادہ رئیس
۵۲۲	میان دین محمد صاحب خیاط امرت سر	قصور۔
۵۲۳	میان دلداد خان صاحب ولد میان	۵۲۵ شیخ رحیم بخش صاحب سوداگر ادویات
عامر	دین محمد صاحب رئیس پشاور	انارکلی لاہور۔
۵۲۴	میان دین محمد صاحب کوچہ دہوبیان	۵۲۶ شیخ رحمتہ اللہ صاحب ٹھیکہ دار رضیہ شہانہ
عامر	امرت سر	۵۲۷ بابور رحمت حسین صاحب سنو کریم پور کشوہ
۵۲۵	سید دین محمد شاہ صاحب ہوشیار پوری	ڈوڈین امرت سر۔
عامر	ازبھا ولپور	۵۲۸ شیخ رحیم بخش صاحب ایم کے کسرا
۵۲۶	میان دین محمد صاحب ہوشیار پور	اسسٹنٹ کمشنر پشاور۔
عامر	منشی دین محمد صاحب ایڈیٹر صدائے	۵۲۹ شیخ رکن الدین صاحب اکسرا اسسٹنٹ
عامر	ہند لاہور۔	کمشنر افسر مال کرنال۔
۵۲۸	میان دین محمد صاحب شاہ آباد ضلع	۵۳۰ ملک کن الدین صاحب اکونٹنٹ
عامر	کرنال۔	دفتر نذر امرت سر۔
۵۲۹	میان دین محمد صاحب رئیس باغبانپورہ	۵۳۱ منشی روح الخیر صاحب کرنال
عامر	لاہور۔	۵۳۲ شیخ رحمت علی شاہ صاحب اوش
۵۳۰	اسٹروڈولت خان صاحب بہاولپور	قانو نگو ترنتارن
۵۳۱	سردار سید دین محمد شاہ صاحب رسالدار	۵۳۳ صوفی رحیم شیخ صاحبان پرامتر سر
عامر	بھاول پور۔	۵۳۴ میان روشن الدین صاحب خلیف
۵۳۲	منشی رضی الدین احمد صاحب رئیس	چودھری جلال خان صاحب کرا۔
عامر		امرت سر۔

۵۲۵	حکیم رحیم بخش صاحب لاہوری امرتسر	۵۵۸	منشی رحیم بخش صاحب جی دروازہ لاہور
۵۲۶	منشی رحمت علی صاحب اسماعیل کازکوٹ		سر دار رب نواز خان صاحب سائیدار
	کملکتہ۔		بہاولپور۔
۵۲۷	شیخ رحیم بخش صاحب فاضل پوری		
	پھوٹی عدالت کملکتہ۔	۵۵۹	حافظ زین العابدین صاحب تہانہ دار
۵۲۸	ڈاکٹر رحیم بخش صاحب خلف ڈاکٹر		شہر پشاور
	محمد اکبر صاحب امرتسر۔		
۵۲۹	منشی رحیم اللہ صاحب ٹھیکہ دار	۵۶۰	پیرزادہ سلطان احمد صاحب ڈپٹی
	شیرکوٹ۔		انسپیکٹر مدارس ضلع جھنگ۔
۵۳۰	شیخ رحمت علی صاحب سوداگر ہوشیارپور	۵۶۱	منشی ساقی داد خان صاحب میس
			قائم گنج۔
۵۳۱	خان بہادر میان رحیم شاہ صاحب	۵۶۲	محمد اسد سلیم صاحب بن محمد علی الرومی
	صدر بازار نوشہرہ۔		برودہ گجرات
۵۳۲	مولوی رحیم بخش صاحب ضلع دار	۵۶۳	میان سراج الدین صاحب رئیس
	نہر ضلع لاہور سیکشن جامن۔		ومینوسپل کمشنر لاہور۔
۵۳۳	رحمت اللہ خان صاحب امیدوار	۵۶۴	شیخ سراج الدین صاحب کسٹرنٹ
	ضلع داری نہر جامن سب ڈویژن		کمشنر لاہور۔
۵۳۴	رحمت علی صاحب خلف خان بہادر	۵۶۵	نواب مرزا سعید الدین احمد خان صاحب
	بابو فتح الدین صاحب امرتسر		رئیس دہلی
۵۳۵	قاری رشید احمد صاحب بی۔ اے	۵۶۶	منشی سید عالم خان صاحب ڈپٹی انسپیکٹر
	ٹرانسلیٹر گورنمنٹ پنجاب سکریٹریٹ		پولیس راولپنڈی۔
	لاہور۔	۵۶۷	صاحبزادہ سلطان احمد صاحب رئیس
۵۳۶	حافظ رحمن بخش صاحب تہانہ بھون		جالندھر۔
۵۳۷	سید رحمت علی شاہ صاحب مصطفی آباد۔		

محمد یوسف صاحب کٹر اسٹنٹ	۵۶۸	ٹاک سلطان صاحب عین الد امرتسر	گار
کشنر امرتسر۔	۵۶۹	منشی حافظ سیف اللہ صاحب تحصیلدار	گار
مولوی سخاوت حسین صاحب ہیڈ	۵۷۱	ریاست لس بیلہ ضلع کراچی۔	گار
ماسٹر گورنمنٹ اسکول سہارنپور۔	۵۷۰	منشی سعید اکبر صاحب مترجم عدالت	گار
مولوی حکیم سلطان علی صاحب سکریٹری	۵۸۲	ششون ہجر پشاور۔	گار
انجین اسلام وزیر آباد۔	۵۷۱	میان سبحان جیو صاحب کشمیری نگار	گار
مولوی سراج الدین صاحب رئیس	۵۸۳	امر تسر۔	گار
باغبان پورہ لاہور۔	۵۷۲	منشی سید محمد خان صاحب ایجنٹ بابو	گار
حاجی سعید احمد صاحب کرنال	۵۸۴	سندر سنگھ وکیل پشاور	گار
چودہری سردار خان صاحب رئیس	۵۸۵	چودہری سلطان محمد خان صاحب	گار
پلا سور۔ ضلع امرتسر۔	۵۷۳	بیر سٹریٹ لا جھلم	گار
سید سکندر شاہ صاحب رئیس ضلع	۵۸۶	چودہری سلطان محمد صاحب رئیس	گار
جالندھر۔	۵۷۲	ضلع ہوشیار پور۔	گار
میان سمن در خان صاحب رئیس پشاور	۵۸۷	شیخ سکندر بخش صاحب رئیس	گار
بابو سراج الدین صاحب کونٹنٹ	۵۸۸	سید سردار علی شاہ صاحب انجینئر	گار
ہینڈ سبیل آؤفس امرتسر۔	۵۷۶	شکار پور سندھ	گار
فقیر سعید الدین صاحب بی۔ اے۔	۵۸۹	میان سیف الدین صاحب طالب علم	گار
لاہور۔	۵۷۷	انٹرنس کلاس امرتسر۔	گار
محمد سلطان جان صاحب پشاور	۵۹۰	چودہری سردار خان صاحب مختار	گار
میان سعید اللہ صاحب۔ پیالہ۔	۵۹۱	عدالت سیالکوٹ۔	گار
شش		میان سعید اللہ صاحب ٹھیکہ دار	گار
حاجی شکور ظاہر صاحب رئیس میان پشاور	۵۹۲	نو شہرہ۔	گار
بھاؤنگر۔	۵۸۸	منشی سراج الحق صاحب خلع حافظ	گار

۵۹۳	میاجی شرف الدین صاحب پی اسپیکر قلعہ پھلور۔	۶۰۶	میان شمس الدین صاحب بازار پرنس امرتسر۔
۵۹۴	میان شیخ صاحب سوداگر چرم پھلور	۶۰۸	سید شیر علی شاہ صاحب پشاور
۵۹۵	شیر محمد صاحب ولد حسن صاحب ہری گاڑیا نان پھلور۔	۶۰۹	منشی شاد محمد خان صاحب عرضی نویں ضلع پشاور۔
۵۹۶	منشی حاجی شمس الدین صاحب جنرل سکرٹری انجمن حمایت الاسلام لاہور	۶۱۰	مسٹر شاہ نواز صاحب بیرسٹریٹ لاہور۔
۵۹۷	میان شہباز خان صاحب بیس قصور	۶۱۱	میان شیر خان صاحب بیس اڈمڑ۔
۵۹۸	میان شیر محمد صاحب بیس بٹالہ	۶۱۲	منشی شہاب الدین خان صاحب نائب تحصیلدار ہوشیار پور
۵۹۹	حکیم شیخ احمد صاحب ملازم میونسپل راولپنڈی۔	۶۱۳	مولوی شرف الدین صاحب کلرک دفتر اکونٹ جنرل لاہور
۶۰۰	قاضی سید شاہ محمد صاحب بیس و نمبردار جالندھر۔	۶۱۴	میان شرف الدین صاحب کاپی نویس روز بازار پریس امرتسر۔
۶۰۱	منشی شہاب الدین صاحب ناطق کٹ اکن الدین خان۔	۶۱۵	منشی شہاب الدین صاحب کاپی نویس روز بازار پریس
۶۰۲	میان شیر خان صاحب جرات	۶۱۶	شیخ شمس الدین صاحب داگر پستینہ امرتسر۔
۶۰۳	منشی شیخ شریف احمد صاحب محرر جوڈیشل ترنٹارن۔	۶۱۷	بابو شیر محمد صاحب کلرک دفتر نر چناب سرکل لاہور
۶۰۴	میان شمس الدین صاحب ہرہ امرتسر	۶۱۸	مولوی حکیم شہباز دین صاحب لاہور
۶۰۵	میان شرف الدین صاحب لدیانا حاکم علی صاحب امرتسر۔	۶۱۹	میان جی شاہ دلی صاحب گرداور حلقہ اپرہ پھلور۔
۶۰۶	خواجہ شمس الدین صاحب سوداگر پستینہ امرتسر۔		

ص		ص	
۶۲۰	میان شمس الدین صاحب امرتسر	۶۲۰	مستری شہاب الدین رحمت اللہ صاحب
۶۲۱	مستر محمد شاہ دین صاحب بیرسٹر	۶۲۱	کھیکہ دار بھاول پور۔
۶۲۲	رئیس پٹنہ	۶۲۲	چودھری مشام چولاسی صاحب بہاولپور
۶۲۳	مستری ضیاء اللہ صاحب امرتسر	۶۲۳	صاحب خان صاحب مشیر خاص حاضر باش
۶۲۴	خواجہ ضیاء الدین خان صاحب رئیس	۶۲۴	حضور سرکار عالی نواب صاحب بہاولپور دام ملکہ۔
۶۲۵	ضلع جالندھر	۶۲۵	شیخ صادق حسن صاحب خلع شیخ
۶۲۶	شیخ ضمیر الدین حسین صاحب کشتہ دار	۶۲۶	غلام صادق صاحب آنریری مجسٹریٹ
۶۲۷	بندوبست پیالہ	۶۲۷	امرتسر۔
۶۲۸	منشی ضیاء الحسن صاحب محرر چکین	۶۲۸	حاجی صدر الدین صاحب امرتسر
۶۲۹	محکمہ نر ڈویژن نمبر ۳ باری دو اب	۶۲۹	میان صدر الدین صاحب ڈاگر
ط		۶۳۰	میان صدر الدین صاحب پنشنر
۶۳۰	منشی طفیل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ	۶۳۰	اکال گڑھ۔
۶۳۱	چنگی چندوسی۔	۶۳۱	منشی صغیر حسین صاحب سب ڈویژن
۶۳۲	بابو طالب علی صاحب کلرک محکمہ	۶۳۲	جامن سب ڈویژن۔
۶۳۳	نہر جھلم۔	۶۳۳	حافظ صدیق اکبر صاحب ناٹک خانہ
۶۳۴	منشی ظالع مند خان صاحب پنشنر ضلع	۶۳۴	کرنال۔
۶۳۵	بہوشیار پور۔	۶۳۵	حکیم ڈاکٹر ظہور الاسلام صاحب پیالہ
ظ		۶۳۶	مولوی ظہور الحسن صاحب رئیس پانی پت
۶۳۶	حکیم ڈاکٹر ظہور الاسلام صاحب پیالہ	۶۳۷	منشی ظفر علی صاحب سب ڈویژن
۶۳۷	مولوی ظہور الحسن صاحب رئیس پانی پت	۶۳۸	پانی پت۔
۶۳۸	منشی ظفر علی صاحب سب ڈویژن	۶۳۹	میرزا ظفر اللہ خان صاحب اکسٹرا
۶۳۹	پانی پت۔	۶۴۰	
۶۴۰	میرزا ظفر اللہ خان صاحب اکسٹرا		

۶۵۵	مولو عطاء اللہ صاحب سیرت مند نٹا مطبع ریاست بہاولپور سے	۶۴۳	اسٹینٹ کمشنر کراچی پورہ
۶۵۶	مرزا علی محمد صاحب فخر جھنگ سے	۶۴۴	حکیم ظہور الدین صاحب تاجر ادویہ کراچی
۶۵۷	حافظ عبد الرحیم صاحب مدرس سہ	۶۴۵	محمد ظہور الدین صاحب رئیس باغبانپور
۶۵۸	سرکاری بہڑو ج بندر		ع
۶۵۹	سید عبدالشرف پیر صاحب رئیس بہڑو ج۔	۶۴۶	کر نل عبدالعزیز صاحب مکانات نواز
۶۶۰	حافظ عبد الرحیم خان صاحب رئیس آمان آباد۔	۶۴۷	ریاست پٹیالہ
۶۶۱	منشی علی حسن صاحب نلو آبادی	۶۴۸	میان حاجی عبد الرحیم صاحب سٹی
۶۶۲	شیخ عمر علی صاحب رئیس ہاپور	۶۴۹	سوداگر اعظم پشاور مع صاحبزادگان و ہمراہ بیان بیچ کس۔
۶۶۳	شیخ عبد الحلیم صاحب رئیس بنارس	۶۵۰	مولوی سید عبداللطیف صاحب رئیس دلو ضلع رائے بریلی۔
۶۶۴	سید عبداللہ بن صالح بو بکر العلوی	۶۵۱	منشی عبد المجید صاحب ڈپٹی انسپکٹر پانی پت
۶۶۵	الحضری بہاؤنگر۔	۶۵۲	میان عبد الحمید صاحب درپردہ شہر ای۔ اے۔ سی جھنگ۔
۶۶۶	میمن عبد اللہ صاحب گادو تاجر بھاؤنگر۔	۶۵۳	ڈاکٹر عبدالستار صاحب بہاولپور
۶۶۷	میمن عثمان آلانہ صاحب تاجر	۶۵۴	میان عبد الرحیم صاحب سوداگر و مینوسیل کمشنر حضرو
۶۶۸	میمن عیسیٰ بھائی جیو اجان تاجر بہاؤنگر	۶۵۵	داروغہ سید عبد الرحمن صاحب مٹوئی از مونیگر۔
۶۶۹	منشی محمد عبداللہ خان صاحب میندار جیل تحصیل چنڈی۔	۶۵۶	میمن عیسیٰ علی بن غلام رسول تاجر بھاؤنگر۔
۶۷۰	مہر عبد الرحمن صاحب بن حاجی ہاشم مرحوم تاجر اپسی ملک ملا بار		
۶۷۱	حافظ عبد الغفور صاحب کارخانہ دار		

۶۴۰	تقل سے گڑھ	۶۸۵	مشن اسکول امرتسر۔
۶۴۱	مولوی عمر الدین صاحب الزکریا مدرس	۶۸۶	منشی عبدالاحد صاحب ایلیا نویس
۶۴۲	حلقہ پشاور۔	۶۸۷	امرتسر
۶۴۳	میان عمر الدین صاحب سوداگر جرم	۶۸۸	بابو علی بخش صاحب سوداگر امرتسر
۶۴۴	پہلوور۔	۶۸۹	سیٹھ عبدالاحد صاحب تاجر نرور
۶۴۵	بابو عبدالکریم صاحب فورٹہ ماٹر	۶۹۰	پسینی امرتسر
۶۴۶	اسکول بہادر۔	۶۹۱	میاں عزیز الدین غلام محمد صاحب
۶۴۷	میان عنایت اللہ خان صاحب	۶۹۲	تاجر امرتسر
۶۴۸	سفید پوش رئیس تلون تحصیل بہلوور	۶۹۳	میان بدیع القنی و ثناء اللہ صاحبان
۶۴۹	عنایت علی خان صاحب ذیلدار تلون	۶۹۴	تاجران امرتسر۔
۶۵۰	منشی عبدالکریم صاحب بیس وینو پیل	۶۹۵	میر عباد اللہ صاحب وکیل امرتسر
۶۵۱	کشنر لاہور	۶۹۶	حافظ عنایت اللہ صاحب ممتاز
۶۵۲	حافظ عبداللہ صاحب بیس وینو پیل	۶۹۷	عدالت امرتسر
۶۵۳	کشنر قصور	۶۹۸	منشی عبدالخالق صاحب ملازم شیخ
۶۵۴	شیخ علی محمد صاحب تاجر کتب قصور	۶۹۹	غلام صادق صاحب
۶۵۵	میان تنظیم الدین صاحب چوڑی گڑھ	۷۰۰	ڈاکٹر ملک عبدالستار صاحب امرتسر
۶۵۶	میان عبداللہ صاحب بڑاؤ	۷۰۱	شیخ عبدالرحمن صاحب
۶۵۷	مولوی عبدالقادر صاحب وکیل	۷۰۲	بابو علی گوہر صاحب الزکریا ڈاکٹر الخاں
۶۵۸	مینو سہیل کشنر قصور	۷۰۳	امرتسر۔
۶۵۹	مولوی عبدالحق صاحب وکیل گجرانولہ	۷۰۴	ڈاکٹر سید عبدالرحیم صاحب پولیس
۶۶۰	مولوی غلام الدین صاحب	۷۰۵	اسپتال امرتسر
۶۶۱	شیخ علی محمد صاحب تاجر جرم امرتسر	۷۰۶	میان عزیز اللہ صاحب سیدینی۔
۶۶۲	ماسٹر عبدالرحمن صاحب بیڈ ماٹر	۷۰۷	وکیل امرتسر۔

۶۹۸	میر عبد الوحید صاحب ڈپٹی کلکٹر	۷۱۳	ڈاکٹر عبد العزیز صاحب جنرل اسپتاری
۶۹۹	نکارہ ہزارت سر۔	۷۱۴	امرت سر۔
۷۰۰	خواجہ عبد لہمد صاحب ڈاگز شینہ	۷۱۵	نشئی عباد اللہ صاحب معرفت حاجی
۷۰۱	امرت سر۔	۷۱۶	غلام حسین وغیرہ
۷۰۲	میر عبد العزیز صاحب قلعہ کھنگلیا	۷۱۷	میان عبد اللہ صاحب قصاب پشور
۷۰۳	امرت سر۔	۷۱۸	شیخ عبد الواحد صاحب خلف خان
۷۰۴	مستری عید صاحب امرت سر	۷۱۹	بہادر شیخ خدا بخش صاحب امرت سر
۷۰۵	سیٹھ عبد الرحم صاحب تاجر حرم	۷۲۰	شیخ عبد الرؤف صاحب خلف
۷۰۶	حاجی عنایت اللہ صاحب نقل نویس	۷۲۱	خان بہادر محمود امرت سر
۷۰۷	صدر امرت سر	۷۲۲	عزیز شاہ صاحب سوداگر حرم
۷۰۸	شیخ عبد الرزاق صاحب نمبرہ	۷۲۳	سردار عبد الرحمن صاحب ڈپٹی کلکٹر
۷۰۹	خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب	۷۲۴	نہرو ویزن نمبر ۲۔ امرت سر
۷۱۰	نشئی عالی بخش صاحب مدرس پانچ	۷۲۵	ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرت سر
۷۱۱	اسکول امرت سر۔	۷۲۶	سیٹھ عبد الہادی صاحب تاجر حرم
۷۱۲	سیٹھ عبد الرحمن صاحب براسی امرت سر	۷۲۷	بابو عبد الفتح صاحب ڈپٹی انسپکٹر
۷۱۳	مولوی عبد العزیز صاحب سوداگر	۷۲۸	ترتارن ضلع امرت سر۔
۷۱۴	بوٹ امرت سر۔	۷۲۹	نشئی عزیز الدین صاحب محرر بوکل
۷۱۵	مستری عبد الغنی صاحب امرت سر	۷۳۰	بورڈ اجنالہ امرت سر
۷۱۶	شیخ علی بخش صاحب سوداگر حرم	۷۳۱	شیخ علی محمد صاحب بی۔ اے منصف
۷۱۷	گوال منڈی امرت سر۔	۷۳۲	اجنالہ امرت سر۔
۷۱۸	میان عبد اللہ متو صاحب کشمیری	۷۳۳	قاضی عبد الحکیم صاحب ڈاگر چاؤنی
۷۱۹	بابو عبد اللہ صاحب ملازم جنگی امرت سر	۷۳۴	جالندھر
۷۲۰	میان خیر احمد صاحب ہنگر	۷۳۵	میان علم الدین صاحب کسٹرنٹ

۴۲۰	میان علی بخش صاحب ایجنٹ مسرز	۴۲۰	مکشی افسر مال جالندھر
۴۲۱	شاہ دین صاحب بیرسٹر لاہور	۴۲۱	مکشی سید خطا محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر
۴۲۲	بابو عبد الرحیم صاحب بی۔ اے۔	۴۲۲	پولیس جالندھر۔
۴۲۳	میان علم الدین صاحب ایجنٹ	۴۲۳	میان علی گوہر صاحب سوداگر جالندھر
۴۲۴	مکشی رئیس باغبان پورہ	۴۲۴	مکشی نعلی بخش صاحب مدرس نونعل
۴۲۵	شیخ عبد الرحیم صاحب رئیس قصور	۴۲۵	مکشی جالندھر
۴۲۶	شیخ محمد بخش صاحب وکیل ہوشیار پور	۴۲۶	حکیم قاضی علی اکبر صاحب رئیس مہنت
۴۲۷	شیخ عزیز الدین صاحب ایجنٹ	۴۲۷	مولوی عبد المجید صاحب وکیل لاہور
۴۲۸	مکشی ہوشیار پور	۴۲۸	مولوی عبد الواجد صاحب
۴۲۹	مولوی عصمت اللہ صاحب مدرس	۴۲۹	عبد الغنی صاحب
۴۳۰	فارسی اسلامیہ اسکول ہوشیار پور	۴۳۰	حاجی عبد لہد صاحب رئیس
۴۳۱	شیخ عزیز الدین صاحب شاعران صدر	۴۳۱	خواجہ عبد لہد صاحب رئیس
۴۳۲	ہوشیار پور۔	۴۳۲	شیخ عبد القادر صاحب بی۔ اے۔
۴۳۳	شیخ عبد المجید صاحب ہوشیار پور	۴۳۳	ایڈیٹر ابرور لاہور۔
۴۳۴	میان عبد اللہ خان صاحب رئیس	۴۳۴	مرزا عبد الرحیم صاحب پرنٹمنٹ
۴۳۵	خان پورہ۔	۴۳۵	تکلیف انہار لاہور و وائس پریسیڈنٹ
۴۳۶	مکشی نعلی محمد خان صاحب نقل نویس فارسی	۴۳۶	انجمن حمایت اسلام
۴۳۷	خان پورہ۔	۴۳۷	مکشی علی الدین صاحب لاہور
۴۳۸	میان عزیز الدین خان صاحب رئیس	۴۳۸	مولوی عبد اللطیف صاحب بازار دکان
۴۳۹	میان خیالان	۴۳۹	میان حکم دین امیر دین صاحبان
۴۴۰	شیخ عبد الکریم صاحب فنی کوشش	۴۴۰	سوداگران چہرہ لاہور۔
۴۴۱	غلام حیدر صاحب نویسنہ شہزادہ جرات	۴۴۱	میان علی بخش صاحب ایجنٹ مسرز

۴۵۲	منشی مزارعباس بیگ صاحب بکرات	غار	۴۶۹	خان عبدالحمید خان صاحب رئیس	غار
۴۵۵	میان عمر بخش صاحب رئیس ساروگی	غار	۴۷۰	موضع بدریشی	غار
	ضلع بکرات		۴۷۱	شیخ عبدالرحیم صاحب قصباب نوشہرہ	غار
۴۵۶	بابو عزیز الدین صاحب نقشہ نویس	غار	۴۷۲	ڈاکٹر عالم شاہ صاحب ہپیل اسٹنٹ	غار
	ملیر می و رکس راولپنڈی			شہر جہلم	
۴۵۷	خان عبدالحمید خان صاحب رئیس	غار	۴۷۳	شیخ علی احمد صاحب وکیل گرداپور	غار
	اعظم موضع سامان ضلع راولپنڈی		۴۷۴	منشی عبدالرحمن صاحب	غار
۴۵۸	مسٹر عبداللطیف صاحب ہیڈ ماسٹر	غار	۴۷۵	شیخ علی بخش صاحب مختار عدالت	غار
	مانٹی اسکول کوہاٹ			سیال کوٹ	
۴۵۹	میان علی گوہر صاحب ہیڈ کلرک فز	غار	۴۷۶	میان عبدالحمید خان صاحب انبالہ	غار
	بادر ملیر می کوہاٹ			خانہ عبداللہ و عبدالسلام صاحبان	
۴۶۰	قاضی عبدالرحمن صاحب پشاور	غار	۴۷۷	سوداگر حرم صدر بازار انبالہ	غار
۴۶۱	مرزا عبدالحکیم خان صاحب مسخوآن	غار	۴۷۸	حافظ عاشق علی صاحب نیٹا کرنال	غار
	بادر ملیر می پشاور		۴۷۹	مولوی عفتت اللہ صاحب مدرس	غار
۴۶۲	سید عبدالمنان خان بادشاہ صاحب	غار		ریاضی اسکول کرنال	غار
	ضلع پشاور		۴۸۰	میر عبدالصمد صاحب کرنال	غار
۴۶۳	حاجی عبدالحکیم صاحب سوداگر پشاور	غار	۴۸۱	بابو عبدالحکیم صاحب کلرک دفتر	غار
۴۶۴	میان عبدالحکیم خان صاحب رئیس	غار		ضلع کرنال	
	ضلع پشاور		۴۸۲	میر عبدالحکیم صاحب مسخوآن جج صاحب	غار
۴۶۵	میان عنوان الدین صاحب	غار		کرنال	
۴۶۶	سید عبداللہ شاہ صاحب	غار	۴۸۳	بابو سید علی احمد صاحب ہیڈ کلرک	غار
۴۶۷	مرزا عبدالحکیم صاحب رئیس آوڑہ	غار		پریس کرنال	
۴۶۸	شیخ عزیز الدین صاحب ٹھیکہ دار نوشہرہ	غار	۴۸۴	بابو عبدالغنی صاحب وکیل کرنال	غار

۴۸۲	سید عنایت علی صاحب غرضی نویس	کلرک پرنٹنگ نی بی او پور	کار
۴۸۳	تھانیس ضلع کرنال	۴۹۸ سردار عیسیٰ خاں صاحب جمہدار	کار
۴۸۵	بابو عبد الباقی صاحب کلرک دفتر	۴۹۹ مولوی عبد اللہ صاحب مدرس	کار
۴۸۶	نہ پانی پت	انگریزی مندر و کالج پیٹالہ	کار
۴۸۷	میان عبد الوہاب صاحب میس	۸۰۰ میان عبد اللہ خان صاحب کوٹ	کار
۴۸۸	کوئٹہ سفید اشباع ہزارہ	خولدار پیٹالہ	کار
۴۸۹	میان عبد الکریم صاحب میس	۸۰۱ میان عبد لغنی صاحب جمہدار	کار
۴۹۰	میان عمر بخش صاحب تاجر چوب	گلی خانہ پیٹالہ	کار
۴۹۱	وزیر آباد	۸۰۲ مولوی محمد عبد القیوم صاحب بنس علی	کار
۴۹۲	مرزا عصمت اللہ خان صاحب	۸۰۳ منشی عنایت اللہ خان صاحب	کار
۴۹۳	بابو عبد الرحمن صاحب اورسیر	۸۰۴ حکیم عبد الکریم صاحب شامی از نا بھ	کار
۴۹۴	بابو عزیز بخش صاحب بی۔ اے	۸۰۵ سردار عطا محمد خان صاحب صوبہ دار	کار
۴۹۵	کپور تھلہ	رائل گارڈ نا بھ	کار
۴۹۶	شیخ عبد الرحمن صاحب ضلع دارنہر	۸۰۶ میان علی محمد صاحب میڈ کلرک	کار
۴۹۷	رہتک	پولیس جھنگ	کار
۴۹۸	ڈاکٹر عبد الوہاب صاحب فی ہاسپٹل	۸۰۷ حافظ عبد الرحیم صاحب مکمل علی گڑھ	کار
۴۹۹	اسسٹنٹ زیلا سمالی لینڈ۔ افریقہ	۸۰۸ حافظ عبادت صاحب کارخانہ دار	کار
۵۰۰	عبد الصمد صاحب صوفی خلیفہ اکبر صاحب	قتل برہنہ علی گڑھ	کار
۵۰۱	ممدوح بہاؤ پور	۸۰۹ میان عبد الوہاب صاحب ہفت	کار
۵۰۲	مولوی عبد المجید صاحب فی معرفت	فروش علی گڑھ	کار
۵۰۳	ڈاکٹر صاحب ممدوح	۸۱۰ شیخ عبد الحکیم صاحب ملازم ہاسپٹل	کار
۵۰۴	منشی عبد الحالیق صاحب بہاؤ پور	درکشوب علی گڑھ	کار
۵۰۵	مرزا عثمان اشرف صاحب گورگانی	۸۱۱ حاجی علی بخش صاحب ہسپتال علی گڑھ	کار

۸۱۲	حافظ عبداللطیف خان صاحب بمبئی	۸۱۲	سید امیر حسن خان صاحب سیکنی
علیگڑھ		۸۱۳	اے۔ رئیس کلکتہ۔
۸۱۳	مولوی عبدالحی صاحب وکیل چندوسی	۸۱۳	منشی محمد عبداللہ صاحب گردآور
		۸۱۴	قانون گو تحصیل بھلور
۸۱۴	شیخ عبداللہ صاحب رئیس	۸۱۴	حکیم محمد عبداللہ صاحب طبیب مینٹیل
۸۱۵	مولوی عبداللہ جان صاحب وکیل	۸۱۵	کیٹی ہوشیار پور۔
	سہارن پور۔	۸۱۶	منشی محمد عبداللہ صاحب اختر۔ بی
۸۱۶	مستر عنایت اللہ جان صاحب خلیف	۸۱۶	اسٹہ ہیڈ ماسٹر بورڈ انکول علی پور
		۸۱۷	حافظ محمد عبداللہ صاحب مدرس
۸۱۷	مولوی صاحب مدرس سہارن پور	۸۱۷	میان عبدالرحیم صاحب سوواگر
۸۱۸	مولوی عبدالجبار صاحب خلیف	۸۱۸	پارچہ ضلع ہوشیار پور
	خان بہادر عبدالحماد خان صاحب	۸۱۹	میان عبدالقدوس صاحب داگر
	ڈپٹی کلکٹر سہارن پور	۸۱۹	پشیمینہ امرتسر۔
۸۱۸	بابو عبدالرحمن صاحب نیٹری	۸۱۹	میان عبدالرحیم صاحب جہاز سوگر
	سرجن مظفرنگر۔	۸۲۰	پشیمینہ امرتسر۔
۸۱۹	میان عبدالرزاق صاحب رئیس	۸۲۰	شاہجہان پور
		۸۲۰	شیخ عبدالرحمن صاحب تاجر چکن کھنڈ
		۸۲۱	حکیم عبدالحمید صاحب رئیس کھنڈ
		۸۲۲	منشی عبدالحفیظ صاحب اور پٹنہنگی
		۸۲۳	خواجہ عبدالرحمن صاحب سوواگر
		۸۲۴	کلکتہ۔
		۸۲۴	حاجی عبدالرحمن صاحب نمبر ۲۵ منشی
		۸۲۵	صدر الدین لین کلکتہ۔
		۸۲۵	سید علی حسین صاحب خلیف نواب
		۸۲۳	ڈاکٹر شیخ غلام نبی صاحب سہارن پور
		۸۲۴	مستری غلام محی الدین صاحب
		۸۲۵	ہوشیار پور۔
		۸۲۵	سید غلام مرتضیٰ شاہ صاحب رئیس
		۸۲۶	بھاول پور۔
		۸۲۶	چودھری غلام نبی صاحب بیلار پور
		۸۲۷	حاجی غلام علی صاحب

ع

۸۳۸	مرزا غلام غوث صاحب بھنگیگدار پھلور	غار	۸۵۱	میان غلام محمد صاحب سوداگر پشیمینہ	غار
۸۳۹	مرزا غلام نبی صاحب پٹواری حلقہ	غار	۸۵۲	امرت سر۔	غار
	عقلمپور پھلور	غار		میان غلام حبیب خان صاحب	غار
۸۴۰	چودھری غلام قادر صاحب عرف	غار		بھنگیگدار ککے زئی امرت سر	غار
	دولت مند ذیلدار پھلور	غار	۸۵۳	میان غلام حسن صاحب امرت سر	غار
۸۴۱	غلام محمد صاحب پٹواری حلقہ کورکھ	غار	۸۵۴	غلام مصطفیٰ صاحب سوداگر پشیمینہ	غار
	پھلور۔	غار	۸۵۵	غلام محمد صاحب سوداگر پشیمینہ کمرہ	غار
۸۴۲	شیخ غلام رسول صاحب مالک مطبع	غار		جہان سنگھ امرت سر	غار
	راست گنڈا امرت سر۔	غار	۸۵۶	شیخ غلام حیدر صاحب نائب نرف	غار
۸۴۳	شیخ غلام صادق صاحب ریش	غار		امرت سر۔	غار
	آثر بری جیسٹریٹ امرت سر۔ و ناظم	غار	۸۵۷	مستری غلام محمد صاحب امرت سر۔	غار
	عین اللہ و د امرت سر۔	غار	۸۵۸	غلام حسن صاحب سوداگر پشیمینہ	غار
۸۴۴	شیخ غلام محمد صاحب منشی فاضل انڈیا	غار	۸۵۹	غلام علی صاحب رنگریز	غار
	کریل امرت سر۔	غار	۸۶۰	غلام نبی صاحب سوداگر پشیمینہ	غار
۸۴۵	میان غلام محی الدین رفوگر امرت سر	غار	۸۶۱	منشی غلام محی الدین صاحب محسر	غار
۸۴۶	مولوی غلام محمد صاحب اختر ایڈیٹر	غار		رام سرنداس بیرسٹریٹ لا امرت سر	غار
	اخبار پنجاب امرت سر۔	غار	۸۶۲	میان غلام حسن صاحب کلاہ ساز	غار
۸۴۷	مولوی غلام رسول صاحب مال منڈ	غار	۸۶۳	منشی غلام محمد صاحب ولد میان	غار
	امرت سر۔	غار		حاکم علی صاحب امرت سر	غار
۸۴۸	میان غلام محمد صاحب سب اور سیر	غار	۸۶۴	میان غلام تین صاحب خلف میان	غار
۸۴۹	غلام محی الدین صاحب سوداگر	غار		غلام حسن صاحب مرحوم آنری	غار
۱۵۰	میان غلام نبی صاحب منیوسل کشندہ	غار		جیسٹریٹ امرت سر	غار
	میان غلام محی الدین صاحب مالک	غار	۸۶۵	شیخ غلام محمد صاحب رہا یہ امرت سر	غار

۸۶۶	منشی نجات الدین صاحب دانشی	۸۶۲	چک بندی دویزن اول لکر ہبتہ امرتسر
۸۶۷	منت بابا صاحب امرتسر	۸۶۳	زبدۃ الحکا حکیم ڈاکٹر غلام نبی صاحب
۸۶۸	میان غلام نبی صاحب حکاک	۸۶۴	لاہور
۸۶۹	میان غلام نبی صاحب فوگر المعرب	۸۶۵	منشی غلام نبی صاحب عرضی نویسن
۸۷۰	منہد امرتسر	۸۶۶	منصفی لاہور
۸۷۱	میان غلام نبی صاحب فوگر امرتسر	۸۶۷	میان غلام محی الدین صاحب کب
۸۷۲	میان غلام حسن صاحب خلت	۸۶۸	سیر منڈنٹ گورنمنٹ پنجاب لاہور
۸۷۳	بد اللہ متو صاحب کشمیری امرتسر	۸۶۹	مولوی غلام محمد صاحب کلرک دفتر
۸۷۴	میان غلام قادر و غلام نبی صاحبان	۸۷۰	اکونٹنٹ جنرل لاہور
۸۷۵	سوداگران پشیمینہ امرتسر	۸۷۱	نواب غلام محبوب سجانی صاحب
۸۷۶	میان غلام حسن صاحب کلرک	۸۷۲	مرحوم رئیس اعظم لاہور
۸۷۷	ڈویژنل کورٹ امرتسر	۸۷۳	میان غلام محمد صاحب و در ملک بسو
۸۷۸	خواجہ غلام محی الدین صاحب امرتسر	۸۷۴	صاحب لاہور
۸۷۹	غلام محمد صاحب بقال	۸۷۵	منشی غلام حسین صاحب معرفت منشی
۸۸۰	میان غلام رسول صاحب فروری	۸۷۶	حاکم الدین صاحب متعلق دفتر پیسہ
۸۸۱	منشی غلام قادر صاحب ودر سیر	۸۷۷	اخبار لاہور
۸۸۲	غلام قادر صاحب کلنڈی	۸۷۸	میان غلام فرید صاحب رئیس
۸۸۳	خواجہ غلام محی الدین صاحب بیل	۸۷۹	باغبان پورہ
۸۸۴	غلام قادر صاحب خلت ولی جیو	۸۸۰	میان غلام حسین خان صاحب رئیس
۸۸۵	صاحب رنگریز امرتسر	۸۸۱	ڈینٹسپیل کٹشہ تصور
۸۸۶	ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب اسٹنٹ	۸۸۲	شیخ غلام فرید صاحب مینوسپیل
۸۸۷	سر جین ترنارن	۸۸۳	کٹشہ تصور
۸۸۸	منشی غلام محمد خان صاحب منصرم	۸۸۴	مولوی غلام محی الدین صاحب عرضی نویسن

۸۹۲	میان غلام قادر صاحب برادر	۹۰۷	مختیار دار کھلم
۸۹۳	مولوی صاحب ممدوح قصور	۹۰۸	شیخ غلام حسین صاحب کبیل جھنگ
۸۹۴	مولوی غلام دستگیر صاحب برصہ	۹۰۹	میان غلام خان صاحب رئیس
	نویس قصور۔	۹۱۰	گولڈ سفید ضلع ہزارہ
۸۹۵	سر دار غلام قادر صاحب میٹلا	۹۱۱	میان حاجی غلام جیلانی صاحب
	مبوی تحصیل قصور۔	۹۱۲	سیدھی رئیس غلام پشاور
۸۹۶	مولوی شیخ غلام قادر صاحب گرامی	۹۱۳	حکیم غلام رحول خان صاحب پشاور
	شاعر خاص حضور نظام دکن مدرس	۹۱۴	میان غلام ربانی صاحب خوندزادہ
	امرت سر۔	۹۱۵	موضع سامان ضلع راولپنڈی
۸۹۷	سید غفور اللہ شاہ صاحب پشتر	۹۱۶	شیخ غلام علی صاحب ٹھیکہ دار
	انسپیکٹر پولیس صدر انجمن معین اللہ	۹۱۷	موضع بدریشی ضلع پشاور
	جالندھر۔	۹۱۸	میان غلام محمد صاحب قانون گوٹہ
۸۹۸	منشی سید غلام جیلانی شاہ صاحب	۹۱۹	مولوی غلام علی صاحب آفیسر نشی
	ناظر جالندھر	۹۲۰	السہ مشرقی راولپنڈی
۸۹۹	حکیم سید غلام جیلانی شاہ صاحب	۹۲۱	بابو غلام اللہ صاحب ڈپٹی انجمنیر
	جالندھر۔	۹۲۲	بیاس ریور امرت سر۔
۹۰۰	ڈاکٹر غلام نبی صاحب نڈا بازار	۹۲۳	حکیم غلام اری صاحب کاکڑ فدی
	جالندھر۔	۹۲۴	گورٹ گرو اسپور
۹۰۱	چودہری غلام محمد خان صاحب کھٹ	۹۲۵	منشی غلام محی الدین صاحب قارق
	انسپیکٹر جالندھر۔	۹۲۶	گرو اسپور
۹۰۲	بابو غلام محی الدین خان صاحب	۹۲۷	بابو غلام محمد صاحب کورٹ ٹھیکہ
	بی۔ اے۔ وکیل جالندھر	۹۲۸	گرو اسپور۔
۹۰۳	بابو غلام جیلانی خان صاحب	۹۲۹	شیخ غلام محی الدین صاحب اگر خانپور

۹۱۹	بابو غلام حسین صاحب اسٹور کیمپریس	۹۳۳	میان غلام طاہر صاحب پیالہ
	وزیر آباد۔	۹۳۴	مولوی غلام محی الدین صاحب اول
۹۲۰	شیخ غلام قادر صاحب سوداگر		مدرس فارسی نور پور
۹۲۱	بابو غلام مصطفیٰ صاحب	۹۳۵	مسٹر غلام حسین غاروت صاحب
۹۲۲	میان غلام رسول صاحب بھارت		رئیس عظم کھلہ۔
۹۲۳	میان غلام رسول صاحب ٹھیکہ دار	۹۳۶	خواجہ غلام صادق صاحب رئیس
	سری نگر کشمیر۔		ڈائری مجسٹریٹ و سونچ امرتسر
۹۲۴	خواجہ غلام محی الدین صاحب رئیس	۹۳۷	منشی غلام محمد صاحب کلرک سپرنٹنڈنٹ
	لدھیانہ۔		بہاولپور۔
۹۲۵	مولوی غلام جیلانی صاحب منصف	۹۳۸	شیخ غلام حیدر صاحب پیشکا
	بٹالہ۔	۹۳۹	حافظ غفور الدین صاحب پشتر
۹۲۶	میان غلام محمد صاحب کارخانہ دار		ڈپٹی انسپکٹر بانس بریلی۔
	برف لدھیانہ۔	۹۴۰	بابو غلام محی الدین صاحب کلرک
۹۲۷	مستری غلام محی الدین صاحب کلرک		الائونس بنک شملہ۔
	اسکول لدھیانہ		
۹۲۸	بابو غلام قادر صاحب	۹۴۱	ڈاکٹر فیض محمد خان صاحب مہتمم
۹۲۹	غلام قادر صاحب بیرونی نزیل		شفا خانجات ریاست ناہر
	امرتسر۔	۹۴۲	نواب فاخر احمد خان صاحب رئیس
۹۳۰	حکیم غلام نبی خان صاحب رئیس خانپور		پانی پت
۹۳۱	میر غلام بھیک صاحب نیرنگ	۹۴۳	میان فقیر محمد صاحب نانڈیرو
	بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ویل۔ کینالہ	۹۴۴	معرفت بابو فضل الرحمن خان صاحب
۹۳۲	میان غلام نبی خان صاحب ڈپٹی		اکونٹنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ امرتسر
	سپرنٹنڈنٹ سٹام پیالہ ریاست		بابت دو صاحب بروقت جلسہ

۹۴۵	ڈاکٹر فخر الحسن صاحب اسپتال سینٹ	۹۵۷	میان فضل عظیم صاحب پیالہ
۹۴۶	سردار شہر راجو تانہ	۹۵۸	ڈاکٹر فتح محمد صاحب گرد اسپور
۹۴۷	مولوی فدا حسین صاحب رئیس مثنیٰ	۹۵۹	فضل احمد خاٹا صاحب رئیس سامان
۹۴۸	ضلع گیا۔	۹۶۰	مولوی فضل الدین صاحب گجرات
۹۴۹	مولوی فتح الدین صاحب مختار	۹۶۱	میان فیروز الدین صاحب آنزیری
۹۵۰	قانونی پھلور	۹۶۲	مجتبیٰ امرت سر۔
۹۵۱	منشی فضل کریم صاحب سیاہہ نویس	۹۶۳	منشی فتح الدین صاحب انسپکٹر پولیس
۹۵۲	پھلور۔	۹۶۴	کرینال
۹۵۳	منشی فتح الدین صاحب پواری حلقہ	۹۶۵	چودھری فتح علی صاحب ذیلدار گجرات
۹۵۴	منگل پھلور	۹۶۶	منشی شیخ فضل الدین صاحب
۹۵۵	لک فضل الدین صاحب تاجر کتب	۹۶۷	مولوی فخر الدین صاحب سوداگر
۹۵۶	قومی لاہور	۹۶۸	سیٹھ فقیر صاحب مدراسی تاجر حرم
۹۵۷	شیخ فضل الدین صاحب مالک	۹۶۹	امرت سر
۹۵۸	کارخانہ ردی قصور۔	۹۷۰	میان فضل الرحمن و فضل احمد صاحبان
۹۵۹	قاضی شیخ فضل حق صاحب پرنٹنگ	۹۷۱	ملازم مکسرٹ پشاور
۹۶۰	گجراتولہ	۹۷۲	میرزا فقیر محمد صاحب سیستانی پشاور
۹۶۱	شیخ فضل کریم صاحب تاجر حرم	۹۷۳	مفتی فدا محمد خان صاحب بیربر پشاور
۹۶۲	گجراتولہ	۹۷۴	میان فدا محمد صاحب دکاندار پشاور
۹۶۳	شیخ فتح دین صاحب سوداگر حرم	۹۷۵	شیخ فضل محمد صاحب رئیس اڑمڑ
۹۶۴	امرت سر۔	۹۷۶	منشی فوجدار خان صاحب کلرک
۹۶۵	منشی فرزند علی صاحب سرد دفتر	۹۷۷	دفتر اکوٹمنٹ جنرل لاہور۔
۹۶۶	کمانڈنگ جنرل راولپنڈی	۹۷۸	منشی فضل الدین صاحب امرت سر
۹۶۷	میان فضل الرحمن صاحب پیالہ		

۹۰۳	میان فضل الہی صاحب چوب فروتن وزیر آباد۔	۹۰۶	میر فیاض حسین صاحب پیشتر انسپکٹر پانی پت
۹۰۵	حافظ فیروز الدین صاحب بی۔ سی۔ ڈپٹی انسپکٹر پولیس امرت سر۔	۹۰۸	میان محمد فیروز الدین صاحب عمر خٹ حاجی نظام حسین و خدابخش صاحبان امریت سر۔
۹۰۶	میان فتح محمد صاحب سوداگر حرم حاجی فقیر محمد نان صاحب کلرک پوسٹل ورکشوب علی گڑھ	۹۰۹	حاجی شیخ قدرت اللہ صاحب پیالہ میر قمر الدین صاحب آنریری جسٹس روپڑ مع ہمراہی
۹۰۷	میان فضل حق صاحب لکھنؤ داوا مشین لاہور۔	۹۱۰	خان بہادر حاجی شیخ قادر بخش صاحب رئیس فیض آباد اودھ
۹۰۸	بابو فتح شاہ خان صاحب باگڑ کیو انجینئرس اورٹس ہیڈ کلرک امرت سر۔	۹۱۱	سید قلندر حسین صاحب بگڑ نولہ حافظ قمر الدین صاحب سوداگر حرم امرت سر۔
۹۰۹	شیخ فضل الہی صاحب بی۔ سی۔ دریں بورڈ اسکول بگڑات	۹۱۲	میان محمد بخش صاحب ضلعدر ہوشیار پور
۹۱۰	خالصا صاحب ڈاکٹر فضل احمد خاندان وزیر آباد۔	۹۱۳	منشی قادر بخش صاحب کلرک دفتر نوٹ گھر لاہور
۹۱۱	میان فضل الدین صاحب خیاط سید فدا علی صاحب بیس کنڈر کی	۹۱۴	حاجی قطب الدین صاحب عطار امریت سر۔
۹۱۲	منشی نواز الدین صاحب مسلخو آن آنریری جسٹس لاہور۔	۹۱۵	میان قادر بخش صاحب رئیس شہر گڑھ حاجی قادر بخش صاحب بیس لاہور
۹۱۳	منشی فتح محمد صاحب نقل نویس انگریزی ڈویژنل کورٹ لاہور۔	۹۱۶	میان قمر الدین صاحب امرت سر۔

۱۰۰۰	منشی محمد قائم اللہ صاحب بن مترجم امیر کابل لاہور	عام	۱۰۱۳	بابو کریم بخش صاحب مختار عدالت امرت سر۔	عام
۱۰۰۱	شیخ قدرت اللہ صاحب سرشتہ دار عدالت صدر ریاست نابھہ	عام	۱۰۱۵	شیخ کریم بخش صاحب بقال سوداگر چرم امرت سر۔	عام
ک			۱۰۱۶	ڈاکٹر کلن خان صاحب دندان ساز لاہور۔	عام
۱۰۰۲	حکیم ڈاکٹر حاجی کریم اللہ صاحب پانی پتی از پٹیالہ۔	عام	۱۰۱۷	میان حاجی کریم بخش صاحب مینوسپل اکشنر پشاور۔	عام
۱۰۰۳	ڈاکٹر کریم الدین صاحب پٹیالہ	عام	۱۰۱۸	منشی کرم دین صاحب مینوسپل اکشنر جھلم۔	عام
۱۰۰۴	میان کریم بخش صاحب رئیس و مینوسپل اکشنر لاہور۔	عام	۱۰۱۹	حافظ کریم بخش صاحب لدھیانہ	عام
۱۰۰۵	کریم بخش صاحب وغن فروش نابھہ	عام	۱۰۲۰	حکیم کریم بخش صاحب بنین باغبانپورہ	عام
۱۰۰۶	شیخ کاکل الدین صاحب منیجر کارخانہ روی قصور۔	عام	۱۰۲۱	مولوی کریم بخش صاحب بالک سلاپیہ لاہور۔	عام
۱۰۰۷	حاجی کریم اللہ صاحب قصور	عام	۱۰۲۲	ڈاکٹر قاضی کرم الہی صاحب سینیر ہاسپٹل اسٹنٹ امرت سر شفا خانہ ڈب کٹکان۔	عام
۱۰۰۸	کریم بخش صاحب دریای بان	عام	۱۰۲۳	میان کریم بخش صاحب رئیس امرت سر منشی کریم بخش صاحب ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ۔	عام
۱۰۰۹	شیخ کریم بخش صاحب خلف حافظ محمد بخش صاحب قصور	عام	۱۰۲۴	میان کریم بخش صاحب پشاور	عام
۱۰۱۰	حاجی کریم بخش صاحب قصور	عام	۱۰۲۵	میان کریم اللہ خان صاحب رئیس ضلع ہزارہ	عام
۱۰۱۱	میان کرم الدین صاحب ٹھیکہ دار گجرانولہ۔	عام	۱۰۲۶	میان کریم اللہ خان صاحب رئیس ضلع ہزارہ	عام
۱۰۱۲	میان کریم بخش صاحب سوداگر حرم امرت سر۔	عام			
۱۰۱۳	میان کرم الہی صاحب رئیس پشاور	عام			

۱۰۲۵	میان کمال خان صاحب سبب ہزارہ	عام
۱۰۲۶	مستری کرم الہی صاحب ضلع انبالہ	عام
۱۰۲۷	میان کرم الہی صاحب معرفت نشی	عام
۱۰۲۸	حاکم الدین صاحب لاہور	عام
۱۰۲۹	شیخ کرم الہی صاحب قلعہ سبب فاری	عام
۱۰۳۰	ڈویژنل کورٹ لاہور	عام
۱۰۳۱	ڈاکٹر حاجی کفایت اللہ صاحب پشاور	عام
۱۰۳۲	حکیم کریم الدین صاحب پٹیالہ	عام
۱۰۳۳	میر کریم علی صاحب	عام
۱۰۳۴	حاجی گلپ حسین صاحب بٹس پری	عام
۱۰۳۵	شیخ کریم بخش صاحب مختار جنگ	عام
ک		
۱۰۳۶	میان حاجی گل محمد صاحب پٹیالہ	صہ
۱۰۳۷	میان گل محمد صاحب بہاولپور	صہ
۱۰۳۸	میان گیلانی بخش صاحب بکرات	عام
۱۰۳۹	ملک حاجی گل محمد خان صاحب سبب	عام
۱۰۴۰	ضلع پشاور۔	عام
۱۰۴۱	چودھری گامے خاں صاحب لہ پٹیالہ	عام
۱۰۴۲	شیخ گلاب دین صاحب وکیل لاہور	عام
۱۰۴۳	منشی گلاب خاں صاحب ایل نویس	عام
۱۰۴۴	امرت سر۔	عام
۱۰۴۵	بابو گل محمد صاحب پہلوری ملازم	عام
۱۰۴۶	پہلوری لین۔	عام
۱۰۴۷	لطیف احمد صاحب خلف مولوی محمد	عام
۱۰۴۸	اشرف صاحب ڈسٹرکٹ اسپیکر	عام
۱۰۴۹	اگر داسپور۔	عام
۱۰۵۰	منشی لال دین صاحب تھانہ دار	عام
۱۰۵۱	بکرانولہ۔	عام
۱۰۵۲	میان بھجا صاحب خیاط بکرانولہ	عام
۱۰۵۳	میان لیکر صاحب تاجر برنج جان پور	عام
۱۰۵۴	نظف علی خان صاحب ٹھیکہ دار	عام
۱۰۵۵	پشاور	عام
۱۰۵۶	چودھری لیکر خان صاحب سبب	عام
۱۰۵۷	ضلع ہوشیار پور۔	عام
۱۰۵۸	خان صاحب لیاقت علی خان صنا	عام
۱۰۵۹	تا بھ	عام
م		
۱۰۶۰	خان بہادر شیر الدولہ آرزویل خلیفہ	عام
۱۰۶۱	سید محمد حسین صاحب ممتاز الملک	عام
۱۰۶۲	ممبر کونسل آف ایجیٹیشن پٹیالہ	عام
۱۰۶۳	سردار محمود خان صاحب خاکوانی شیر	عام
۱۰۶۴	مال بہادر ریاست بہاولپور	عام
۱۰۶۵	سید محمد نواز شاہ صاحب حیت نج	عام
۱۰۶۶	بہادر ریاست بہاول پور	عام
۱۰۶۷	ڈاکٹر محمد الدین صاحب ڈیکل انسر	عام

۱۰۵۳	ریاست بہاول پور	۱۰۶۶	منشی نواز الحق صاحب قانگو گنگا پور ضلع بنارس۔
۱۰۵۴	سر دار محمد و خان صاحب جلوانہ	۱۰۶۷	منشی محمد اسماعیل صاحب لاہور پور پونا پور و سرورس انسٹیٹیوشن آف انڈیا شکار۔
۱۰۵۵	ہیڈ کلرک وزارت بہاول پور	۱۰۶۸	شیخ محمد حبیب صاحب پیالہ
۱۰۵۶	ملک محمد الدین صاحب سب جج ریاست	۱۰۶۹	قاضی محمد اویس صاحب تحصیلدار مروت ضلع بنوں۔
۱۰۵۷	سرکار بہاول پور	۱۰۷۰	مولوی مقبول خان صاحب بی اے
۱۰۵۸	شیخ مہدی حسن صاحب تحصیلدار بندوبست جھنگ	۱۰۷۱	ایل۔ ایل۔ بی۔ کول بنارس
۱۰۵۹	مولوی محمد الدین صاحب بی اے	۱۰۷۲	حکیم مولوی مہدی حسن صاحب
۱۰۶۰	میر منشی دربار بھاو پور۔	۱۰۷۳	قاضی محمد اسماعیل صاحب رئیس پنڈول
۱۰۶۱	بابو محمد اسماعیل صاحب سٹیشن ماسٹر	۱۰۷۴	منشی محمد رضا خان صاحب رٹو
۱۰۶۲	اور کی سدرن پنجاب ریلوے۔	۱۰۷۵	چندر داسی۔
۱۰۶۳	میان منیر الدین صاحب رئیس فریور پوسٹ اوفس گڑاڑہ	۱۰۷۶	نحوہ یعقوب خان صاحب شادان
۱۰۶۴	شیخ محمد عمر صاحب رئیس مینو پیل کشنر بنارس۔	۱۰۷۷	بیوٹیکل انسٹیٹیوشن پھلور
۱۰۶۵	منشی ممتاز احمد صاحب رئیس بنارس	۱۰۷۸	منشی محمد اسماعیل خان صاحب بی اے
۱۰۶۶	شیخ محمد اسماعیل صاحب رئیس بنارس	۱۰۷۹	انسٹیٹیوٹ ڈی پھلور
۱۰۶۷	مولوی محمد عمر صاحب کیل مینو پیل کشنر بنارس	۱۰۸۰	میان محمد بخش صاحب تالیہ پھلور
۱۰۶۸	منشی خبیب الحق صاحب فشار علیت بانگی پور	۱۰۸۱	مولوی محمد ابراہیم صاحب سب تحصیلدار یکھلور۔
۱۰۶۹		۱۰۸۲	منشی محمد جان صاحب مارچنٹ پولیس پھلور۔

۱۰۶۹	خلیفہ محمد ایوب صاحب نام جامع مسجد پھلور۔	۱۰۹۱	شیخ محمد حسین صاحب سوداگر امرتسر
۱۰۷۰	منشی محمد حسین صاحب ہیڈ ماسٹر اسکول پہلور	۱۰۹۲	میان محمد عمر صاحب حکیم و سوداگر
۱۰۷۱	بابو محمد علی صاحب سٹنٹ گزس کلارک اسٹیشن پھلور	۱۰۹۳	میان محمد سلطان صاحب سوداگر
۱۰۷۲	چودہری محمد بخش صاحب ہلپوری ڈپٹی انسپکٹر تھانہ راہون	۱۰۹۴	سید محمد رمضان صاحب تاجر چرم
۱۰۷۳	منشی محمد اعظم صاحب پٹواری حلقہ میانی تحصیل پھلور۔	۱۰۹۵	بابو مولانا بخش صاحب سب اور سیر ڈسٹرکٹ بورڈ امرتسر
۱۰۷۴	حافظ محمد ایماق صاحب خلت چودہری قطب الدین صاحب بیلار پھلور۔	۱۰۹۶	حافظ محمد بخش صاحب تاجر چرم
۱۰۷۵	مولوی محمد صدیق صاحب سٹنٹ انجنیر پورٹ ٹوائی عدن۔	۱۰۹۷	ماسٹر مولانا بخش صاحب سیکنڈ ماسٹر مدرسہ المسلمین امرتسر
۱۰۷۶	حاجی محمد جیو صاحب سوداگر امرتسر	۱۰۹۸	منشی مہر الدین صاحب ملازم حاجی غلام حسین وغیرہ صاحبان امرتسر
۱۰۷۷	مولوی محمد تمعیل صاحب ملازم بیٹے برادر س امرتسر۔	۱۰۹۹	سید میر حسن شاہ صاحب اندرانی امرتسر۔
۱۰۷۸	شیخ محمد تمعیل صاحب سوداگر لوٹ امرتسر۔	۱۱۰۰	ملا محمد رمضان صاحب ملازم ملی برادر س امرتسر
۱۰۷۹	میان مولانا بخش صاحب صابونیا امرتسر	۱۱۰۱	منشی محمد بخش صاحب برادر شیخ الہ بخش صاحب امرتسر سوداگر
۱۰۸۰	حکیم مرید احمد صاحب امرتسر	۱۱۰۲	منشی محمود خان صاحب معرفت شیخ محمد شاہ صاحب وکیل امرتسر
		۱۱۰۳	شیخ محمد صادق صاحب خلت شیخ غلام صادق صاحب
			آزیری مجسٹریٹ امرتسر
		۱۱۰۴	مولوی محمد اعظم صاحب مختار عدالت

۱۱۰۵	منشی تخت بابا صاحب سوداگر شمیمینہ	۱۱۰۵	صدر الدین صاحبان امرتسر
۱۱۰۶	امرتسر۔	۱۱۰۶	میان محمد بخش صاحب نور پوری
۱۱۰۷	میان مولا بخش صاحب تاجر چرم امرتسر	۱۱۰۷	حافظ محمد وزیر صاحب
۱۱۰۸	معرفت حاجی غلام حسین خدا بخش و	۱۱۰۸	مرزا محمد حسین صاحب گورگانی
۱۱۰۹	شمس الدین صاحبان	۱۱۰۹	محمد رمضان صاحب بٹ رفوگر
۱۱۱۰	سیٹھ مدار صاحب	۱۱۱۰	منشی مصباح الحق صاحب بی۔ اے
۱۱۱۱	شیخ مہر بخش صاحب	۱۱۱۱	شیخ محمد عمر صاحب بی۔ اے بیرسٹر
۱۱۱۲	شیخ محمد شاہ صاحب کین چیف کورٹ	۱۱۱۲	حافظ محمد یسین صاحب حنرا بنجی
۱۱۱۳	امرتسر۔	۱۱۱۳	چنگی خانہ امرتسر
۱۱۱۴	بابو میران بخش صاحب مختار عدالت	۱۱۱۴	حکیم محمد بخش صاحب امرتسر
۱۱۱۵	امرتسر۔	۱۱۱۵	منشی مولا بخش صاحب ڈو بزنل
۱۱۱۶	میان محمد عبداللہ صاحب خلیف	۱۱۱۶	کورٹ امرتسر
۱۱۱۷	صلح محمد صاحب امرتسر	۱۱۱۷	مولوی محمد زمان صاحب امرتسر
۱۱۱۸	شیخ میان محمد صاحب تاجر چرم امرتسر	۱۱۱۸	منشی محمد عمر خان صاحب۔ ایل۔ ایل
۱۱۱۹	میان محمد ملک صاحب سوداگر شمیمینہ	۱۱۱۹	بی۔ وکیل امرتسر۔
۱۱۲۰	میان مولا بخش صاحب کار چوٹ	۱۱۲۰	حکیم مظہر الدین احمد صاحب عرف
۱۱۲۱	میان محمد الدین صاحب معرفت حاجی	۱۱۲۱	موج دریا۔ امرتسر
۱۱۲۲	غلام حسین وغیرہ صاحبان امرتسر	۱۱۲۲	منشی مصباح الحق صاحب خلیف
۱۱۲۳	حافظ محمد یوسف صاحب سکریٹری	۱۱۲۳	حافظ محمد یوسف صاحب ایکسٹرنل
۱۱۲۴	انجنین جامی نو مسلمان امرتسر۔	۱۱۲۴	کشنر امرتسر
۱۱۲۵	میان محمد رمضان صاحب سوداگر	۱۱۲۵	بابو محمد حکم الدین صاحب مختار عدالت
۱۱۲۶	گلوالی امرتسر	۱۱۲۶	امرتسر۔
۱۱۲۷	محمد بخش صاحب معرفت غلام رسول و	۱۱۲۷	مولوی محمد حسن صاحب ادل مدرسی فارسی

۱۱۲۵	منشی محمد اسماعیل خان صاحب مسلخوان	۱۱۲۵	بورڈ اسکول امرت سر۔
۱۱۲۶	منصفی امرت سر	۱۱۲۶	حافظ محمد ابراہیم صاحب ڈپٹی کلکٹر
۱۱۲۷	حاجی محمد وزیر خان صاحب رئیس و	۱۱۲۷	انہار باری دو اب امرت سر
۱۱۲۸	تاج سربان لاہور	۱۱۲۸	سید محمد شاہ عبداللہ سوداگران شہینہ
۱۱۲۹	میان محمد بخش صاحب کلرک دفتر	۱۱۲۹	امرت سر۔
۱۱۳۰	اکونٹ جنرل لاہور	۱۱۳۰	حافظ محمد یونس صاحب محافظ دفتر
۱۱۳۱	شیخ محمد نقی صاحب رئیس میونسپل	۱۱۳۱	صدر امرت سر۔
۱۱۳۲	لکشنر لاہور	۱۱۳۲	محمد بخش صاحب ٹھیکہ دار پشاور
۱۱۳۳	منشی محمد حسن صاحب پشتر لاہور	۱۱۳۳	امرت سر۔
۱۱۳۴	منشی مشتاق احمد صاحب	۱۱۳۴	میان محمد الدین صاحب ہیڈ داروغہ
۱۱۳۵	مولوی محمد اسماعیل صاحب مدرس	۱۱۳۵	صفائی امرت سر
۱۱۳۶	مدرسہ رحیمیہ لاہور	۱۱۳۶	بابو محمد الیاس صاحب کلرک ملیری
۱۱۳۷	شیخ محمد حسین صاحب قریشی مالک	۱۱۳۷	ہاسپٹل امرت سر۔
۱۱۳۸	ڈاکٹوریہ پریس لاہور	۱۱۳۸	ڈاکٹر محمد خان صاحب ہاسپٹل
۱۱۳۹	منشی محمد اسحاق صاحب پروفیسر	۱۱۳۹	ڈھاب سستی رام امرت سر
۱۱۴۰	اسلامیہ کالج لاہور	۱۱۴۰	بابو محمد الدین صاحب ریڈر عدالت
۱۱۴۱	ماسٹر مولانا بخش صاحب بی۔ اے	۱۱۴۱	ڈسٹرکٹ جج امرت سر۔
۱۱۴۲	لاہور۔	۱۱۴۲	بابو ممتاز خان صاحب ٹھیکہ دار
۱۱۴۳	منشی محمد حسین صاحب بی۔ اے	۱۱۴۳	امرت سر۔
۱۱۴۴	سکینڈ ماسٹر اسکول قصور۔	۱۱۴۴	بابو مولانا بخش صاحب کلرک پوسٹ
۱۱۴۵	حاجی محمد فرید صاحب کارخانہ دار	۱۱۴۵	اوفس ٹون ہال امرت سر۔
۱۱۴۶	محمد عظیم خان صاحب زیری مجسٹریٹ	۱۱۴۶	منشی محمود الحسن صاحب ضلع دار
۱۱۴۷	قصور۔	۱۱۴۷	نرڈوزین دوم امرت سر

۱۱۵۸	ڈاکٹر محمد الدین صاحب قصور	۱۱۵۱	بابو محبوب عالم صاحب تحصیلدار اولپنڈی
۱۱۵۹	بابو مولانا بخش صاحب کلرک ریٹی برادر سلیجیسی قصور۔	۱۱۵۲	سید ہمدی شاہ صاحب رئیس موضع مرزا ضلع راولپنڈی
۱۱۶۰	مولوی محمد الدین صاحب مدرس ایم۔ بی۔ اسکول قصور	۱۱۵۳	چودہری محمد ذراثر خان صاحب مینوپل کشتہ راولپنڈی
۱۱۶۱	حکیم حافظ محمد محی الدین صاحب قصور	۱۱۵۴	میان محمد شفیع صاحب سوداگر ملاچی ضلع راولپنڈی
۱۱۶۲	شیخ محمد بابر صاحب پسر شیخ سراج الدین صاحب منصف قصور۔	۱۱۵۵	ملک محمد امین صاحب رئیس اعظم شمس آباد
۱۱۶۳	شیخ محمد اکبر صاحب	۱۱۵۶	محمد نواب خان صاحب رئیس موضع سامان ضلع راولپنڈی
۱۱۶۴	مرزا مبارک بیگ صاحب آنزری محشریٹ قصبہ پی تحصیل قصور۔	۱۱۵۷	سر ذراثر ظفر خان صاحب رئیس موضع واہ ضلع راولپنڈی
۱۱۶۵	بابو میران بخش صاحب سب انجینئر قصور۔	۱۱۵۸	مولوی محبوب عالم صاحب مینوپل کشتہ بلوچانولہ
۱۱۶۶	مولوی میران بخش صاحب پلیدر رئیس باغبان پورہ	۱۱۵۹	میان محمد رمضان صاحب ذراثر گرا نولہ۔
۱۱۶۷	مولوی محمد الدین صاحب ہیڈ مٹر مڈل اسکول باغبان پورہ	۱۱۶۰	منشی محمد شعبان صاحب شملہ ڈاکٹر احسن زمان صاحب ہاسپل
۱۱۶۸	شیخ محمد اقبال صاحب اقبال۔ ایم اے اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔	۱۱۶۱	اسسٹنٹ کلرک ٹانک مولانا بخش صاحب رئیس گورالی
۱۱۶۹	مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور۔	۱۱۶۲	شیخ میران بخش صاحب تالیق میان محمد حبیب صاحب پیالہ
۱۱۷۰	حاجی محمد دین صاحب لائبرٹس	۱۱۶۳	

۱۱۸۵	میان محمد انوار الحق صاحب پیالہ	۱۲۰۰	قاضی محمد معین صاحب کرنال
۱۱۸۶	میان محمد حیات خان صاحب	۱۲۰۱	حاجی محمد ابراہیم خان نند محمد خان
۱۱۸۷	مولوی محمد حسین صاحب مسلمان		صاحبان ٹھیکہ دار چاونی جالندہر
	گرد اسپور۔	۱۲۰۲	حکیم محمد حسن صاحب رئیس قصبہ
۱۱۸۸	مولوی محمد اشرف صاحب سڑک	۱۲۰۳	قاضی محمد اسماعیل صاحب مینوسپل کشتہر
	النیکہ مدراس گرد اسپور	۱۲۰۴	منشی مشتاق نظر صاحب سار جنٹ
۱۱۸۹	منشی محمد صادق صاحب نقشہ نویسی		پولیس ترنتارن
	پیالہ۔	۱۲۰۵	محمد مسیح صاحب سیالکوٹ
۱۱۹۰	سید ملوک علی صاحب ملوک دہلوی	۱۲۰۶	ڈاکٹر محمد فاضل صاحب سیالکوٹ
	جالندہر	۱۲۰۷	نواب محمود دہلی خان صاحب بی
۱۱۹۱	سید ممتاز علی شاہ صاحب جالندہر		اسے۔ وکیل الہ آباد۔
۱۱۹۲	شیخ میران بخش صاحب کسٹرنٹ	۱۲۰۸	مولوی محمد شریف صاحب سا روگی
	کسٹرنٹ جالندہر۔		ضلع بکرات
۱۱۹۳	منشی میران بخش صاحب شرف آباد	۱۲۰۹	قاضی محمد عمر صاحب رئیس بجا گلپور
	جالندہر۔	۱۲۱۰	سید محمد اشرف صاحب وکیل
۱۱۹۴	مولوی محمد بخش صاحب کیل جالندہر		کوہاٹ۔
۱۱۹۵	قاضی محمد یعقوب صاحب ناظم ریاست	۱۲۱۱	ماسٹر محمد امین صاحب بکرات
	رئیس کرنال۔	۱۲۱۲	شیخ مولانا بخش صاحب کارخانہ دار
۱۱۹۶	بابو محمد اسماعیل صاحب کرنال		کارچوب لاہور۔
۱۱۹۷	محمد یوسف صاحب کرنال	۱۲۱۳	حافظ محمد مقبول صاحب سوداگر
۱۱۹۸	قاضی محمد یامین صاحب کرنال		لڈھیانہ۔
۱۱۹۹	قاضی سید محبوب عالم صاحب	۱۲۱۴	حافظ محمد عظیم صاحب سوداگر لڈھیانہ
	مینوسپل کسٹرنٹ جالندہر	۱۲۱۵	میان محمد امین صاحب کلاہ فروشین شاد

۱۲۱۶	سید محمد عمر خان صاحب جاگیر دار پشاور	عام	ہوشیار پور۔	عام
۱۲۱۷	محمد ذکریا صاحب طالب العلم ہلاسیہ	عام	۱۲۳۱ میان محمد عمر صاحب معرفت میر امیر شاہ	عام
۱۲۱۸	سکول پشاور۔	عام	صاحب شعلہ	عام
۱۲۱۹	منشی محمد عاشق صاحب جوڈیشل	عام	۱۲۳۲ مستری میران بخش صاحب وزیر آباد	عام
۱۲۲۰	قانون گو ضلع پشاور۔	عام	۱۲۳۳ مولوی محمد فطیل صاحب ایم۔ اے۔	عام
۱۲۲۱	سید میر اکبر شاہ صاحب پشاور	عام	کلکتہ۔	عام
۱۲۲۲	شیخ محمد صاحب وکیل گرد اسپور	عام	۱۲۳۴ مجید احمد صاحب مجددی صاحب	عام
۱۲۲۳	محمد عظیم صاحب پاکی ساز پشاور	عام	رئیس بھیکین پور۔	عام
۱۲۲۴	مرزا محمد زرین صاحب اپیل نویس	عام	۱۲۳۵ محمد اسماعیل خان صاحب پٹواری پٹنہ	عام
۱۲۲۵	پشاور۔	عام	باقی پتہ۔	عام
۱۲۲۶	سید محمد صادق صاحب کلاہ فروش	عام	۱۲۳۶ قاری انوار ابراہیم صاحب وہلی	عام
۱۲۲۷	پشاور۔	عام	۱۲۳۷ خواجہ مختار شاہ صاحب رئیس ہشتنگ	عام
۱۲۲۸	میان محمد بخش صاحب سوداگر پشاور	عام	۱۲۳۸ محمد حسین صاحب ملک ہالندہ	عام
۱۲۲۹	قاضی محمد اسلم خان صاحب سی	عام	۱۲۳۹ منشی شیخ محمد بخش صاحب پٹواری پٹنہ	عام
۱۲۳۰	ایم۔ جی۔ ڈویژنل جج جھلم	عام	ہوشیار پور۔	عام
۱۲۳۱	بابو محمد اسماعیل صاحب کلرک ہلم	عام	۱۲۴۰ حاجی محمد گنت حسین صاحب شیش	عام
۱۲۳۲	سید مقبول شاہ صاحب کلاہ فروش	عام	ضلع موٹگیر۔	عام
۱۲۳۳	پشاور۔	عام	۱۲۴۱ منشی سجاد صاحب مختار موٹگیر	عام
۱۲۳۴	میان محمد شفیع صاحب بیرسٹریٹ	عام	۱۲۴۲ میان محمد اکبر صاحب پٹنہ	عام
۱۲۳۵	رئیس باغبان پورہ۔	عام	۱۲۴۳ میان محمد زمان خان صاحب پٹنہ	عام
۱۲۳۶	منشی محمد بخش صاحب شرف محلہ	عام	انورہ۔	عام
۱۲۳۷	ڈویژنل کورٹ ہوشیار پور۔	عام	۱۲۴۴ بیرون محمد صاحب پٹنہ	عام
۱۲۳۸	منشی محمد علی صاحب ڈسٹرکٹ جج	عام	پٹنہ۔	عام

۱۲۴۵	حافظ محمد نقی صاحب سوداگر علیگڑھ	۱۲۵۶	منشی منظور الحق صاحب چک نمبر ۱۱
۱۲۴۶	حافظ محمد یحییٰ صاحب	۱۲۵۷	ضلع جھنگ۔
۱۲۴۷	حافظ منظور احمد صاحب مالک	۱۲۵۸	میان محمد شریف صاحب ترستان
۱۲۴۸	فیو پر س سہارن پور۔	۱۲۵۹	حافظ محمد اسماعیل صاحب کیل جج
۱۲۴۹	منشی محمد جان صاحب شیخ سوداگر	۱۲۶۰	شاہجان پور۔
۱۲۵۰	خطیم آباد پٹنہ۔	۱۲۶۱	منشی محمد یعقوب صاحب کیس خلیف
۱۲۵۱	منشی محمد سعید صاحب سیوٹ	۱۲۶۲	حافظ محمد اسماعیل صاحب کیس شاہنواز
۱۲۵۲	ماسٹر مرغہ۔	۱۲۶۳	میان محمد بخش صاحب اول پشاور
۱۲۵۳	مولوی محمد حسن صاحب تیساسی	۱۲۶۴	میان محمد بخش صاحب دوم
۱۲۵۴	دیکل گورکھ پور	۱۲۶۵	میان محمد جان صاحب
۱۲۵۵	ستری میران بخش صاحب آرٹ مرٹ	۱۲۶۶	منشی نیر الہی صاحب رئیس روپڑ
۱۲۵۶	شیخ مر علی صاحب رئیس عظیم پشاور	۱۲۶۷	شیخ محمد یعقوب صاحب امرت سر
۱۲۵۷	منشی محمد اسماعیل صاحب سار حنٹ	۱۲۶۸	محمد نصیر خان صاحب تحصیلدار
۱۲۵۸	پولیس کورنل	۱۲۶۹	پلیگ ڈیوٹی اجنالہ۔
۱۲۵۹	منشی محمد عباس صاحب نیروی	۱۲۷۰	سید مردان علی شاہ صاحب رئیس
۱۲۶۰	منشگری۔	۱۲۷۱	ضلع ہزارہ
۱۲۶۱	محمد مہر الدین صاحب ٹھیکہ دار میاں	۱۲۷۲	شیخ میران بخش صاحب کمال مرٹ
۱۲۶۲	افرنڈ ضلع امرت سر	۱۲۷۳	ہوشیار پور۔
۱۲۶۳	محمد سعید خان صاحب کیس شاہنواز	۱۲۷۴	شیخ مظفر عمر صاحب لدھیانہ
۱۲۶۴	منشی مولانا بخش صاحب بلوڈوزیریل	۱۲۷۵	سید محمد صادق علی صاحب پال
۱۲۶۵	کورٹ ہوشیار پور۔	۱۲۷۶	ضلع امرت سر۔
۱۲۶۶	شیخ ملک بار صاحب پنشنر انسپکٹر	۱۲۷۷	میان محمد نواز خان صاحب ٹکٹ
۱۲۶۷	جال سندھ۔	۱۲۷۸	کلکٹر سیشن چوٹانی جالندھر۔

۱۲۷۴	حافظ محمد حسن صاحب خیاط سیالکوٹ	عام	۱۲۸۷	منشی محمد زکریا صاحب رحمت آپسی	عام
۱۲۷۵	خواجہ مقبول شاہ صاحب بی۔ اے	عام	۱۲۸۸	محمد عمر بن حاجی ہاشم مرحوم تاجر	عام
۱۲۷۶	ڈسٹرکٹ انسپکٹر میانی والی۔	عام	۱۲۸۹	محمد یونس بن حاجی ہاشم مرحوم	عام
۱۲۷۷	میرمن محمد لگیہ صاحب پٹیل بہاؤنگر	عام	۱۲۹۰	ڈاکٹر محمد خان صاحب پیٹال	عام
۱۲۷۸	منشی مقبول الزمان صاحب وکیل	عام	۱۲۹۱	مولوی محمد حسن صاحب سپرنٹنڈنٹ	عام
۱۲۷۹	درجہ اول گوالیار	عام	۱۲۹۲	بابو محمد اسماعیل خان صاحب سب	عام
۱۲۸۰	منشی محمد علی صاحب سررشتہ دار	عام	۱۲۹۳	اور سیر محکمہ نثر۔ ناچہ	عام
۱۲۸۱	در بار گوالیار	عام	۱۲۹۴	شیخ محمد حسین صاحب ڈپٹی انسپکٹر	عام
۱۲۸۲	حاجی محمد یوسف خان صاحب رئیس	عام	۱۲۹۵	جھنگ۔	عام
۱۲۸۳	بڑھانسی ضلع علیگر	عام	۱۲۹۶	میان مبارک علی صاحب ڈیڈار	عام
۱۲۸۴	منشی محمد عمر صاحب رئیس ہا پور	عام	۱۲۹۷	جھنگ۔	عام
۱۲۸۵	ریاست ناگود	عام	۱۲۹۸	نواب ناصر احمد خان صاحب ڈیڈار	عام
۱۲۸۶	منشی محمد اسماعیل خان صاحب رئیس	عام	۱۲۹۹	در رئیس پانی پتہ	عام
۱۲۸۷	چند دسی بابت ساگذشتہ و حال	عام	۱۳۰۰	میر نذرا نیاقر صاحب کمرہ میٹلینٹ	عام
۱۲۸۸	مولوی محمد اسماعیل صاحب رئیس پانی پتہ	عام	۱۳۰۱	صدر نوشتہ	عام
۱۲۸۹	محمد ابراہیم خان صاحب پانی پتہ	عام	۱۳۰۲	نواب خان صاحب رسالہ دارنبرہ	عام
۱۲۹۰	بابت ساگذشتہ۔	عام	۱۳۰۳	رسالہ شہر ان صدر نوشتہ	عام
۱۲۹۱	حافظ محبوب الہی صاحب ہیڈ	عام	۱۳۰۴	جو دہری نصر اللہ خان صاحب	عام
۱۲۹۲	کلرک ڈیکل ڈیپارٹمنٹ بہاولپور	عام	۱۳۰۵	سیالکوٹ	عام
۱۲۹۳	مولوی محمد اکرم صاحب صدر عدالت	عام	۱۳۰۶	مہر بنی بخش صاحب گرد اسپور	عام
۱۲۹۴	بہاولپور۔	عام			
۱۲۹۵	سردار محمد امین خان صاحب رسالہ دار	عام			
۱۲۹۶	بہاول پور۔	عام			

۱۳۰۳	سید محمد نیاز علی صاحب مہل کا نگڑہ	۱۳۱۶	میر نعمت اللہ صاحب ظلف میر محمود
	امرت سر۔		صاحب آزریری مجسٹریٹ امرتسر
۱۳۰۴	سید محمد نجم الدین صاحب رئیس ضلع مظفرنگر	۱۳۱۷	نادر شاہ صاحب امرتسر
		۱۳۱۸	حکیم نظام الدین صاحب امرتسر
۱۳۰۵	منشی محمد نظام الدین صاحب فنانشل	۱۳۱۹	میان نور الدین صاحب لدریم بخش
			صاحب امرتسر
۱۳۰۶	سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور	۱۳۲۰	میان نبی بخش صاحب گھڑی ساز
	محمد نصر اللہ صاحب پواری حلقہ		امرت سر۔
	بونڈ والہ پھلور	۱۳۲۱	حکیم نیاز علی خان صاحب تاجرت
۱۳۰۷	حافظ تدریس حسن صاحب فرخ آباد		امرت سر۔
۱۳۰۸	میان نیاز محمد صاحب ٹھیکہ دار	۱۳۲۲	میان نبی بخش صاحب پہلوان امرتسر
	ریلوے بہنڈہ	۱۳۲۳	میان نظام الدین صاحب ہول والہ
۱۳۰۹	مولوی نبی بخش صاحب مدرس		امرت سر۔
	اول فارسی اسکول پھلور	۱۳۲۴	چودہری نبی بخش صاحب ذیلدار
۱۳۱۰	میان نواز احمد صاحب ٹھیکہ دار پھلور		ترنٹارن۔
۱۳۱۱	میر نذر علی صاحب میڈیٹر جسٹنگل	۱۳۲۵	ڈاکٹر نواب شاہ صاحب سینیر
	امرت سر۔		اسسٹنٹ سرجن ترنٹارن
۱۳۱۲	بابو نظام الدین صاحب نائب ناظم	۱۳۲۶	خان نجم الدین صاحب ٹھیکہ دار
	سینئر انسپکٹر امرتسر		لاہور۔
۱۳۱۳	شیخ نورا احمد صاحب مہینہ حسین السندھ	۱۳۲۷	سید نادر شاہ صاحب لاہور
	امرت سر۔	۱۳۲۸	میان نظام الدین صاحب دکن فوج
۱۳۱۴	میان نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار		لاہور۔
	امرت سر۔	۱۳۲۹	مولوی نذیر حسین صاحب میوزیکل
۱۳۱۵	میان نبی بخش صاحب سوداگر حرم		

۱۳۲۲	شیخ نعمت علی صاحب معرفت شیخ	عام	مکنت و امام مسجد گجرانولہ	عام
عام	رحمت علی صاحب سوداگر ہوشیار پور	عام	شیخ نور الدین صاحب مدرس گجرانولہ	عام
۱۳۲۵	منشی نظر محمد خان صاحب کورٹ اینپیکٹر	عام	شیخ بنی بخش صاحب تاجر حرم	عام
عام	کر نال -	عام	بابونور الدین صاحب شملہ	عام
۱۳۲۶	منشی نامدار خان صاحب سارجنٹ	عام	ملک نواب خان صاحب ضلع	عام
عام	کر نال -	عام	پشاور -	عام
۱۳۲۷	قاضی نسیم الدین صاحب مسخواری	عام	نبی جنگ خان صاحب رسالدار	عام
عام	منصف کر نال -	عام	نمبر ۲ ترپ اول بنگال نوشہرہ	عام
۱۳۲۸	مولوی نور احمد صاحب مہتمم مدرسہ	عام	چودھری نور حسین صاحب رئیس	عام
عام	اسلامیہ لکھو کے ضلع فیروز پور	عام	نوشہرہ	عام
۱۳۲۹	مولوی نادر شاہ خان صاحب میس	عام	شیخ بنی بخش صاحب کیل گرو اسپور	عام
عام	امروہہ -	عام	میان نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار	عام
۱۳۵۰	منشی نہال احمد صاحب علوی حمید	عام	شہر گرات	عام
عام	رئیس کراہ	عام	سید نذیر اللہ شاہ صاحب چشتی جانا	عام
۱۳۵۱	مولوی شارا احمد صاحب معرفت خان	عام	منشی نذیر احمد صاحب ہیڈ کلرک	عام
عام	بہادر منشی اطہر علی صاحب کیل لکھنؤ	عام	عدالت ضلع جالندھر	عام
۱۳۵۲	منشی نیاز محمد خان صاحب بی - اے	عام	مولوی نیاز علی صاحب ڈپٹی اینپیکٹر	عام
عام	کیل سہارنپور	عام	مدرس حلقہ جالندھر -	عام
۱۳۵۳	منشی ناظم علی صاحب نیشنل ڈپٹی اینپیکٹر	عام	حکیم نور احمد صاحب جالندھر	عام
عام	انگینہ -	عام	منشی نیاز احمد صاحب مدرس بورڈ	عام
		عام	اسکول نور محل	عام
۱۳۵۴	شاہزادہ والا گوہر صاحب شکر	عام	منشی نیاز محمد خان صاحب بی - اے	عام
عام	جج جھنگ -	عام	کیل درہنہ ضلع جالندھر -	عام

۱۳۵۲	سید ولی شاہ صاحب بہادر کسٹرنٹ	۱۳۶۲	جائیدہ ہیر۔
	لکشنر ضلع جھنگ	۱۳۶۳	مولوی ولی محمد صاحب گھڑی ساز لڈیانہ
۱۳۵۲	کرنیل واحد بخش خان صاحب	۱۳۶۴	مولوی لی محمد صاحب سٹیشن خانیپور
	کمانڈنٹ کھیل پور بہاولپور	۱۳۶۵	منشی حیدر بخش صاحب رئیس آسیون
۱۳۵۲	منشی وزیر بخش صاحب رئیس شہر	۱۳۶۶	سید ولی احمد صاحب رئیس کڈھ ضلع جھنگ
	گجرات۔	۱۳۶۷	منشی حمید الدین احمد صاحب رئیس شہرام
۱۳۵۵	مولوی وہاب الدین صاحب اول	۱۳۶۸	میر وزیر علی صاحب منشی ریاست ناہر
	مدرس فارسی سکول تصور۔	۱۳۶۹	شیخ محمد وزیر الدین صاحب ڈپٹی کلرک انوار پور
۱۳۵۶	میان وزیر محمد صاحب رفوگر امرتسر		
۱۳۵۶	میر ولی اللہ صاحب برادر میر علیہ بند	۱۳۷۰	میان میر احمد صاحب سوڈا گرچم کھنپور
	صاحب امرتسر۔	۱۳۷۱	خان صاحب ہدایت اللہ خان صاحب حضور
۱۳۵۸	میان ولی جیو صاحب نگر امرتسر	۱۳۷۲	قاضی ہدایت اللہ صاحب رئیس ہریانہ
۱۳۵۹	حاجی وزیر محمد صاحب خیاط	۱۳۷۳	ڈاکٹر میر ہدایت اللہ صاحب سرمن جہلم
۱۳۶۰	منشی وزیر علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر	۱۳۷۴	ڈاکٹر باشم علی صاحب پبلک سائنس ڈپٹی کلرک
	ریوس پولیس امرتسر	۱۳۷۵	شیخ ہدایت اللہ صاحب جنت فروش علیگڑھ
۱۳۶۱	حافظ محمد ولایت علی صاحب پیشتر		
	انسپکٹر پولیس امرتسر۔	۱۳۷۶	میر ہدایت علی صاحب وکیل کرنال
۱۳۶۲	سید ولایت شاہ صاحب متعلق محکمہ	۱۳۷۷	بابو یوسف خان صاحب وکیل گرد اسپور
	سٹیشن جج پشاور۔	۱۳۷۸	خان بہادر خواجہ رفعت شاہ صاحب
۱۳۶۲	میان ولی محمد خان صاحب رئیس		
	ضلع پشاور۔	۱۳۷۹	آنریری مجسٹریٹ امرتسر۔
۱۳۶۳	قاضی وارث علی صاحب رئیس دہلی	۱۳۸۰	حکیم یار محمد صاحب امرتسر
۱۳۶۵	میان ولی محمد صاحب صوفی آہنگر	۱۳۸۱	سردار یار محمد خان صاحب رئیس شہر
			گجرات

فہرست عطیات بابت سال نهم ۱۳۱۹ھ بمطابق ہجری قدسی

مقدار عظیم	نام و لقب	مقدار عظیم	نام و لقب
۵۰	میر احمد صاحب سیٹھی رئیس پشاور۔	۵۰	ہنر بانینس نواب صاحب بہادر وانی
۵۰	حاجی محمد سعید صاحب بوداگر شاہچا پور۔	۵۰	ریاست بجا و لپور دام ملکہ۔
۵۰	عزرا ظفر اللہ خان صاحب کٹر اسٹنٹ کٹر پور۔	۵۰	مستر غلام حسین عارف صاحب کٹر کٹر
۵۰	مولوی رفیع الدین صاحب کیل علی گڑھ۔	۵۰	شیخ غلام صادق صاحب زیری محبت
۵۰	مولوی محمد حبیب الرحمن خان صاحب۔	۵۰	امر تسر و ناظم معین التمدود۔
۵۰	شر وانی رئیس بھکین پور ضلع علی گڑھ۔	۵۰	چندہ متفرق در جلسہ امر تسر معرفت مسٹر
۵۰	میان حاجی پیر محمد صاحب داکر ابر شیم پور۔	۵۰	غلام حسین عارف صاحب۔
۵۰	خان بہادر شیخ خدابخش صاحب سکر کٹر کٹر۔	۵۰	میان حاجی کریم بخش صاحب سیٹھی پور
۵۰	گرد اسپورہ رئیس امر تسر اجوضی پاری۔	۵۰	اعظم پشاور۔
۵۰	خان بہادر محمد روح بتا لید علم دین۔	۵۰	میان امیر بخش صاحب میونسپل کمشنر امر تسر
۵۰	شیخ عبدالواحد فقار و شیخ عبدالرزاق صاحب پرن	۵۰	شیخ محمد علی صاحب رئیس اعظم ہوشیار پور
۵۰	خان بہادر شیخ خدابخش صاحب رئیس امر تسر	۵۰	کرانی نواب محمد علی خان صاحب کٹر کٹر
۵۰	شیخ محمد سلطان صاحب پیر و انزر ملیری کٹر	۵۰	رئیس اعظم لاہور۔
۵۰	سرور قلندر خردی مودت ایڈیٹور وکیل امر تسر	۵۰	چندہ متفرق در جلسہ معرفت خا بہادر
۵۰	میان نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار امر تسر	۵۰	خواجہ یوسف شاہ صاحب زیری محبت
۵۰	حافظ محمد یوسف صاحب کٹر اسٹنٹ کٹر پور۔	۵۰	چندہ متفرق بموقع و عظام مولوی ہر رقی
۵۰	منشی محمد علی صاحب کٹر کٹر ہوشیار پور۔	۵۰	صاحب مسجد شیخ خیر الدین مرحوم امر تسر
۵۰	مولوی الہی بخش صاحب وکیل ہوشیار پور۔	۵۰	بابو نظام الدین صاحب ناظم معین التمدود
۵۰	مولوی حکیم شیخ احمد بیک مرحوم رئیس پری	۵۰	د رئیس امر تسر۔
۵۰	شیخ عزیز الدین صاحب کٹر اسٹنٹ کٹر پور۔	۵۰	مولوی حافظ غلام صدیقی صاحب پشاور

مقدار عطیہ	نام و لقب	مقدار عطیہ	نام و لقب
۱۰	بابو صفدر جنگ صاحب انیسٹر پولیس امرتسر	۱۰	میان غلام نبی صاحب رئیس امرتسر
۱۰	مولوی محبوب عالم صاحب پریسٹریٹ اخیال پورہ	۱۰	منشی برکت علی صاحب نقشہ نویس نٹنل
۱۰	میاں ولی محمد صاحب رئیس چارسدہ ضلع پشاور	۱۰	درکشوپ محکمہ انہرامتسر۔
۱۰	میان غلام رسول صاحب نورپوری پشتر	۱۰	مولوی غلام جیلانی صاحب نصف بٹالہ
۱۰	مترجم ڈویژنل کورٹ مقیم امرتسر۔	۱۰	شیخ عبدالقادر صاحب بی اے ایڈیٹر
۱۰	حافظ عبدالغفور صاحب کارخانہ دار علی گڑھ	۱۰	آبزرور لاہور۔
۱۰	شیخ محمد نقی صاحب رئیس و مینوسپل کمنٹری لاہور	۱۰	وزیرزادہ سردار یار محمد خان نصار رئیس شہر گجرات
۱۰	پنڈت برہما پوری صاحب اور سیر حیاونی	۱۰	ملا زمان گلکاری کارخانہ میا حاجی شیخ کریم بخش
۱۰	میان میر ازبیریح الاول سندھ لکھنؤ	۱۰	صاحب سٹیٹمی رئیس پشاور اجرت مکرزہ مجموعی
۱۰	رمضان سندھ بابت (۴) ماہ بدفعات۔	۱۰	مولوی حاجی محمد بخش صاحب چہرے لکھی ٹولہ
۱۰	میان کریم بخش صاحب مینوسپل کمنٹری لاہور	۱۰	ضلع راولپنڈی۔
۱۰	حکیم یار محمد صاحب امرتسر	۱۰	خان بہادر منشی محمد اطہر علی صاحب ڈیکل
۱۰	میان محمد عمر صاحب رئیس شملہ۔	۱۰	لکھنؤ قیمت دوانی نیلام شدہ۔
۱۰	ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب صوفی عطیہ	۱۰	منشی محمد حکمت اسد خان صاحب تحصیلدار جنگلی امرتسر
۱۰	کوٹ کے جیب میں تھے نقد۔	۱۰	شیخ علی محمد صاحب خلف شیخ بدھا صاحب
۱۰	مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر حیف	۱۰	مرحوم تاجر چرم امرتسر۔
۱۰	کورٹ لاہور۔	۱۰	نواب غلام محبوب سجانی صاحب مرحوم رئیس لاہور
۱۰	شیخ عمر بخش صاحب پلیڈر ہوشیار پور	۱۰	چندہ متفرق آمدہ از بھاد پور جس کی
۱۰	میان محمد ملک صاحب سوداگر سچینہ امرتسر	۱۰	تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔
۱۰	حافظ عبدالاسد صاحب علی گڑھ	۱۰	ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب صوفی ہاسٹل اسٹنٹ
۱۰	خان صاحب ڈاکٹر فضل احمد خان صاحب وزیر آباد	۱۰	زیلہ سجانی لکھنؤ فریقہ قیمت ٹکٹ ریل کنست
۱۰	منشی شیخ رحمت علی صاحب قانون گو ضلع امرتسر	۱۰	جو عطیہ کوٹ کے جیب میں تھے بقیہ ایس لیے۔

عظیم مقدار	نام و لقب	عظیم مقدار	نام و لقب
صہ	شیخ عبدالسبحان صاحب معرفت خان بہادر	صہ	میان حبیب اللہ صاحب رئیس مینو سبیل کشتن امر
صہ	شیخ خدا بخش صاحب رئیس امرتسر	صہ	فیروز الدین احمد ابن مولوی غلام مصطفیٰ صاحب
صہ	نام معلوم الاسم پانچ اصحاب از امرتسر	صہ	اہم اور ایل - بقرب نیاز - از امرتسر
صہ	فی کس عہدہ -	صہ	میان بڑے شاہ صاحب امرتسر
صہ	شیخ الہی بخش صاحب وکیل جھنگ -	صہ	مرزا فقیر محمد خان صاحب بیستانی رئیس پشاور
صہ	میان علی اللہ صاحب قصاب امرتسر	صہ	مولوی حکیم محمد عبدالصاحب رئیس پشاور
صہ	منشی اندوٹا صاحب جمہدار لاہور -	صہ	میان کریم بخش صاحب سوداگر چھاؤنی امرتسر
صہ	معلوم الاسم صاحب	صہ	خان بہادر محمد زمان خان صاحب جھنگ
صہ	میان غلام رسول غلام قادر صاحبان	صہ	مدار المہام ریاست ٹیکم گڑھ -
صہ	سوداگران پشمینہ امرتسر	صہ	منشی شیخ فیروز الدین صاحب محرم جوڈیشنل امرتسر
صہ	منشی سید احمد خان صاحب پشاور	صہ	مولوی چراغ علی صاحب رئیس محنت پور جالندھر
صہ	شیخ عبدالاحد صاحب معرفت خان بہادر	صہ	سردار بہادر خان صاحب امرتسر
صہ	شیخ خدا بخش صاحب رئیس امرتسر	صہ	سید ولی احمد صاحب رئیس کنڈہ ضلع موئیر
صہ	چودھری سلطان محمود صاحب رئیس ضلع ہوشیار پور	صہ	محنت علی نابالغ سپہ خان بہادر فتح الدین صاحب
صہ	منشی طالب اللہ صاحب نشین ساکن کمال پور	صہ	سابق اسپیکر محمد علی راجہ تانہ ساکن امرتسر
صہ	ضلع ہوشیار پور -	صہ	مولوی ہرلیح الدین صاحب مسل خوان افسر
صہ	میان شیر خان صاحب رئیس اڑمٹ	صہ	مال کرنال -
صہ	میان فضل الرحمن و فضل احمد صاحبان	صہ	ملک غلام محمد صاحب سوداگر امرتسر
صہ	ملازم کسرٹا پشاور -	صہ	چودھری بنی بخش صاحب رئیس تارن
صہ	قاضی عبدالرحمن صاحب رئیس پشاور	صہ	مرزا عبدالرحیم صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ
صہ	عالی عبدالنعمان صاحب رئیس لاہور -	صہ	انہار وائس پریسڈنٹ انجمن حمایت اسلام
صہ	منشی وزیر بخش صاحب شہر جرات	صہ	لاہور -

ع ۱	نامعلوم معروف نقشبندی صاحب ساری	ع ۱	منشی لالہ گیان چند صاحب منصف گروا پور
ع ۲	بابو بی شکری صاحب موری گنجا امرتسر	ع ۲	خواجہ عبدقدوس صاحب ساواگر شہینہ امرتسر
ع ۳	مستربندر داس صاحب بیراٹراٹ لاکرناٹی۔	ع ۳	میان غلام محمد صاحب منڈار فوگر امرتسر
ع ۴	خواجہ عبدالاعزیز نقشبندی علی صاحب انڈیا	ع ۴	متفرق معرفت منشی محمد حسین صاحب مسلخوان گروا پور
ع ۵	سید ابن علی صاحب ڈیرہ اعظم آباد	ع ۵	میان محمد بخش ملازم رئیس صاحب بھین پور
ع ۶	قیمت یک پیہ نیلام شدہ درعیہ	ع ۶	مولوی نور احمد صاحب پیروی امام مسجد
ع ۷	نامعلوم الاسم	ع ۷	شیخ بڑھا صاحب زحوم امرتسر۔
ع ۸	منشی میران بخش صاحب امرتسر۔	ع ۸	قاری عبدالکریم صاحب امام مسجد تھرا مسلمین
ع ۹	مولوی سراج احمد صاحب کس پورہ	ع ۹	امرتسر۔
ع ۱۰	منشی الہ بخش صاحب ایل۔ ایس۔ آسام	ع ۱۰	والدہ شیخ عبدالنعیم صاحب ساری
ع ۱۱	جنمال ریلوی مای گنگ ڈیس۔	ع ۱۱	اورتسر معرفت خان بہادر شیخ خدابخش صاحب
ع ۱۲	الہ دین صاحب نقاش امرتسر۔	ع ۱۲	مستری میران بخش صاحب سکھہ اڑھڑ
ع ۱۳	منشی عزیز الدین صاحب اخیالہ۔	ع ۱۳	نامعلوم الاسم صاحب۔
ع ۱۴	حاجی قادر میر صاحب سیالکوٹ۔	ع ۱۴	مولوی امام الدین صاحب شہر گجرات
ع ۱۵	محمد شریف صاحب طالب علم ہائی اسکول کواٹ۔	ع ۱۵	میان احمد بخش صاحب خیلا میرٹھ
ع ۱۶	مولوی حبیب الرحمن خان صاحب وانی	ع ۱۶	سیولایت شاہ صاحب مدرس اسلام
ع ۱۷	رئیس بھگین قیمت یک پیہ نیلام شدہ۔	ع ۱۷	اسکول پشاور۔
ع ۱۸	شیخ رحمت علی صاحب نقشبندی ساواگر	ع ۱۸	عبداللطیف خان صاحب بھین پور۔
ع ۱۹	ہوشیار پور۔	ع ۱۹	شیخ فضل محمد صاحب رئیس ہوشیار پور۔
ع ۲۰	میان کریم بخش صاحب بنری فروش۔	ع ۲۰	نام پھپھیا گیا۔
ع ۲۱	میان کریم بخش صاحب شیر فروش۔	ع ۲۱	سید محمد نجم الدین صاحب تھری خلع منظر تگر
ع ۲۲		ع ۲۲	منشی غلام نبی خان صاحب وپی میرٹھ
ع ۲۳		ع ۲۳	سنام ریاست پٹالہ۔

مقدار عظیم	نام و لقب	مقدار عظیم	نام و لقب
عمر	پیرزادہ عبد اللہ صاحب قنوج	عمر	شیخ غلام محمد صاحب دکاندار
عمر	مولوی حافظ سید صادق علی صاحب بیابان	عمر	چودھری حاکم صاحب -
عمر	عرب علی بن بو بکر الیافعی بھابھانگر	عمر	چودھری غلام رسول صاحب پٹیل
عمر	شیدی جوہر ہلال انجمنی	عمر	منشی عبد حکیم صاحب اسٹیٹ پلیر ناچند
عمر	مولوی غلام محی الدین صاحب پنجابی	عمر	میانجی نادر علی صاحب وکیل -
عمر	ادامہ محمد چوہدری ان -	عمر	میان گلاب صاحب حجام
عمر	مولانا لال صاحب ٹھیکہ دار پلور	عمر	مولوی جمیل صاحب مفتی شہر
عمر	مولانا شاد کھیاری	عمر	حکیم رمضان علی صاحب
عمر	منشی سجاد علی صاحب مورکٹھی -	عمر	شیخ عبد العزیز صاحب جوٹا ساز -
عمر	ڈاکٹر امیر الدین صاحب امرتسر	عمر	ڈاکٹر عبداللطیف صاحب اسٹیٹ پٹیل
عمر	میاں شعل الدین صاحب خیاٹا	عمر	مولوی سید الفقیر صاحب ناٹو ٹھنڈی خاٹو
عمر	میاں گل محمد صاحب بہاولان سوڈاگر	عمر	محمد حسین صاحب ٹھیکہ دار تباکو فروش
عمر	ڈاکٹر امرتسر -	عمر	محمد غلام الدین صاحب وکیل -
عمر	شیخ نبیل الزین صاحب سوڈاگر لوٹ امرتسر	عمر	نصرت اللہ صاحب چودھری منڈیان
عمر	میاں پروداد صاحب چجرادویات انڈیا	عمر	میاں پروداد صاحب بلوچ میر علی پور
عمر	میاں رحیم بخش صاحب گھڑی ساز	عمر	میاں صاحب عبدالحمید خاٹو صاحب
عمر	شیخ نور الہی صاحب -	عمر	بولنگر حسین صاحب فسر تعمیرات
عمر	مولانا شیخ صاحب طبیب سیالکوٹ	عمر	طہیم عبد الکریم صاحب -
عمر	بابر لال الدین صاحب	عمر	میاں فتح محمد صاحب قصاب
عمر	فتح محمد صاحب ملازم ڈیوڈ ایڈکوسیا کٹو	عمر	منشی صادق علی صاحب قنوج ضلع خراجو
عمر	منشی عبدالدین صاحب بھٹی ہوشیار پور	عمر	حاجی شیخ احمد اللہ صاحب
عمر	نور محمد صاحب پٹیالہ	عمر	منشی مقبول احمد صاحب

مقدار عظیم	نام و لقب	مقدار عظیم	نام و لقب
عمر	میان شادی کھٹیک صاحب پیالہ	عمر	شیخ الہ دین صاحب - پیالہ
عمر	میان رحیم بخش صاحب میال والا	عمر	شیخ الہ بخش صاحب
عمر	میان غلام قادر قصاب -	عمر	شیخ محمد ملک صاحب -
عمر	منشی غلام طاہر صاحب -	عمر	بابور سکندر خان صاحب -
عمر	غلام قادر خان صاحب بہادر نائب تحصیلدار	عمر	جعفر حسین صاحب -
عمر	جھنگ -	عمر	میان رحیم بخش صاحب
عمر	حاجی دین محمد صاحب شرف ضلع جھنگ	عمر	میان ابراہیم صاحب نیچہ بند
عمر	مولوی محمد عبدالرحمن صاحب مسلحان جھنگ	عمر	میان عبداللہ صاحب ڈوگر
عمر	ملک قطب الدین صاحب پشتر ایکسٹرا	عمر	میان برکت اللہ صاحب خیاط
عمر	اسسٹنٹ کمشنر جھنگ -	عمر	بھیکے خان صاحب -
عمر	پیر حسین دین صاحب - جھنگ	عمر	شیخ ستان علی صاحب
عمر	ہر متعالی صاحب نمبر دار چک ۱۸۱	عمر	منشی تفضل حسین صاحب
عمر	جھنگ -	عمر	میان حسین بخش گادر
عمر	میان جمال جیو صاحب فوگر امرتسر	عمر	میان حسین بخش صاحب
عمر	چندہ متفرق ازنا بھہ -	عمر	الہ بخش صاحب بھیکہ دار
عمر	مولوی محمد اسحق صاحب قنوج -	عمر	غلام محمد صاحب ساکن نگریہ شوق الہی پیالہ
عمر	منشی محمد رضا صاحب قنوج -	عمر	قیام الدین صاحب - پیالہ
عمر	ایک صاحب ساکن بھنڈہ ازنا بھہ	عمر	مولوی انوار احمد صاحب
عمر	مسماۃ جھنڈہ صاحبہ صوبہ دارنی نا بھہ	عمر	میاں نجیو عبدالمجید صاحب
عمر	میان رمضان صاحب حجام	عمر	میان احمد و رحمت اللہ صاحبان پیالہ
عمر	میان محمد سعید صاحب نوشہرہ	عمر	نور محمد صاحب تاجر چرم
عمر	میان علی بخش صاحب خیاط جالندھر	عمر	میان حکیم صاحب قصاب

مقدار عظیم	نام و لقب	مقدار عظیم	نام و لقب
۱۸	مرزا جان صاحب	۱۸	بابو نور الدین صاحب و قزوئیس -
۱۲	حافظ محمد اسماعیل صاحب	۱۸	غلام محمد صاحب ممتاز سیالکوٹ
۱۳	میان محمد صاحب	۱۸	میان جھنڈو صاحب شیر فروش ہوشیار پور
۱۲	سید محمد صاحب -	۱۰	شیخ کمال الدین صاحب چاول فروش -
۱۳	عبد الصمد صاحب	۹	شیخ عبد الحمید صاحب پیالہ -
۱۵	میان اسماعیل صاحب	۱۸	میان برکت اللہ چیراسی پیالہ -
۱۲	ابم بخش و نند صاحبان قصاب	۱۸	فتح محمد صاحب قصاب پیالہ -
۱۳	میان مولو صاحب	۱۶	خدا بخش صاحب قصاب پیالہ -
۱۲	فتح محمد صاحب قصاب	۱۶	نامعلوم الاسم در جلسہ امرتسر -
۱۳	رحمت عا صاحب قصاب	۱۴	نذیر صاحب خراسیہ - نابھ
۱۳	عظیم صاحب قصاب	۱۳	نانون صاحب راونت
۱۳	قادر صاحب قصاب	۱۳	میان صاحب معمار
۱۳	میان نور محمد صاحب خرازی	۱۳	بالم صاحب چودھری
۱۳	ماسٹر ہدایت اللہ صاحب بوڑھا سکول	۱۳	محمد یعسوب صاحب
۱۳	بابو بیک محمد صاحب پیالہ	۱۳	عمر صاحب معمار
۱۳	شیخ نور الدین صاحب	۱۳	اسماعیل صاحب بخارہ
۱۳	صوفی محمد سعید صاحب پراچہ نوشہرہ	۱۳	غلام محمد صاحب ستری معماران
۱۳	غلام جیدرو علی محمد صاحب سیالکوٹ	۱۳	نذیر محمد صاحب معمار
۱۳	پیرخان صاحب افغان نابھ	۱۳	کالو صاحب معمار
۱۲	زن بیوہ در جلسہ امرتسر -	۱۳	اکرم بخش صاحب نوربان
۱۲	میان حبیب اللہ صاحب جھلم	۱۳	متاجین صاحب شیر فروش ہوشیار پور
۱۲	میان محمد دین صاحب کپیو نڈر جھلم	۱۳	قاضی عالمگیر صاحب حفرت فروش

مقدار عظیم	نام و لقب	مقدار عظیم	نام و لقب
۲	میان انگا قصاب بیانیہ	۲	میان محمد علی صاحب امام مسجد پٹھانان سیالکوٹ۔
۲	میان سردار صاحب	۲	حافظ محمد فطیم صاحب۔
۲	ساقی غلام مصطفیٰ صاحب	۲	دین محمد صاحب نو مسلم۔
۲	کان صاحب کوٹ گرنہ	۲	نانک صاحب گولہ والہ
۲	ماٹرا صاحب راجپوت	۲	مولابخش صاحب جیراسی
۲	تختیہ خان صاحب جمدار نوبت نوازان	۲	غلام علی صاحب
۲	میان خدا بخش صاحب بیانیہ	۲	پنڈت گابیارام صاحب ہوشیار پور
۲	نامعلوم در طلبہ امرتسر۔		

فہرست چترہ اعانت ندوۃ العلماء جامعہ نہم سالانہ

عہدہ	عبدالسبحان صاحب و امین امرتسر	عہدہ	شیخ عبدالرحمن صاحب امرتسر
عہدہ	غلام رسول صاحب لد احمد جوہی	عہدہ	میان الہ دتا صاحب سکنا ضلع امرتسر
عہدہ	میران بخش صاحب لد کریم اللہ صاحب عطار امرتسر۔	عہدہ	غشی علم دین صاحب امرتسر
عہدہ	میان نور احمد صاحب امرتسر	عہدہ	میان سردتا صاحب ڈیل روٹی والاء
عہدہ	معرفت ملک احمد صاحب سوڈاگر پشیمہ امرتسر۔	عہدہ	میان شہاب الدین صاحب خیاط
عہدہ	محمد حسن صاحب کٹرہ جمیل سنگھ امرتسر	عہدہ	غشی غلام قادر صاحب
عہدہ	نظام الدین صاحب نان بانئ	عہدہ	احمد میر صاحب
عہدہ	مولوی کریم بخش صاحب	عہدہ	میان ولی محمد صاحب
عہدہ	میان عزیز الدین صاحب	عہدہ	عبدالرحمن صاحب
عہدہ	غلام قادر صاحب عوفی	عہدہ	خواجہ غلام مصطفیٰ صاحب
		عہدہ	میر حسن شاہ صاحب
		عہدہ	ملک عبدالعزیز صاحب

مقدار عظیم	نام و لقب	مقدار عظیم	نام و لقب
عمر	مولوی محمد ع صاحب مدرس امرتسر	عمر	نواب دین صاحب
عمر	محمد خلیل صاحب قلعی گڑ	عمر	احمد صاحب کلاہ ساز
عمر	رکن الدین صاحب اقبالہ	عمر	احکم رحیم بخش صاحب
عمر	محمد بخش صاحب	عمر	مولوی غدا بخش صاحب
عمر	شیخ محمد ہایون صاحب نواسہ خان بہادر	عمر	کالیو صاحب
عمر	شیخ خدا بخش صاحب رئیس	عمر	بابو شیخ الدین صاحب فیچر
عمر	مولوی فیض دین صاحب	عمر	ہالو بیتر محمد صاحب
عمر	میران بخش ولد کریم اللہ صاحب عطاری	عمر	غلام محمد صاحب
عمر	چودھری عبدالہ صاحب ترنارن	عمر	میان تاج الدین صاحب خلف میان
عمر	چراغ دین صاحب پٹواری نمر	عمر	غلام الدین صاحب
عمر	مبیا الکریم صاحب	عمر	غلام محمد صاحب ترنارن
عمر	نور الدین صاحب	عمر	ڈاکٹر سراج الدین صاحب ایم ڈی
عمر	میان جان محمد صاحب	عمر	فضل احمد صاحب طالب علم
عمر	غلام حسن صاحب کشمیری	عمر	صدر الدین صاحب طالب علم
عمر	میر علی و شیر محمد صاحب ہوشیار پوری	عمر	نبی بخش صاحب
عمر	غلام رسول صاحب اپیل نویس	عمر	غلام نبی صاحب
عمر	مہ میران بخش صاحب	عمر	احمد شیخ ولد عثمان شیخ صاحب
عمر	سید عبد الجلیل صاحب	عمر	علی محمد صاحب موضع شہل
عمر	غلام صاحب سندھی خالص صاحب	عمر	اسد و ناسا صاحب
عمر	لطیف احمد صاحب	عمر	فضل دین صاحب
عمر	محمد الدین صاحب	عمر	نبی بخش صاحب اقبال
عمر	فضل الہی صاحب	عمر	ابراہیم صاحب اقبال

مقدار عظیم	نام و لقب	مقدار عظیم	نام و لقب
عمر	غلام محمد صاحب زرگر امرتسر	عمر	فضل الدین صاحب امرتسر
عمر	فضل الدین صاحب قصاب	عمر	غلام حسن صاحب
عمر	میان احسن الدین صاحب داگر	عمر	امیر الدین صاحب
عمر	میان سردانا صاحب	عمر	محمد شاہ صاحب
عمر	میان کریم بخش صاحب پشاور	عمر	گل محمد صاحب
عمر	میان محمد رمضان صاحب	عمر	الدیار صاحب
عمر	غلام حیدر صاحب پشاور	عمر	نواب حسین صاحب
عمر	خواجہ جمیل شاہ صاحب سوداگر	عمر	خیر الدین صاحب
عمر	میان کرم الدین صاحب بخارا	عمر	حیدر حسین صاحب بخارا
عمر	میان عمر بخش صاحب پہلووان	عمر	السرد صاحب بخارا
عمر	میان امام بخش صاحب	عمر	مولوی قائم الدین صاحب
عمر	میان پیر بخش صاحب	عمر	رحیم بخش خان صاحب فتحپور راجپوتانہ
عمر	حضور وائین صاحب	عمر	عبدالواحد صاحب ملازم دفتر نمر
عمر	کریم بخش صاحب درزی	عمر	منشی نغز احمد صاحب مدرس
عمر	نواب علی خان صاحب	عمر	ملک شمس الدین صاحب موری گنج
عمر	غلام محمد صاحب ولد صدیق صاحب	عمر	میان غلام نبی صاحب بای با
عمر	احمد بابا صاحب سوداگر	عمر	میان غلام حسن صاحب
عمر	منشی عبدالمد خان صاحب	عمر	میان عبدالعزیز صاحب خیاط
عمر	منشی شمس الدین صاحب	عمر	پیر عبدالمد صاحب
عمر	منگا گوجر صاحب ساکن ضلع	عمر	میان محمد رمضان صاحب سادہ بان
عمر	میان محمد یعقوب صاحب لکی زئی امرتسر	عمر	میان عبدالغفار صاحب سوداگر
عمر	میان احمد جیو صاحب	عمر	میان احمد شاہ صاحب جلد ساز

مقدار عظیم	نام و لقب	مقدار عظیم	نام و لقب
عمر	شیخ مولانا بخش صاحب سوداگر امرتسر	عمر	میان عبدالرحیم صاحب سوداگر پشیمینہ امرتسر
عمر	شیخ فضل الہی صاحب چہرہ	عمر	میان عزیز الدین صاحب
عمر	میان عیسیٰ صاحب چودھری	عمر	میان عبدالرحمن صاحب رنگریز
عمر	عبدالرزاق صاحب نقاش	عمر	عبدالسدوا الہی بخش صاحبان
عمر	میان سراج الدین صاحب گوہر	عمر	میان خیر جو صاحب حکاک
عمر	احمد صاحب قلعی گرتالاب ٹنڈہ	عمر	منشی غلام احمد صاحب ملازم عبدالغفار صاحب
عمر	رسول میر صاحب دلال پشیمینہ	عمر	امرتسر۔
عمر	میان حیدر حسین صاحب گورنمنٹ اسکول امرتسر	عمر	میان بنیر جو صاحب قلعی گرتا امرتسر
عمر	میان محمد خلیل صاحب سوداگر معرفت ملک احمد صاحب	عمر	میان الہی بخش صاحب رنگریز
عمر	میان غلام محمد صاحب سوداگر	عمر	میان غلام نبی صاحب حکاک
عمر	غلام محمد صاحب	عمر	میان محمد اسماعیل صاحب
عمر	میان غلام شیخ صاحب ڈیورہ صہی کرمون	عمر	میان دین محمد صاحب رفوگر
عمر	پیرزادہ محمد علی صاحب ملازم جزام خانہ ترنتارن	عمر	میان سکندر خان صاحب بچکن ساز
عمر	غلام نبی صاحب دکان دار ترنتارن	عمر	دلی محمد صاحب رفوگر
عمر	حاجی سفیر الدین خان صاحب پانی پت	عمر	معرفت
عمر	حافظ عبدالرحمن صاحب	عمر	حاجی بخش صاحب
عمر	حافظ خدا بخش صاحب	عمر	رسل شاہ صاحب
عمر	حاجی محمد ابراہیم صاحب	عمر	شیخ تھو صاحب
عمر	قاضی عبدالخالق صاحب	عمر	معرفت حاجی غلام حسین خدا بخش
			شمس الدین صاحبان
			شیخ عظیم بخش صاحب
			میان فتح محمد صاحب پڑاہ

مقدار عظیم	نام و لقب	مقدار عظیم	نام و لقب
عمر	محمد سعید صاحب لاہور	عمر	سید گوہر علی شاہ صاحب بہرام پوٹلیع گرد اسپور
عمر	منشی کریم بخش صاحب "	عمر	محمد حسین صاحب "
عمر	منشی محمد حسین صاحب "	عمر	نبی بخش صاحب "
عمر	حامد علی صاحب چشتی ریلوی اوتس "	عمر	شیخ نبی بخش صاحب "
عمر	مولوی جان محمد صاحب "	عمر	اسد بخش صاحب "
عمر	حافظ اسد بخش صاحب "	عمر	مولوی عبدالرشاد شاہ صاحب "
عمر	محمد جلال الدین صاحب "	عمر	نعمت اللہ صاحب "
عمر	حاکم علی صاحب مطیع سول بیٹری گڑھ "	عمر	علی احمد صاحب "
عمر	عبدالرحیم خان صاحب داروغہ صفائی "	عمر	حافظ خدابخش صاحب بشالہ
عمر	علی محمد صاحب ظویہ شاہ نواز	عمر	علی بخش صاحب لوہار
عمر	محمد سعید صاحب ظویہ شاہ نواز لاہور	عمر	محمد خیرات اللہ صاحب واعظ بالوی
عمر	مولانا بخش صاحب	عمر	عبدالحی صاحب خلیف مولوی محمد حسین صاحب
عمر	محمد الدین صاحب موچی دروازہ "	عمر	مستخوان گرد اسپور۔
عمر	میان اسد بخش صاحب بازار سید مٹھہ "	عمر	محمد جان صاحب پٹواری موضع جوگر ضلع گرد اسپور۔
عمر	خواجہ خلیل شاہ صاحب رئیس لڑھیانہ "	عمر	عبدالعزیز خان صاحب لاہور
عمر	بابو محمد جعفر صاحب "	عمر	عبدالکریم صاحب مختار "
عمر	سلیم الدین صاحب ایم بی اسکول "	عمر	محمد جمال صاحب سوداگر "
عمر	محمد کرم صاحب "	عمر	شیخ محمد شریف صاحب سوداگر ٹوبہ "
عمر	حسین بخش صاحب جلد ساز	عمر	عبدالحق صاحب
عمر	حافظ محمد امین صاحب پشاور	عمر	مولوی غلام مصطفیٰ صاحب ایم او ایل
عمر	حافظ عبدالکریم صاحب "	عمر	منظر الدین صاحب منظر۔ فرنگ۔
عمر	فضل الرحمن صاحب "	عمر	

مقدار عظیمہ	نام و لقب	مقدار عظیمہ	نام و لقب
عمر	شیخ محمد الدین صاحب وکیل مجسم	عمر	غلام احمد صاحب پشاور
عمر	ملک محمد حیات صاحب ٹھیکہ دار	عمر	حافظ خیر الدین صاحب
عمر	مولوی فقیر محمد صاحب سرای اسد	عمر	حافظ فضل رب صاحب
عمر	بابو غلام حسین صاحب سب اور سیر تعلیم	عمر	حافظ بزرگ شاہ صاحب
عمر	بابو میران بخش صاحب ٹھیکہ دار	عمر	میر بادشاہ صاحب
عمر	مستری عبدالکریم صاحب	عمر	ولایت علی شاہ صاحب
عمر	شیخ محمد الدین صاحب نو مسلم ٹھیکہ دار	عمر	عبدالصمد صاحب
عمر	مستری عمر بخش صاحب جالندھر	عمر	عبدالرحیم صاحب
عمر	محمد احمد خان صاحب	عمر	شیر احمد صاحب
عمر	سید رحمت اسد شاہ صاحب	عمر	مولوی عبدالاحد صاحب چارسدہ
عمر	مولوی غلام رسول صاحب مدرس	عمر	قاضی سید علی شاہ صاحب نوشہرہ
عمر	مشن اسکول جالندھر	عمر	محمد سعید صاحب ٹھیکہ دار
عمر	علی بخش صاحب جالندھر	عمر	عنایت علی خان صاحب رسالہ دار رسالہ نسبہ نوشہرہ
عمر	خیر الدین صاحب کھار پھڑی والا	عمر	جامی محمد خان صاحب نوشہرہ
عمر	ماسٹر رحمت علی صاحب تھی پور	عمر	قاضی حسین دین صاحب ایم۔ بی اسکول سیالکوٹ
عمر	حکیم سید عطاء محمد شاہ صاحب علاول پور	عمر	علی بخش صاحب سیالکوٹ
عمر	سید محمد شاہ صاحب انسپکٹر پولیس	عمر	ذمانت علی شاہ صاحب
عمر	منشی تنگ باز خان صاحب بستی شیخ	عمر	رحمت الدین صاحب چندر کی شہر ضلع
عمر	منشی نبی بخش صاحب مسلمان جج	عمر	بابو حبیب علی خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر جہلم
عمر	منشی شمس الدین صاحب بحر رعایتہ گل	عمر	
عمر	منشی مرزا عباد الدین بیگ صاحب	عمر	
عمر	منشی عطاء محمد خان صاحب مسلمان بستی نشمنڈان	عمر	

عظیم مقدار	نام و لقب	عظیم مقدار	نام و لقب
عہدہ	منشی فقیر احمد صاحب نقل نویس	عہدہ	میر امام الدین صاحب سہ عالی جالتیہ
عہدہ	محمد حسین صاحب سوداگر جرم	عہدہ	منشی محمد یامین صاحب ناظر تحصیل
عہدہ	علی بخش صاحب معلم بی اسے کلاس	عہدہ	میان محمد بخش صاحب وکیل
عہدہ	غلام محمد صاحب	عہدہ	حاجی مراد بخش صاحب
عہدہ	میان عبدالعزیز صاحب نمبردار موضع	عہدہ	منشی علی گوہر صاحب پیشتر انسپٹر
عہدہ	مرب دیال ضلع ہوشیار پور	عہدہ	امین خان صاحب تصور
عہدہ	محمد بخش صاحب مختار ملتان	عہدہ	حافظ حاجی محمد صاحب
عہدہ	میان کریم بخش ظروف فروش ملتان	عہدہ	محمد شفیع صاحب ظلف مولوی فضل الدین
عہدہ	محمد بخش صاحب خانپور ضلع ہوشیار پور	عہدہ	صاحب تصور
عہدہ	محمد سعید صاحب ملازم رئیس بھکین پور	عہدہ	حافظ محمد عثمان صاحب
عہدہ	محمد بخش صاحب	عہدہ	حافظ احمد صاحب
عہدہ	چوہدری کالو خان صاحب اچوت	عہدہ	حافظ محمد شریف صاحب
عہدہ	نذیر احمد صاحب بانس بریلی	عہدہ	مولوی عبدالعزیز صاحب گوجرانوالہ
عہدہ	فدا حسین صاحب	عہدہ	میان بنی بخش صاحب ہوشیار پور
عہدہ	مصطفی الدین صاحب	عہدہ	معرفت میان عبد الحمید صاحب خلف بابو
عہدہ	محمد اسماعیل صاحب	عہدہ	میران بخش صاحب مختار عدالت امرتسر
عہدہ	مولوی قمر الزمان صاحب	عہدہ	از ہوشیار پور حسب ذیل -
عہدہ	کبیر خان صاحب بھاو لپور	عہدہ	شیخ سلطان احمد و نور احمد سوداگر پان
عہدہ	مولوی عبدالوہابی صاحب لکھنؤ	عہدہ	دیپا رچہ پالم پور -
عہدہ	حسین بخش ملازم شیخ عبدالہ صاحب رئیس	عہدہ	میان نور ماہی صاحب ساکن دوسوہ
عہدہ	چندوسی	عہدہ	امام دین صاحب سوداگر جرم
عہدہ	دین محمد صاحب بسردر ضلع سیالکوٹ	عہدہ	میان نور الہی صاحب طالب علم بی ای کلاس

مقدار عظیم	نام و لقب	مقدار عظیم	نام و لقب
عده	شمس الدین ملازم مولوی یحییٰ الزمان	عده	محمود شاہ صاحب سہارنپور
عده	خان صاحب رئیس شاہجہان پور	عده	قاضی خادم حسین صاحب
عده	بشارت ملازم مولوی بدیع الزمان	عده	علی محمد صاحب ملازم مولوی محمد یار و خان
عده	صاحب گریانی	عده	صاحب وکیل المورٹہ
عده	یار محمد خان صاحب گجرات	عده	نور مہی صاحب نائب مدرس اسکول
عده	حافظ عبد القدیر صاحب ایڈیٹر المکتبہ	عده	تلونڈی
عده	محمد اصغر صاحب	عده	محمد صابر صاحب روپڑ
عده	سید عبد العزیز صاحب رئیس ہسپتال	عده	جلال الدین صاحب
عده	سید راحت علی صاحب امر دہہ	عده	عبد الرشید صاحب چھاونی اقبالہ
عده	شرافت الدین صاحب شاہجہان پور	عده	شکری اسلام صاحب
عده	منظور علی بیگ صاحب	عده	شبیر احمد صاحب سہارنپور
عده	رحمت حسین صاحب سہارنپور	عده	شیخ السرخش ملازم حکیم عبد الحمید صاحب لکھنؤ
عده	بیاز محمد صاحب رامی پوری	عده	شیخ سالار بخش ملازم خان بہادر نئی
عده	چو دھری عبد الکریم صاحب علاقہ پٹیالہ	عده	اطہر علی صاحب لکھنؤ
عده	شیخ حسین صاحب ملازم شیخ منیر الدین	عده	شیخ رمضان علی
عده	صاحب پٹیالہ	عده	شیخ محرم علی ملازم ناظم صاحب وادۃ العلماء
عده	حکیم محمد اسماعیل صاحب وفس قانونی	عده	

فہرست چندہ دارالعلوم بابت سال ۱۳۱۹ھ

عده	معرفت خان صاحب باقر علی صاحب آنریری بمبئی	عده	شیخ نظیر حسن صاحب تعلقہ اگریہ ضلع بارہنکی
عده	دستوری وقف مذکور بحساب عام ماہول من	عده	منشی عبدالغفار صاحب شاہین پور ضلع بدایون
عده	ابتدای محرم سنہ ۱۳۱۹ھ شعبان ۱۳۱۹ھ	عده	ادجالہ داد وقف شیخ ولایت علی مرحوم رئیس پٹیالہ

عقبہ مقدار	نام و لقب	عقبہ مقدار	نام و لقب
۱۰	مولوی محمد عرفان صاحب رس پانی پت	۱۰	منشی محمد عمر صاحب رئیس باپور محافظہ دہلی ریاست ناگودہ دفعات
۱۲	مولوی امام الدین صاحب فرخ آباد	۱۲	مسماة معلوم الاسم صاحبہ از پانی پت
۱۰	متفرق چندہ معرفت پیر ظہور احمد صاحب از پانی پت	۱۰	بقیہ چندہ علی گڑھ معرفت حافظ محمد صدیق صاحب
۱۸	قاضی دکان الاسلام صاحب پانی پت	۱۸	ملک میر خان صاحب نیشنل سوار قائم گنج
۱۸	حاجی محمد مستقیم صاحب	۱۸	سید حافظ اکبر صاحب ٹیکل ہال بلند شہر
۱۸	منشی منور حسن صاحب تعلیم بی کے کلاس	۱۸	میر محمد احسن صاحب بی ایل فتح گڑھ
۱۸	حافظ نور محمد صاحب فرخ آباد	۱۸	بابو گلزار احمد صاحب سوداگر خیمہ
۱۴	الہیہ حاجی اکبر صاحب پانی پت	۱۴	منشی عاشق علی صاحب سٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پورہ
۱۴	محمد حسین صاحب نور بان پانی پت	۱۴	مولوی لطف اللہ صاحب مہتمم مدرسہ اسلامی پانی پت
۱۴	مسماة خیراتو خادمہ	۱۴	سید علی حسین صاحب پانی پت
۳۰	چندہ متفرق	۳۰	قاضی محمد رزق احمد صاحب علی نذرار
۳۰	اکبر بیگ صاحب	۳۰	نواب نذیر احمد خان صاحب رئیس
۱۲	رئیس بیلا ضلع گیا۔	۱۲	مولوی عبدالسلام صاحب عباسی
۱۰	مولوی حکیم سید علی صاحب ناظم عدالت پربھنی صوبہ اورتنگ آباد (دکن) بدفعات	۱۰	فرست و ظیفہ دہندگان دارالعلوم
۱۰	حاجی ساقی داد خان صاحب رئیس قائم گنج	۱۰	نام و لقب
۱۰	جناب مولوی سید محمد علی صاحب ناظم نذوقا لعلیہ	۱۰	امیر الامام ناصر الاسلام خان بہادر شیخ
۱۰	فرست خزانہ محمدیہ بابت سال تم	۱۰	بہادر الدین صاحب سی آئی ای وزیر ریاست جونانگڑھ
۱۰	نام و لقب	۱۰	خان بہادر حاجی شیخ قادر بخش صاحب رئیس وممبر ڈسٹرکٹ بورڈ فیض آباد اودھ
۱۰	منشی محبوب الہی صاحب انسپکٹر تھانہ کونہ خراج	۱۰	مولوی سید عبدالقدیر صاحب ایم اے

مقدار عظیم	نام و لقب	مقدار عظیم	نام و لقب
عج	میر عثمان علی صاحب فتح روم در اراجہ و دیہا	ست	مولوی محمد عمر صاحب رئیس بارہ پورہ
ع	منشی عمران خالص صاحب خانہ دار سنگ غلیغ کرنال	ست	منشی محمد احسان علی صاحب کاکوری
ع	منشی محمد شریف صاحب صاحب مارنٹ کرنال	ست	منشی محمد اشرف علی صاحب
ع	حافظ محمد یعقوب صاحب بانی پتی	فہرست عظیم ہجرت خانہ اسلام آباد سال ہجرت	
ع	مرزا محمد فصیح صاحب کابل لکھنؤ عدد کمال بکری		
ع	مولوی سید ظہیر احمد صاحب کابل لکھنؤ عدد کمال بکری	ع	موسیٰ حاجی کھیل صاحب معرفت محمد زکریا صاحب
ع	مولوی محمد عمر صاحب پورہ قہر قہر کمال قربانی	ع	رحمت - اپنی ملک ملیبارہ
ع	معرفت منشی ظہیر الدین صاحب قیمت کمال قربانی	ع	مبین حاجی شکو رطابہ صاحب تاجربانات
ع	منشی علی احمد صاحب سب لکھنؤ ایک کمال	ع	بھادو انگر کاٹھیا واٹو -
ع	حافظ محمد حسین صاحب فرخ آبادی قیمت کمال قربانی	ع	منشی سید محمد رفیع از علی صاحب رئیس فیض آباد
فہرست تنظیمات اشیا و ریاستہ امر قس		ع	مولوی فدا حسین صاحب رئیس رتنی ضلع گجرات
کوٹ	ڈاکٹر عبدالنواب صاحب صوفی	ع	فہرست آمدنی عدد کرنال ہجرت سال ہجرت
وہب کوٹ	..	ع	عبدالرشاد خان صاحب رئیس قانگرا
فلک پونی	..	ع	منشی سید فیض محمد صاحب ڈپٹی سیکرٹری
جی بی گھری	میان عبدالصمد صاحب صوفی خلف ڈاکٹر صاحب	ع	گورگانوہ
..	میان محمد بخش صاحب خیاط امرتسر	ع	مولوی عبدالغنی صاحب بہاری متوسل ریاست
جی بی سفید	مولوی نور احمد صاحب پیروری امرتسر	ع	حیدر آباد دکن -
صدری	برای قاری عبدالسلام صاحب بانی پتی	ع	سید علی احمد صاحب سید گلرک و قریب کرنال
جی بی گھری	دارو دہ سید عبدالرحمن صاحب ساکن نوگیر	ع	قیمت کمال قربانی معرفت سید صاحب مدوح
..	مولوی محمد اسرار الحق صاحب واعظ انجمن حمایت اسلام	ع	منشی کرم عظیم صاحب مدرس اول بابوڑ
..	..	ع	مرزا قاسم بیگ صاحب جغتائی ڈپٹی کلکٹر لکھنؤ
..	..	ع	قیمت ۶ عدد کمال بھٹی -
..	محمد اسماعیل صاحب طالب علم مدرسہ اسلامیہ امرتسر	ع	..

قیمت فروخت اشیا عطیہ جلسہ وغیرہ	مقدار رقم	قیمت گھڑی آمدہ در طلبہ امرتسر اور اندوہ العلماء
قیمت زیورات طلائی و نقرئی آمدہ از پانی پت	مقدار رقم	قیمت گھڑی آمدہ جلسہ پٹنہ بہرہ دار العلوم یک
در امداد دارالعلوم۔		قیمت گھڑی آمدہ جلسہ امرتسر اندوہ العلماء
قیمت فروخت گھڑی آمدہ جلسہ کلکتہ بہرہ دارالعلوم	مقدار رقم	قیمت گھڑی ریلوے ریگبٹ پٹنہ آمدہ جلسہ پٹنہ
قیمت فروخت پارچہ جات عطیہ اصحاب راکین	مقدار رقم	قیمت زیورات نقرئی آمدہ جلسہ عام مسجد
در طلبہ امرتسر معرفت بابو نظام الدین صاحب	مقدار رقم	شیخ خیر الدین مرحوم امرتسر۔

فہرست کتب عطیہ اصحاب کتبم برای کتب خانہ ندوۃ العلماء و دارالعلوم بابت سال نہم

نام معطی مع پتا	اسم ای کتب مع تعداد جلد	کیفیت
سید ابن علی صاحب	افسون صغیر ابیکم علی قرہ جذبہ دل سفر نامہ شاہ جبرینی سوانح عمری نندہ	جلد ایک سو
ایڈیٹر پریس عظیم	بانی خوشی نگار خانہ منصور سوانح عمری حضرت سعدی رحمہ اللہ	جلد ۲ و ۳ نسخہ قیمتی
مراد آباد	سوانح عمری مولوی غلام محمد سوانح جمشید القارون سوانح راجہ زائن	جلد ۱۰
	برشاد بوہڑستان غوثیہ و قانع ناوری تاریخ بغدادی مارہ قرآن شریف	جلد ۲
	تاریخ بابل و فینوسی تریاق التسم رسالہ کیمیا کیمیا کیمیا کیمیا	جلد ۱
	مرآت خیال دیوان دلدار علی مذاق دکھی کی پکار مناجات باسما	جلد ۱
	باری تعالیٰ دارالسلام فلاح دارین رسالہ نجم الغنی منشی القواد	جلد ۱
	مناقب سلیمانی نوامد الفواد منہاج السالکین ذکر رحمتی	جلد ۱
	تفتیح المؤمنین تائید الاسلام حقیقت کتاب اسد کلام مجید عربی	جلد ۱
	حسنہ غوثیہ صلوة احمدیہ الغوثیہ شرح پهل کاف قاطع البدعات	جلد ۱
	مخیر احسنات صلوة احمدیہ افانہ قلبیں عامری جوشیں رحمت	جلد ۱
	حدود النار سنج زنبیل تاریخ آداب المریدین مہربان تلمیسی در طلب	جلد ۱
	تسمیہ الی در اسد شرح دیوان احکامہ التعلیقات علی التبع المعلقات	جلد ۱
	نیا باری افزینش تذکرہ قریبین الوریحستانی رد البدعا آخر اقبال تاریخ ہجرت	جلد ۱

کفیت	اسمائی کتب مع تعداد و جلد	نام مصطلح مع پتا
<p>محل ایک نقشہ از جلدین قیمتی الخصیہ جلدین عطا کی تھیں۔</p>	<p>قواعد السالکین - مخاربات بلونا ہر حصہ مخاربات تقسیمی ہر حصہ تاریخ خاندان عثمانیہ ہر حصہ تاریخ مراکش اسلامی دنیا کا فوٹو مفروضہ مظالم ارمینیہ - فرسٹینٹینہ واقعات مردم سلطنت عثمانیہ کی موجودہ حالت کوہ تان کی پری مظالم انگریزی بست عالمی حکومت نقشہ حجاز ریوسے - پنج گنج زبردہ (کافیہ مجموعہ منطق مصدق فیوض) میر تقی باگل کرم خورد اخلاق حسنی سکندر رائے بری جلد شرح سکندر نامہ جلد (صفوۃ العصاد قواعد فاسی دیوان غنی جلد) (مراح الارواح تصویریں لکیری لوزک و سعید) شرح فلہوی - رقعات عالمگیری ارژنگ نرنگ ششم شاہ ادب فلمی تصانیف مجموعہ خلاصہ الفقہ خلاصہ القراءات مفردہ قرآنی تفسیر فی تفسیر نظم و بین رقعات مرزا قلیل بہار دانش (در سالہ مناظرہ علمی واقعہ الفتوی مجموعہ کافیہ مشونہ قدیم) (مجموعہ ان بوستان) (میزان ششمین) (پنج گنج زبردہ میرزا میر بدایر النور فصول لکیری) (عمدۃ البصائر) (مجموعہ شرح گلستان حدیقہ الاولیا اردو مظالم شہل ریوسے</p>	<p>مولوی محمد انشا الدخان صاحب عیندار انعام آباد دھارواڈیٹر اخبار وطن لاہور - منشی محمد اختر صاحب مجموعی ڈاکخانہ شہر ضلع پٹنہ -</p>
<p>جلد نام لکھ</p>	<p>اسلامی طہارت اردو ۲ جلد</p>	<p>مولوی احمد الدین ایکن مکس صدر ضلع سیالکوٹ</p>
<p>منشی یاز علی ذوالفقار</p>	<p>کتاب تعلیم الدین (فارسی) مطبوعہ کے اسی نسخہ قیمتی کچھ روپیہ</p>	<p>منشی یاز علی ذوالفقار مضیع افغانی امرتسر</p>
<p>منشی کریم بخش صاحب رسالہ انوار الاسلام</p>	<p>انسان اور اسکی تقدیر پائے نبی کے پیام سے حالاً تہ قرآن مجید کے کلام الہی ہونیکا ثبوت پچاس مذہبی سوالات کے جوابات -</p>	<p>منشی کریم بخش صاحب رسالہ انوار الاسلام</p>
<p>منشی غلام نبی شاہ قادر شاہی</p>	<p>رسالہ کبریت امر شرح انوار العاشقین ۲۰۰ نسخے</p>	<p>منشی غلام نبی شاہ قادر شاہی</p>

کثیفیت	اسمائی کتب مع تعداد	نام معطی مع پتا
جلسہ امرتسر	انتزاع ریاضی (قیمتی حصہ روپیہ کی)	مولو محمد حسن صاحب فیض
عطا کین تعلیم	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	ایم بی کالج امرتسر
جاننے قائم تر	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	خواجہ جلیہ صاحب ایم بی
خواجہ جلیہ صاحب	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	مدرس اسلامیہ اسکول امرتسر
عطا کین تعلیم	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	مولو محمد فضل حکیم ایچی محمد
مہم شعبان شہ	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	مما صاحب شاہ پور
اجادی الاخر	آثار السن لامع الاقوار	مولوی ظہیر حسن صاحب
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	شوق نبوی عظیم آبادی
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	حکیم اکرم فضل حسین صاحب
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	منظف پور
جلسہ امرتسر	قرآن مجید کی تعلیم کا قاعدہ اردو کا قاعدہ طریقہ تعلیم قاعدہ قرآن مجید	مولوی نور محمد صاحب
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	مدرسہ حقانی لہویا
جلسہ امرتسر	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	حافظ فضل اکرم صاحب
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	بسمولی نذیر بدایون
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	مولوی محمد عبدالحی صاحب
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	دکیل چندوسی
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	مولوی غلام نبی صاحب
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	حنیف قادری کلا نوری
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	مسجد کڑہ موتی رام امرتسر
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	نامعلوم الاسم حضرات
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	بوقع جلسہ امرتسر
"	انگلش ٹرانسلیشن برای دفعہ چارم انگلش ٹرانسلیشن برآؤفہ پنجم	ازتورات و انجیل -

فہرست چندہ مسلمانین اہل ہندوہ شملہ بابت سال مشتم گزشتہ سہ و سہ ہجری

رقم	پتہ نام اور لقب	پتہ نام اور لقب	رقم	پتہ نام اور لقب	رقم
	دارالعلوم	وتیامی چندہ متفرق روز عید الفطر	۶	بابو سجد الکریم صاحب نقشبہ تونس	رکنیت
۱۱	از مساجد شملہ	چندہ عید الضحیٰ	۱۲	پبلک دست شملہ	دارالعلوم
۱۲	قیمت چہرہ ہا قربانی عطیہ حضرات	مندرجہ ذیل حساب عم فی جرم		متفرق از بازار معرفت مولوی	"
۱۳	بابو عبدالعزیز صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		غلام محمد صاحب میر ہاشم علی صاحب	
۱۴	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		دانشی محمد رمضان صاحب	
۱۵	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		دانشی احمد حسین صاحب	
۱۶	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		دانشی میر احمد صاحب کپاز پیر کشن	
۱۷	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		نائب گورنمنٹ پریس	
۱۸	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		مولوی منعم الدین صاحب انگیز امتر	دارالعلوم
۱۹	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		گورنمنٹ پریس	وظیفہ و رکنیت
۲۰	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		متفرق از گورنمنٹ پریس معرفت	دارالعلوم
۲۱	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		مولوی صاحب مہر جوج	وتیامی
۲۲	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		دانشی حبیب اللہ صاحب	دارالعلوم
۲۳	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		معرفت بابو غلام محی الدین صاحب	"
۲۴	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		بابو عبدالغنی صاحب سب اور سیر	"
۲۵	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		مینوسپیل کمیٹی شملہ	
۲۶	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		مولوی غلام محمد صاحب - مدرس	دارالعلوم
۲۷	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		عربی - ایم - بی - اسکول	وظیفہ و رکنیت
۲۸	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		متفرق در محافل میلاد واقع	دارالعلوم
۲۹	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		پوشینیہ اسکول	
۳۰	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک	بابو محمد جہانگیر صاحب - یک		دانشی غلام حسین صاحب کپاز پیر گورنمنٹ پریس	"

۱۴	منشی یعقوب علی صاحب	دارالعلوم	۱۴	بابونور محمد خان صاحب ریواٹرز	دارالعلوم
۱۲	میر تقی الدین صاحب	"	۱۸	سید فرزند علی شاہ صاحب بڈرہ	دارالعلوم
۱۲	منشی عبدالکریم صاحب اول	"	۲	بابو حفیظ اللہ صاحب	دارالعلوم
۱۲	منشی عبدالکریم صاحب دوم	"	۱۲	ماسٹر سلطان عثمان صاحب	"
۱۲	منشی وزیر خان صاحب	"	۱۴	میر الطاف حسین صاحب	"
۱	صوفی محمد شفیع صاحب	"	۱۸	بابو کریم بخش صاحب	"
۱۱	محمد وزیر صاحب	"	۱۸	منشی محمد عظیم صاحب	"
۱۴	سید نجل حسین صاحب	"	۱۸	منشی نور محمد صاحب	"
۱۲	منشی بشیر احمد صاحب سیکشن نمبر ۳	"	۱۸	منشی خضر محمد صاحب	"
۱۲	منشی غلام مصطفیٰ صاحب	"	۱۴	منشی دین محمد صاحب	"
۱	منشی آلہ دین صاحب کپاڑیٹر	"	۱۴	منشی محمد اکبر صاحب	"
۱	منشی الہی بخش صاحب	"	۱۲	سید جلال الدین شاہ صاحب	"
۱۴	منشی پیر بخش صاحب	"	۱۴	سید محمد علی صاحب	"
۱۲	منشی محمد دین صاحب سیکشن نمبر ۳	"		پیر ظہور احمد صاحب پریس	"
۱۲	منشی سید ولایت شاہ صاحب	"	۱۴	ریواٹرز	"
۱	منشی سید اکبر علی صاحب	"	۱۴	منشی سید حاکم علی شاہ صاحب	رکفیت دارالعلوم
۱۲	منشی روشن علی صاحب سیکشن نمبر ۳	"	۱۴	منشی محمد دوم احمد صاحب	دارالعلوم
۱۴	منشی محمد رمضان صاحب	رکفیت	۱۴	فورین فارن سیکشن	"
۱۴	منشی محمد ابراہیم صاحب	دارالعلوم	۱۴	سید محمد عمر صاحب جنرل فورین	رکفیت
۱۴	منشی حشمت اللہ صاحب	"	۱۲	منشی عبدلرزاق صاحب کپاڑیٹر	دارالعلوم
۱۲	منشی عبدالغنی صاحب	"	۱۴	نامعلوم الاسم صاحب	"
۱۲	منشی عمر دین صاحب کپاڑیٹر	دارالعلوم	۱۴	منشی عبدالغنی صاحب سیکشن	دارالعلوم
۱۴	سیکشن نمبر ۳ گورنمنٹ پریس	"	۱۸	میرا گورنمنٹ پریس	"
۱۸	منشی عبدالشکور صاحب	"	۱۴	منشی خدا بخش صاحب سٹنٹ	تیامی
۱۲	منشی کلویان صاحب	"	۱۲	منشی ولی محمد خان صاحب کپاڑیٹر	دارالعلوم

۱۴	میان چچو صاحب	دارالعلوم	۱۴	منشی سراج الدین صاحب دوم	دارالعلوم
۱۲	منشی عبدالرحمن صاحب	"	۱۶	منشی آله بخش صاحب کیا زبیر	رکنیت
۱۴	سائین خدا بخش صاحب	"	۱۲	صوفی کرم الہی صاحب سیکشن نمبر	دارالعلوم
۱۲	منشی سراج دین صاحب	"	۱۱	منشی جلال الدین صاحب	"
۱۲	منشی قطب علی صاحب	"	۱۲	منشی محمد بشیر صاحب	"
	منشی محمد حقیقہ صاحب سٹنٹ	"	۱۲	منشی سعید الدین صاحب	"
۱۶	سیکشن نمبر	"	۱۴	منشی محمد حسین صاحب سیکشن نمبر	"
۱۶	حافظ عبدالکریم صاحب کیا زبیر	رکنیت	۱۲	منشی حبیب اللہ صاحب سوم	"
۱۸	منشی ابراہیم خان صاحب	دارالعلوم	۱۲	منشی نورا احمد صاحب	"
۱۸	منشی محمد عثمان صاحب	"	۱۲	منشی سراج الدین صاحب	"
۱۴	منشی اکبر علی صاحب	"	۱۱	منشی کفایت اللہ صاحب	"
۱۲	منشی محمد یوسف صاحب	"	۱۱	منشی وزیر بیگ صاحب	"
۱۲	منشی محمد اسماعیل صاحب	"	۱۴	منشی شیخ آله دین صاحب	"
۱۴	منشی محمد دین صاحب	"	۱۲	منشی بنی بخش صاحب سوم	"
۱۴	منشی حبیب اللہ صاحب	"	۱۲	منشی عطا محمد صاحب	"
۱۲	منشی میان صاحب	"	۱۱	منشی محبوب احمد صاحب	"
۱۱	منشی سید محمد حسین صاحب	"	۱۱	منشی سول بخش صاحب	"
۱۲	منشی حسین خان صاحب	"	۱۲	منشی غلام حسن صاحب	"
۱۳	متفرق از نور منٹ پریس شملہ	"	۱۴	منشی شیخ گلن صاحب	"
	از پوٹیمہ اسکول سرگت	"	۱۱	منشی محمد اسحق صاحب	"
۱۶	خانسان صاحبان	"	۱۲	منشی خدا بخش صاحب سیکشن نمبر	"
	شیخ سیرت اللہ صاحب ٹھیکہ لڑی پورہ	رکنیت		منشی عبدالکریم صاحب کیا زبیر	دارالعلوم
۱۶	متصل مارکٹ	دارالعلوم	۱۴	سیکشن نمبر گورنمنٹ پریس	"
	بابو غلام محمد الدین صاحب	تیامی	۱۴	منشی معراج دین صاحب	"
۱۶	کمپ لڈا گورنمنٹ پریس شملہ	"	۱۱	میان ملک صاحب	"

دارالعلوم	محمد صدیق صاحب ملازم پوٹینیہ اسکول	۷۱	رکنیت و	مستری وزیر خالص صاحب و کانڈار
رکنیت	میر جمال الدین صاحب نقشہ نویس	۷۱	دارالعلوم	ارونی گودام
"	پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ	۷۱	رکنیت	ڈاکٹر نظام الدین صاحب سٹیل اسٹینٹ شملہ
"	مرزا شیر محمد صاحب میڈیٹر افٹنس مین	۷۱	"	بابو عبد شہد بیگ صاحب کلرک
دارالعلوم	سید لطف علی شاہ صاحب کلرک دفتر آج ہوا	۱۲	"	پراونشیل ڈویژن
رکنیت	کریم راجہ محمد عطاء اللہ خالص صاحب	۷۱	تیم خانہ کانپور	منشی محمد صابر جو صاحب امین
"	رئیس اعظم وزیر آباد	۷۱	مخصوص	معین المذوہ شملہ
"	منشی عبدالرحمن خان صاحب	۷۱	"	حاجی شہاب الدین صاحب
"	کیپانڈیٹر گورنمنٹ پریس	۷۱	رکنیت	بابو عبد العزیز صاحب سٹور کیپر
دارالعلوم	منشی محمد حسین صاحب	۱۲	"	مینو سٹیل گینڈی
تیامی	لالہ رلام صاحب	۱۲	"	بابو تاج الدین صاحب
"	بابو چراغ الدین صاحب سیکشن نمبر	۱۸	دارالعلوم	سارجنٹ نجف خان صاحب
رکنیت	منشی عبد الرب صاحب ظف	۱۲	"	محمد اسمعیل صاحب
"	مولوی منعم الدین صاحب شملہ	۷۱	رکنیت	بابو عبدالقادر صاحب سکرٹری
"	منشی عبدالقادر صاحب تائب	۷۱	وعظیہ	معین المذوہ شملہ
دارالعلوم	مسٹر محمد اکبر نظر علی صاحب جیدی	۷۱	رکنیت	بابو نور الدین صاحب
"	انگیزامنٹ گورنمنٹ پریس کاؤنٹ	۷۱	دارالعلوم	قیمت فروخت کتب آگرہ پبلسٹی
"	بابو عابد شاہ صاحب ڈرافٹس مین	۷۱	رکنیت	بابو شہاب الدین صاحب کلرک دفتر آج ہوا
"	شملہ کالکریوے	۱۲	"	منشی عبدالغفار صاحب سٹیل اسٹینٹ شملہ
رکنیت	بابو احمد شاہ صاحب کلرک دفتر آج ہوا	۷۱	"	حسین بخش صاحب مدرس ایم بی اسکول
دارالعلوم	منشی فخر الدین خالص صاحب رئیس	۷۱	"	ازد دفتر عدوۃ العلماء بابت اجرت طبع شہزاد
"	وائس پریسیڈنٹ مینو سٹیل	۷۱	میسران کل آمدنی سالانہ	۳۲۹
رکنیت	بابو برکت علی صاحب کلرک دفتر سٹیٹ میٹری کیشنر	۷۱		
"	منشی محمد حسین صاحب کلرک انگریز میٹری کیشنر	۷۱		
"	حافظ محمد الدین صاحب مدرس فارسی ایم بی اسکول	۷۱		

کاپیہ روپیہ دفتر مذوہ نے اپنے ہاتھ سے خرچ کیا لہذا یہاں آمدنی میں لیکر حساب خرچ میں بھی دکھانا پڑا۔

فہرست چندہ مرسلہ معین اندوہ شکرہ بابۃ سال نهم ۱۳۰۲ھ مطابق سنہ ۱۹۰۲ء					
نمبر	نام و لقب مع پتہ	مقدار چندہ	نمبر	نام و لقب مع پتہ	مقدار چندہ
	رکعت				
	گورنمنٹ آف انڈیا پبلک ریس		۱۶	منشی حبیب احمد صاحب کپازیر	۱۰
	ڈیپارٹمنٹ --		۱۷	حافظ عبدالکریم صاحب کپازیر	۱۰
۱	منشی فضل رحمن صاحب نقشہ نویس		۱۸	میر ہاشم علی صاحب ملازم	۱۰
	بابۃ سنہ ۱۹۰۱ء و ۱۹۰۲ء	لکھ		گورنمنٹ پریس شملہ	۱۰
۲	منشی میر جمال الدین صاحب نقشہ نویس	۱۰	۱۹	بابو سید لطف علی شاہ صاحب گیلانی کلرک	۱۰
۳	منشی مرزا شیر محمد صاحب ہیڈ		۲۰	بابو خواجہ احمد شاہ صاحب کلرک	۱۰
	ڈرافٹس مین	۱۰		گورنمنٹ آف انڈیا پبلسٹی	
۴	بابو عبدالکریم صاحب نقشہ نویس	۱۰		ڈیپارٹمنٹ شملہ	
۵	بابو نور بخش صاحب نقشہ نویس	۱۰	۲۱	مولوی ابوالمعالی حامد صاحب کلرک	۱۰
۶	بابو محمد حسین خان صاحب کلرک	۱۰	۲۲	بابو محمد حسین خان صاحب اسٹنٹ	۱۰
۷	بابو محمد حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ			مترجم دتراج جنگ روم دیونان	
	رکارڈ برانچ	۱۰		دہا جبرہ، و دد توڑک عبدالرحمانی وغیرہ	۱۰
	دفتر گورنمنٹ پریس شملہ		۲۳	بابو محمد حسین صاحب کلرک دفتر	۱۰
۸	منشی عبدالغفار صاحب ریڈر	۱۰		ایگزیکٹو پبلسٹی و کسٹریوٹوٹمنٹ شملہ	۱۰
۹	مولوی منعم الدین صاحب ایگزیکٹو	۱۰	۲۴	بابو عبدالغنی صاحب ریویو سبلی شملہ	۱۰
۱۰	بابو سید فرزند علی شاہ صاحب گیلانی ریڈر	۱۰	۲۵	بابو برکت علی صاحب کلرک دفتر	۱۰
۱۱	بابو سید حاکم علی شاہ صاحب گیلانی ریڈر	۱۰		سینئر می کیشنر گورنمنٹ آف انڈیا شملہ	۱۰
۱۲	منشی عبدالغنی صاحب کپازیر سیکشن میٹر	۱۰	۲۶	منشی محمد عبداللہ صاحب لٹریچر شملہ	۱۰
۱۳	منشی محمد رمضان صاحب کپازیر	۱۰	۲۷	مسٹر مرزا کاظم حسین صاحب	۱۰
۱۴	پیر ظہور احمد صاحب کسٹریوٹوٹمنٹ	۱۰		پیر ستر اٹنٹ لاء شملہ	۱۰
۱۵	منشی عبدالرحمن صاحب خلیف مولوے		۲۸	ڈاکٹر نظام الدین صاحب کپازیر	۱۰
	منعم الدین صاحب	۱۰		اسٹنٹ پبلسٹی شملہ	۱۰

۲۹	خواجہ عبدالاحد صاحب پٹیس شملہ	۱۳	بابو عبدالغنی صاحب مینو پٹیل کمیٹی شملہ
۳۰	خواجہ عبدالغفار صاحب رئیس	۱۳	خواجہ انس شاہ صاحب پٹر گورنمنٹ پریس
۳۱	منشی عبدالقادر صاحب تائب	۱۳	منشی محرم علیہ صاحب قزقی ہوم ٹیما گورنمنٹ شملہ
۳۲	مالک آرمی پریس شملہ	۱۳	منشی محمد حسین صاحب ساکن پٹینڈیا اسکول شملہ
۳۳	مرزا عبدالشہید صاحب کلرک	۱۳	بابو پیر محمد صاحب قملہ لکھنؤ ٹروریشن
	دفتریہ و ویشیل ڈویژن شملہ	۱۳	میان اکہ بخش صاحب
	بابو عبدالاحد صاحب پٹ ویزل	۱۳	نامعلوم الاسم
	انسٹریٹ نمبر ۲ سب ڈویژن شملہ	۱۳	راز خان صاحب ملازم روٹی گڈام شملہ
	میزان	۱۳	بابو سید لطیف علی شاہ صاحب گیلانی
	چند دارالعلوم	۱۳	کلرک دفتر آب و ہوا شملہ
	متفرق از بازار معرفت مولوی غلام محمد صاحب	۱۳	بابو خضر محمد صاحب ایگزامینر گورنمنٹ پریس
	مدرس عربی پور ڈیپو اسکول میر پاشم علی صاحب	۱۳	خواجہ حفیظ اللہ صاحب پٹر گورنمنٹ پریس
	منشی احمد حسین صاحب منشی محمد رمضان صاحب	۱۳	منشی ابراہیم صاحب پٹر گورنمنٹ پریس
	کپانڈیران گورنمنٹ پریس	۱۳	بابو نور محمد خان صاحب تہی پٹر گورنمنٹ پریس
	بابو عبدالکریم صاحب نقشہ نویس پبلک	۱۳	بابو سلطان خاں صاحب پٹر گورنمنٹ پریس
	ورکس ڈپو شملہ	۱۳	بابو نانک چند صاحب پٹر گورنمنٹ پریس
	چندہ بروز عید الفطر از مساجد شملہ	۱۳	بابو شیخ محمد اکبر صاحب پٹر گورنمنٹ پریس
	منشی عبدالقادر صاحب تائب مالک	۱۳	میان نبی بخش صاحب خیاط نور بازار شملہ
	آرمی پریس شملہ	۱۳	بابو محمد عظیم صاحب ایگزامینر گورنمنٹ پریس
	معرفت مولوی منقسم الدین صاحب	۱۳	سید محمد علی صاحب پٹر گورنمنٹ پریس
	از گورنمنٹ پریس	۱۳	سید امجد حسین صاحب ریڈر
	اہلیہ محمد صدیق صاحب مرحوم شملہ	۱۳	بابو ابسکا چرن صاحب سورا ایگزامینر
	چندہ بروز عید الفطر از عید گاہ شملہ	۱۳	سید مجید حسین صاحب پٹر گورنمنٹ پریس شملہ
	مولوی منقسم الدین صاحب ایگزامینر	۱۳	سید فرزند علی شاہ صاحب گیلانی ریڈر
	گورنمنٹ پریس	۱۳	گورنمنٹ پریس

۱۹	قیمت چروہا می قرہانی یا عدد تحصیل ذیل	۱۹	منشی مخدوم احمد صاحب سیکشن ہولڈر گورنمنٹ پریس
۲۰	از خانہ بابو عبدالقادر صاحب سکرٹری ایک	۲۰	بابو نور محمد صاحب ریڈر گورنمنٹ پریس
۲۱	بابو محمد جانگیر صاحب کلرک ایک	۲۱	حافظ محمد یوسف صاحب آنریری سکرٹری
۲۲	منشی حبیب اللہ صاحب کپانڈیٹر ایک	۲۲	انجمن مدعایہ اوسلمانان، امرتسر۔
۲۳	منشی محی الدین صاحب ایک	۲۳	بابو کریم بخش صاحب ریڈر گورنمنٹ پریس شملہ
۲۴	مرزا اسد شیر محمد صاحب ایک	۲۴	ولایت خاندان صاحب باڈیرونا پریس گل شملہ
۲۵	محمد صاحب بیو صاحب سوڈاگر ایک	۲۵	محمد صاحب جیو صاحب سوڈاگر شینہ شملہ۔
۲۶	از خانہ کلاذری در شملہ ایک	۲۶	منشی محمد اسحق صاحب کپانڈیٹر سیکشن نمبر ۱
۲۷	خواجہ عبد الاحد صاحب رئیس ایک	۲۷	گورنمنٹ پریس
۲۸	نام معلوم ایک	۲۸	مسماۃ کریمین صاحبہ خانہ نامن شملہ
۲۹	محمد خان صاحب رنگساز ایک	۲۹	معلوم الاسم صاحب از شملہ
۳۰	منشی عبدالرحیم صاحب کپانڈیٹر گورنمنٹ	۳۰	خواجہ غلام حسین صاحب کپانڈیٹر سیکشن
۳۱	پریس سیکشن نمبر ۱	۳۱	نمبر ۱ گورنمنٹ پریس
۳۲	منشی یعقوب علی صاحب کپانڈیٹر گورنمنٹ	۳۲	منشی احمد حسین صاحب
۳۳	پریس سیکشن نمبر ۱	۳۳	منشی عبدالرحیم صاحب کپانڈیٹر سیکشن
۳۴	سید تحلی حسین صاحب	۳۴	نمبر ۱ گورنمنٹ پریس
۳۵	منشی سکن رانا صاحب	۳۵	محمد حسین صاحب خیام کپ شملہ
۳۶	موقوف محمد شفیق صاحب	۳۶	بابو عبداللہ صاحب کلرک ایڈیٹر ڈپٹی
۳۷	مرزا کفایت اللہ صاحب	۳۷	مرزا عبداللہ صاحب کلرک قرہ و تحصیل ڈپٹی
۳۸	منشی نواب حسین صاحب	۳۸	بابو عبدالقادر صاحب اسٹور کیپر آنریری
۳۹	میر تقی الدین صاحب	۳۹	سکرٹری معین اللہ شملہ
۴۰	منشی زبیر انور صاحب کپانڈیٹر	۴۰	سکریٹری رقم محمد حسین صاحب اجریہ شملہ نے مذکورہ کو
۴۱	گورنمنٹ پریس شملہ سیکشن نمبر ۱	۴۱	اسوجہ سے عطا فرمائی کہ مذکورہ العلامہ بعض دولوں کے
۴۲	منشی عبداللہ جوی صاحب	۴۲	مثل منشی احمد حسین خان صاحب فرخ آبادی وغیرہ
۴۳	منشی عبداللہ صاحب	۴۳	اونکے ہار خانہ کی امداد وصول کر کے بارہ بین کی

۱۴	منشی وزیر خاندان صاحب کپاڑیٹر سیکشن نمبر ۱۴	۱۴	سید ولایت شاہ صاحب کپاڑیٹر سیکشن نمبر ۱۴
۱۲	صوفی کرم الہی صاحب " " " "	۱۲	منشی غلام رسول صاحب " " " "
۱۲	منشی وزیر محمد صاحب " " " "	۱۲	منشی سعادت خاندان صاحب " " " "
۱۱	منشی عبدالرزاق صاحب " " " "	۱۱	منشی عبدالرزاق صاحب " " " "
۱۲	منشی عبدالرحمن صاحب " " " "	۱۱	منشی میر انجمن صاحب " " " "
۱۴	منشی بشیر الدین صاحب " " " "	۱۸	میر حسن علی صاحب کپاڑیٹر سیکشن نمبر ۱۸
۱۸	مولوی عبدالکریم صاحب " " " "	۱۸	منشی عمر دین صاحب " " " "
۱۸	منشی شیخ کلن صاحب کپاڑیٹر " " " "	۱۸	منشی محمد طفیل صاحب " " " "
۱۸	منشی معراج الدین صاحب " " " "	۱۴	منشی چراغ الدین صاحب " " " "
۱۲	منشی سراج الدین صاحب " " " "	۱۴	منشی شہت احمد صاحب " " " "
۱۲	منشی خدا بخش صاحب " " " "	۱۲	منشی عبدالشکور صاحب " " " "
۱۴	سائین خدا بخش صاحب " " " "	۱۲	منشی امیر بخش صاحب " " " "
۱۲	منشی عبدالکریم صاحب " " " "	۱۲	منشی مبارک مند صاحب " " " "
۱۲	منشی عبدالغفور صاحب " " " "	۱۲	منشی نظام الدین صاحب " " " "
۱۲	منشی مولا بخش صاحب " " " "	۱۲	منشی سلطان حسین صاحب کپاڑیٹر ہولڈر
۱۲	منشی دین محمد صاحب " " " "	۱۸	سیکشن نمبر ۱۸ گورنمنٹ پریس
۱۲	منشی شیخ آکھ دین صاحب " " " "	۱۸	منشی لیاقت حسین صاحب کپاڑیٹر
۱۴	منشی فیرا احمد صاحب " " " "	۱۲	منشی ولایت علی صاحب کپاڑیٹر
۱۴	قاضی قطب علی صاحب " " " "	۱۲	سیکشن نمبر ۱۲ " " " "
۱۲	منشی نبی بخش صاحب " " " "	۱۲	منشی غلام کبریا خان صاحب " " " "
۱۲	منشی الہی بخش صاحب " " " "	۱۲	منشی عطا محمد صاحب " " " "
۱۲	سیان چھو صاحب " " " "	۱۲	منشی قدرت اللہ صاحب " " " "
۱۱	منشی جمال الدین صاحب " " " "	۱۱	منشی عبدالغفار خان صاحب " " " "
۱۴	مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب سیکشن نمبر ۱۴	۱۱	منشی سید اکبر علی صاحب کپاڑیٹر
۱۴	ہولڈر سیکشن نمبر ۱۴ گورنمنٹ پریس شملہ	۱۴	گورنمنٹ پریس شملہ سیکشن نمبر ۱۴

نام و لقب	پہنچہ	کیفیت	نام و لقب
ڈر چندہ فرخ آباد و فتح پور اہل بیت	۱۸	۱۸	مفتی عبدالرحمن صاحب کپڑا پیر سیکشن نمبر ۱۱
سال نمبر رسالہ نواب پور حسین صاحب	۱۷	۱۷	مستر بنجمن صاحب کپڑا پیر گورنمنٹ
رئیس نسخ آباد	۱۶	۱۶	پریس سیکشن نمبر ۵
تفصیل چندہ مذکورہ بالا رسالہ	۱۵	۱۵	مفتی محمد عثمان صاحب
حافظ نذیر حسین صاحب فرخ آبادی	۱۴	۱۴	مفتی حیدر خاں صاحب
چندہ کنیت شمس ۱۹۲۳ء مولیٰ باب	۱۳	۱۳	مولوی میر محمد صاحب
کافی سید مراد علی صاحب سب سے بڑا فرخ آباد	۱۲	۱۲	مولوی حبیب اللہ صاحب
	۱۱	۱۱	مفتی عبدالستار صاحب
	۱۰	۱۰	مفتی میان صاحب
	۹	۹	مفتی فضل حسین صاحب
	۸	۸	مفتی حبیب اللہ صاحب نمبر ۳
	۷	۷	مفتی عبدالکریم صاحب
	۶	۶	مفتی عبدالعزیز صاحب کپڑا پیر گورنمنٹ
	۵	۵	پریس شملہ سیکشن نمبر ۵
	۴	۴	مفتی محمد رفیق صاحب
	۳	۳	مفتی غلام محمد صاحب
	۲	۲	مفتی محمد رفیق صاحب
	۱	۱	پریس شملہ سیکشن نمبر ۵
	۰	۰	پریس شملہ سیکشن نمبر ۵

چندہ فرخ آباد

مولوی داؤد علی صاحب سالن گوئی ضلع
پرتا بگٹھ ملازم گورنمنٹ پریس شملہ
مشرک اللہ صاحب میڈیکل کالج
گورنمنٹ پریس شملہ

میزان کل آمدنی معین الذمہ شملہ

کے فہرست ترتیب وار میں درج فرمائیں

مولوی محمد اسماعیل صاحب کلیل	سعادت یار خان صاحب فرخ آباد
منہج آباد	میزان
حافظ فضل حق صاحب نظر عدالت	میزان کل
میزان	منشی محمد سلیم اللہ خان صاحب ریگوس رو بریلی
چندہ امداد دارالعلوم	مولوی محمد علی صاحب کلکتہ بریلی
شہرق چندہ عید گاہ محمدیہ	مولوی محمد رضی الدین صاحب
شہرق چندہ عید گاہ فرخ آباد	ڈپٹی کلکٹر ساکن بریلی
شہرق چندہ جیل خانہ	بابو فیوال احمد صاحب کلکتہ بریلی
عبدالغفار خان صاحب کلکتہ	مولوی محمد صدر الدین صاحب
منہج آباد	رئیس پبلی بحیت
شہرق پسندہ جامع مسجد	منشی محمد نعیم اللہ خان صاحب
شہرق آباد	پیشتر ڈاکٹر بریلی

فہرست چندہ میزبانی جلسہ امرتسر

چندہ شہرامتسر	میان نظام الدین صاحب ٹھیکہ دار
شیخ محمد اسماعیل صاحب و اگر وینو سلی کشر التار	میر محمد جلال الدین صاحب
شیخ غلام صافی صاحب آنریری مجسٹریٹ	میان شمس الدین جریخ الدین صاحبان
ناظم معین اللہ	میان غلام رسول صاحب سوداگر قسط
حاجی غلام حسین صاحب بخش شمس الدین صاحبان	شیخ فتح الدین بابو علی بخش صاحبان
میان غلام قادر صاحب آنریری مجسٹریٹ	ملک میران بخش صاحب
میان غلام نبی صاحب شمس الدین صاحبان و اگر	میر حبیب اللہ صاحب آنریری مجسٹریٹ
حاجی میر محمد و احمد دین صاحبان	ناظم ناظم معین اللہ
بابو نظام الدین صاحب شمس الدین معین اللہ	شیخ فتح محمد و دوست محمد صاحبان
خواجہ محمد غلام صافی صاحب آنریری	حاجی محمد جویان حبیب اللہ صاحبان
اکثر	میان محمد سلطان صاحب سوداگر
میان عزیز الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ	میر امان اللہ صاحب سوداگر

میان عزیز الدین و غلام محمد صاحبان سوداگر	میان شیخ دین محمد صاحب سوداگر
میان محمد عمر صاحب سوداگر	میان عبداللہ صاحب متوسوداگر
میان خدا بخش صاحب رفوگر	خواجہ عبدالصمد صاحب سوداگر
میان عبدالنقی ثناء اللہ صاحبان سوداگر	منشی فتح بابا صاحب
میان صدر دین غلام نبی صاحبان سوداگر	میان عبدالصمد و تاج الدین صاحبان
میان ولی جو صاحب رنگریز	میان غلام محمد صاحب ملک معرفت
میان نور الہی صاحب	میر امیر شاہ صاحب
چودھری عید صاحب حلوانی	میان احمد اللہ صاحب
میان عبدالاحد و غلام محمد صاحبان سوداگر	میان کریم بخش صاحب
میان جمالی الدین صاحب سوداگر	خواجہ غلام قادر صاحب
میان محمد میر صاحب سوداگر	میان حبیب اللہ صاحب
چودھری صمد شیخ صاحب سوداگر	میان منور شاہ صاحب
میان عبد الفتح صاحب رنگریز	میان محمد مختار صاحب
میان غفار جو صاحب	میان محمد سلطان صاحب
میان محمد اسماعیل صاحب سوداگر	میر محمد شاہ و عبداللہ شاہ صاحبان للہ
میان غلام مصطفیٰ صاحب سوداگر	مستری عید صاحب
میان احمد قاضی صاحب	میان غلام محمد و غلام رسول صاحبان
میان محمد رمضان صاحب سوداگر	میان محمد اسماعیل صاحب سوداگر
میان محمد رمضان صاحب کڑا راگڑیان	میان عبدالرحمن و محمد شاہ صاحبان
میان محمد خلیل صاحب سوداگر	میزان اعیانہ
میان وزیر شیخ صاحب سوداگر	از تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر
میان محمد صدیق صاحب سوداگر	معرفت مولوی غلام محمد صاحب ہوشیار پوری
مفتی دولت علی صاحب معرفت شیخ دوست محمد صاحب	چودھری ہیرا خان صاحب عطار
خواجہ عبدالصمد صاحب	چودھری بھولا صاحب
میان عبدالسبحان خان صاحب	مسماة مائی جیو

۱۲	منشی دل محمد صاحب	۱۲	شیخ رحیم بخش صاحب سوداگر
۱۲	منشی دھرتارام صاحب	۱۲	میزان لکھ
۱۲	چودھری رحمت علی صاحب	۱۲	از شہر قصور معرفت مولوی
۱۲	چودھری رام صاحب کنبیل	۱۲	غلام محمد صاحب ہوشیار پوری
۱۸	میان اللہ و ناصب نانہائی	۱۸	مولوی عبدالقادر صاحب وکیل میونسپل کٹر
۱۲	منشی کرم دین صاحب	۱۲	شیخ دین محمد صاحب کٹر
۱۸	بھائی دیال سنگھ صاحب	۱۸	شیخ امین الدین صاحب میونسپل کٹر
۱۸	منشی فقیر الدین صاحب	۱۸	حافظ حاجی سید محمد شاہ صاحب جادہ نشین
۱۲	میان جیون صاحب باغبان	۱۲	حاجی امان اللہ صاحب رئیس
۱۲	میان میران بخش صاحب	۱۲	شیخ کامل الدین صاحب
۱۲	میان محمد بخش صاحب	۱۲	حاجی محمد فرید صاحب
۱۲	میان مسرور صاحب	۱۲	میان عظیم الدین صاحب
۱۲	میان جہنڈ و ماشکی	۱۲	میان محمد عظیم خان صاحب زیری ٹیپٹ
۱۲	میان ارڈرہ ماشکی	۱۲	میان غلام حسین خان صاحب میونسپل کٹر
۱۲	بخشی ملازم بسرام خانہ	۱۲	میان شہباز خان صاحب رئیس
۱۲	میان نور الدین صاحب	۱۲	چودھری گلستا صاحب
	میزان معہ		میزان للمعہ
	از شہر لاہور معرفت مولوی غلام محمد صاحب		از شہر گوجرانوالہ معرفت مولوی
	ہوشیار پوری		غلام محمد صاحب ہوشیار پوری
	خان بہادر محمد برکت علی خان صاحب		مولوی عبدالحق صاحب وکیل
	حاجی محمد وزیر خان صاحب		شیخ فضل رحیم صاحب سوداگر
	میان سلج الدین صاحب میونسپل کٹر		میان کرم دین صاحب ٹیکہ دار
	حکیم غلام محمد صاحب زبڈہ الحکام		شیخ مولانا بخش صاحب سوداگر
	سید حیدر علی صاحب کٹر		چودھری کرم الہی صاحب
	خواجہ لکھنوی حسین صاحب میونسپل کٹر		میان جیون صاحب عطار

مرزا فوجدار بیگ صاحب " " ع
 میان نظام الدین صاحب بزاز " " ع
 مولوی غلام حسین صاحب " " ع
 مولوی محمد اشرف صاحب آنزیری محبشریٹ ع
 مولوی غلام قادر صاحب " " ع
 قاضی غلام غوث صاحب " " ع
 شیخ عیسیٰ صاحب سوداگر " " ع
 شیخ چراغ الدین صاحب سوداگر " " ع
 شیخ میران بخش صاحب سوداگر " " ع
 شیخ سکندر صاحب سوداگر " " ع
 چودھری امام الدین صاحب گلگو " " ع
 مولوی احمد علی صاحب " " ع
 میان امام الدین صاحب خیاط " " ع
 ڈاکٹر فیروز الدین صاحب " " ع
 شیخ عیسیٰ صاحب گرجاگہ " " ع
 میان غلام محمد صاحب ساجنٹ " " ع
 میان فضل صاحب عطار " " ع
 مولوی عبدالغزیز صاحب کرس " " ع
 شیخ بدھو صاحب سوداگر " " ع
 میزان
 از شہر کرناٹک معرفت مولوی
 غلام محمد صاحب شلوہی " " ع
 مولوی غلام محمد صاحب شیرمدوہ " " ع
 شیخ رحمت اللہ صاحب " " ع
 مستری عزیز خان صاحب " " ع
 بابونور الدین صاحب " " ع
 منشی محمد شعبان صاحب " " ع

بابوسید علی احمد صاحب " " ع
 معرفت منشی حمید اللہ صاحب " " ع
 میزان
 از شہر حیدرآباد معرفت مولوی
 عبدالرحمن صاحب " " ع
 قاضی محمد اسلم خان صاحب بہادر ڈویژنل جج سکس
 چودھری سلطان محمد خان صاحب بیرٹریٹ لائٹ
 میزان
 از شہر گجرات معرفت میان
 نظام الدین خان صاحب " " ع
 میان نظام الدین خان صاحب ٹیکو ڈار
 ڈاکٹر پیر بخش خان صاحب " " ع
 منشی شیخ فضل الدین صاحب " " ع
 میزان
 از شہر شاہ پور
 حکیم ایمن الدین صاحب بیرٹریٹ لائٹ
 ڈاکٹر گوہر صاحبہ معرفت مولوی
 غلام محمد صاحب شکرہی " " ع
 مولوی غلام محمد صاحب شیرمدوہ " " ع
 شیخ رحمت اللہ صاحب " " ع
 مستری عزیز خان صاحب " " ع
 بابونور الدین صاحب " " ع
 منشی محمد شعبان صاحب " " ع

الحمد لله
 میزان

خرج میزبانی جلسه امر تسر

کاغذات و چھپائی و شہادت و شرفکٹ با وغیرہ
 محصول ڈاک و خرج تار با
 کرایہ کرسی بار و چار بانی با بچہ بکر از اجناسان غیر
 کل خرج منہائی بابت فروختگی لٹھ و غیرہ

لعلیہ
 ۴۹/۱۰

باقی
 ۳۱۰
 سامعہ
 ۴۹/۱۱

تنخواہ ملازمان
 خرج تیاری پنڈال حسب ذیل
 کل خرج منہائی بابت فروختگی ولہ با و چوبیس وغیرہ

لعلیہ
 ۴۹/۱۰

باقی
 ۳۱۰
 سامعہ
 ۴۹/۱۱

خرج طعام ہاتمان حسب ذیل
 کل خرج منہائی بابت فروختگی شہادت شدہ قیمت طعام فروخت شدہ

معالیہ
 ۴۹/۱۰

لعلیہ
 ۴۹/۱۰

باقی
 ۳۱۰
 سامعہ
 ۴۹/۱۱

کرایہ گاڑی باء
 خرید سامان گلی شکر صراحی وغیرہ
 کل قیمت منہائی قیمت بچت شدہ اشیاء

لعلیہ
 ۴۹/۱۰

باقی
 ۳۱۰
 سامعہ
 ۴۹/۱۱

از شہر راولپنڈی - معرفت مولوی
 غلام محمد صاحب ہوشیار پوری
 سید محمدی شاہ صاحب رئیس براڈ
 سیٹھ آدم جی صاحب سوداگر
 میزان
 از حضور - معرفت مولوی عبدالرحمن صاحب

میان فضل خان صاحب
 میان بوستان خان صاحب
 معرفت میان فضل الہی صاحب
 میان سراج الدین صاحب
 میان محمد گل صاحب
 میر داد خان صاحب
 معرفت میان سراج الدین صاحب
 میان محمد عظیم خان صاحب
 شیخ محمد صدیق صاحب سوداگر
 میان محمد خان صاحب
 میزان

از شہر جالندھر - معرفت حکیم
 فضل محمد صاحب
 سید احمد خان صاحب کٹر اسٹنٹ کشر
 ڈاکٹر کمال الدین صاحب
 میزان
 از شہر بہاولپور
 قاضی محمد عمر صاحب موضع میریاد

<p>گوشوارہ آمد و خرچ میزان</p>	<p>متفرقات</p>
<p>میزان کل مدنی ۲۶۹۷ ۱۱۳۹</p>	<p>پولیس</p>
<p>میزان کل خرچ ۱۵۷۳ ۱۶۹۶</p>	<p>خرچ تیاری تھوہاے والنظران تیل لیمپ برائے روشنی</p>
<p>باقی بر وضع کل اخراجات ۱۱۳۹</p>	<p>خرید تیل منہائی فروخت باقی ماندہ ۱۶۱۳</p>
<p>منجملہ اسکے ہیں صاحب مبین اندوہ امرتسر کے پاس واسطے اخراجات آئندہ رکھے گئے۔</p>	<p>باقی ۱۶۱۳</p>
<p>نقد بطور عطیہ ندوۃ العلماء کو دیے گئے</p>	<p>میزان کل خرچ ۱۵۷۳</p>
<p>المعین</p>	<p>الصامعہ</p>
<p>شم سفید چھ تھان خرید کردہ بت فرس علماء ندوۃ العلماء حوالہ ندوۃ العلماء للعین</p>	<p>چندہ مونگیر مرسلہ ناظم تین العددہ مونگیر جو بلا تفصیل ہیں۔</p>
<p>۱۱۳</p>	<p>۱۶۹۶</p>

فہرست اخبارات و رسائل

نمبر	نام اخبار	مقام	نمبر	نام اخبار	مقام
۱	ادوہ اخبار	روزانہ	۱۵	مسلم کرائیکل	ہفتہ وار کلکتہ
۲	وطن	ہفتہ وار	۱۶	ریاض الاخبار	ہفتہ وار لاہور
۳	وکیل	"	۱۷	علی گڑھ ہسٹوریٹل گزٹ	ہفتہ وار لاہور
۴	پنجتہ فولاد	"	۱۸	جوہر ہون صدی	ہفتہ وار لاہور
۵	گلزار ہند	"	۱۹	نیر انجمن	ہفتہ وار لاہور
۶	مشیر ہند	"	۲۰	ایڈووکیٹ	ہفتہ وار لاہور
۷	سکری ہند	"	۲۱	روسیلیمہ	ہفتہ وار لاہور
۸	رفیق ہند	"	۲۲	صداق الاخبار	ہفتہ وار لاہور
۹	ہیسوین صدی	"	۲۳	صوبہ	ہفتہ وار لاہور
۱۰	آئینہ دور	بامنی و بکلی	۲۴	عروج	ہفتہ وار لاہور
۱۱	رسالہ انجمن ہدایت اسلام لاہور	"	۲۵	الاج	ہفتہ وار لاہور
۱۲	"	"	۲۶	انجمن مدرس	ہفتہ وار لاہور
۱۳	شمس الاخبار	ہفتہ وار	۲۷	مجلد	ہفتہ وار لاہور
۱۴	احسن الاخبار	ہفتہ وار کلکتہ	۲۸	ایسپیس	ہفتہ وار لاہور

نوٹ: یہ اخبارات و رسائل ندوۃ العلماء میں سے ہیں

بقایا کے فہرست

رقم	نام و پتہ
۱	منشی عبدالغفار صاحب ساکن کلکتہ چندہ رکنیت سال نم
۲	منشی میر محمد علی صاحب ساکن پھلت ضلع مظفرنگر، مدد و ضائف دارالعلوم
۳	منشی حبیب اللہ صاحب پیر و کار عام خیراتی کام در جلسہ امرتسر
۴	آمدنی جلسہ کلکتہ ذریعہ منی آرڈر نمبر ۱۰۳۱۰ منشی حبیب اللہ صاحب
۵	خلعت پیر محمد صاحب - امانت بوجہ عدم تفصیل -
۶	بقیہ چندہ میزبانی و فدائے آباد معرفت مولوی احمد حسن صاحب
۷	از دولت خانہ مولوی غلام مجتبیٰ صاحب وکیل ہائی کورٹ آکھ آباد
۸	ڈاکٹر سید فخر الحسن صاحب ہسپتال اسٹنٹ سروسز شہر بابت قیمت رسالہ

مولوی سعید علی کٹر سروسز ایچ ایچ کلکتہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قصيدة مولوي شيخ محمد عبد الله صاحب حيدرآباد

في الموفق

يا شوق بلغراف ساداتي العلى
والشم تراهم واخبرهم بحالهم
قد زاد عود من بعد في لواء عبيد
ابكاه حزنا غناء العناء لذب عدا
شدا المطوي فوقه البيان هيبا
العاب به كان قبل الاوتس متعبا
والداهر يحجز بين اثنين ما اجتمعا
حتى ترى ما مضى كالسحاب منقلا
قد ضاع عيون اليك والذرا العجيس ناد
وما لك احد يشفي من كرب
يتوه ناد سما الفاضل كغفلة
فاموا به شكر المرلى مساعية
والله يزلوا يشدون القرا بغير
فاذ يقال ولطف الله يشاع
كم قد جرى فيختمه مزين الاناس
فيا اخلاء خلوا عنكم حبا
المرودا فانت عنكم من شاجرة
قد حيرتني امور منكم صدات
كان اختلا فكم للقوم رحمتهم
اما لدكم كتاب على منزل
كم اية خاطبكم من اقامت
والضلع خير وبالا حلا

سلام عيني كتيب كما يد الالفا
عنى بربليون عنهما بكم
و شق عن قلبه زهرا اذا ابستما
ورد الرياض وقد سأل لغير
شجوا على الفية فان باه طهر ما
قرا شعر الله فترحتي حيث وجدنا
ولا يزال عجايب في قلوبنا
او كركركم قبل قطا الشكر
ما انما انى عليه يد الامام وقد
الاسا كين ناد شدا ورة الحدا
وكل ركن كعق فوق استمال
جوما بدوا واشتد امرهم في القدا
التي في احوال نعم انستة
وكان اهدى ادهم بالله
قد انتم امين فسا يا
ما ذا انتم عنكم في
فوايد واسد ناد
وقد ترأتم في
وضيقت لي اذ بينت
هدى و تدمر و تفصيل
اني البشير و قد انى
اياك حتى فمن يعمل بها

وَأَعْلَمُ مَا أَدَّ تَطْعَمُ ذَاتِ بَيْنِكُمْ
 كَرَمُ ذَلِكَ الْخِصَامِ وَكَمُ ذَلِكَ الْخَلْفِ بَيْنَكُمْ
 كَرَمُ ذِي الْقَنَادِي وَكَمُ تَكْفِيرِ بَعْضِكُمْ
 فُؤُومُوا فَكُونُوا كَالنَّفْسِ وَهِيَ وَاحِدَةٌ
 أَمَا سَأَدَيْتُمْ كَيْبَانَ نَفُوسِكُمْ
 أَمْ قَدْ لَسَيْتُمْ بِنَدَا الرَّحْمَنِ خَالِقِنَا
 رَبِّعَا مَعَكُمْ اللَّهُ إِنَّا بِإِتْفَاقِكُمْ
 يَتَوَقَّأَتُكُنِ الْإِصْلَاحُ عَزْمُكُمْ
 وَإِنْ أُرِيدُ سِوَى الْإِصْلَاحِ مُتَكَلِّفًا

وَأَرْعُوا حُقُوقَ إِخَاءٍ وَأَحْفَظُوا حُقُوقَكُمْ
 لَقَدْ فَشَلْتُمْ وَرَزَقْتُمْ عَظَمًا
 بَعْضًا وَكَيْفَ إِذَا شَدَّتُمْ الرِّحْمَتَا
 إِنَّ التَّفَرُّقَ مِنْكُمْ ضَعْفُ الْحُرْمَتَا
 يَشُدُّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا إِذَا التَّرَمَّتَا
 فَرَّقَ الْجَمَاعَةَ أَوْ لَمْ يَلْفِكُمْ حُكْمًا
 تَرْجُوا تَكْشَافَ الَّذِي بِالْقَوْمِ قَدَارًا
 مَا أَحْسَنَ الْجَزْمُ مِنْ تَجْمِيدِ إِعْزَامَا
 عَلَى الْغَرِيزَةِ تَوْفِيقِي بِهَا تَمَّتَا

مِنْ نَظْمِ الْأَقْلِ عَبْدِ اللَّهِ الْجَيْشِي عَفَى عَنْهُ

قصيد مولی محمد عبدالرحمن صاحب ولیدی

قصیدہ از الطویل

لَسَيْتُمُ الصَّبَا مَرَّتْ عَلَى قَبْرِ أَحْمَدِ
 مِنَ الدُّمَى أَدْنَى مِنْ رِضَابِ فَيَا عَجَبًا
 وَأَعْدَابِ مِنْ خَدَا الْعِيدِ أَرَى يُقْبَلُ
 مِنْ الرُّسَى وَ النُّعْرِينَ تَمَّ الْبَطْنُ
 عَلَى تَسِيدِ الْكُونِينَ يَلْبُوعُ سَرَّ حَمْتِهِ
 كَمَا يَكُ سَلَامٌ اللَّهُ يَا سُرُورَ عَجَبِي
 كَذَا لَوْ كَانَتْ مِنْ إِلَهٍ سَلَامُهُ
 أَرْحَبُ ثُمَّ بَعْدُ إِنْ أَلْبَسْتُمْ
 بِلُطْفِ الْإِلَهِي كَانَ سَدْرًا مَكْرَمًا
 لِإِعْلَاءِ دِينِ اللَّهِ بَعْدَ انْقِدَامِهِ
 جَمَاعَةٌ قَدْ قَدَّحَتْ كُلَّ حُجَيْنِ
 فَضِيحِ بَلِيغِ شَاعِرٍ وَمُنَاطِرِ
 وَقِيهَا غَلَامٌ لِلرُّسُولِ مُحَمَّدٍ
 وَسَيِّدُ تَأْذِيرِ الرُّشْدِ فِيهَا مُحَمَّدٌ
 كَسْبَانَ رَبِّي الْحَيِّ أَحْيَى لِعِبَادِهِ
 وَحَقَّقَ تَبْدُؤَ الْحَقِّ أَمْرًا حَقِيقًا

يَا بَعِي صَلَوَةٌ وَالسَّلَامُ الْمَجِيدِ
 وَأَطِيبُ مِنَ الْحَانِ حَوْرٍ مُعَسَّرِ
 وَأَحْسَنُ مِنْ سِلْكِ اللَّوَالِي الْمُنْضِيهِ
 وَمِنْ وَرْدِ جُورِي الْبِنِ الْمَسْرُوبِ
 وَمَعْدِنِ الطَّافِ يُسَمِّي بِأَحْمَدِ
 سَلَامًا دَوْمًا جَارِيًا غَيْرَ نَافِدِ
 عَلَى الْإِلَهِي وَالصُّعْبِ صَحْبِ مُحَمَّدِ
 جَمَاعَةً أَصْلَاحِ لِدِينِ مُصْعَدِ
 عَلَيْهِمْ وَفَضْلِ اللَّهِ مِنْهُ الْمَوْعِدِ
 وَتَنْوِيرِ قُرْآنِ كَشْفِ شَمْسِ مُشْتَدِ
 أَدِيبِ وَقَارِ شَرِّ شَيْخِ جَاهِدِ
 مَسِيحِ أَمِيلِ لِأَمْتِئِلِ مُخْتَدِ
 عَلَى وَجْهِهِ نُورًا وَوَسْمِ الْعَهْدِ
 عَلِيًّا آتَاهُ الرُّشْدُ مِنْ قَيْضِ مَرَادِ
 لِتَشْيِيدِ دِينِ اللَّهِ بَعْدَ التَّبَادِ
 بِتَفْسِيرِ قُرْآنِ وَفِكْرِ مَسْمُودِ

<p>وَفِيهَا عَلَامٌ صَادِقٌ لِمُحَمَّدٍ هُمُ الْاَهْلُ فَضَّلَ هُمُنَا بِنِعْمَةِ حِكْمَةٍ فَوَاللَّهِ هَذِهِ جِلَّةُ نُورٍ وَسَيِّدَاتُنَا لَهَا كُلُّ مَرْكَبٍ مِثْلُ شَمْسٍ تَلَوَّلَاتُ هُمُ السَّائِقُونَ الْاَوَّلُونَ اُولَئِكَ جَنَّاتُ وُجُوْدٍ مِثْلُ مَكْنُونٍ اُولَئِكَ وَيُتَّقُونَ كَمَا سَا زُجَّجِيْلٍ مِزَاجِنَا لِيَا سَهْمًا اُفِيْعًا حَرِيْرًا وَسُدْسًا اَدَامَ كَيْفُمْ سَابِجًا جَوِيْرًا وَشَرِيْرًا عَلَيَّ اَهْلِي اِسْلَامٍ مِنَ اللّٰهِ وَرِزْقًا وَاَيْحُوْرٍ دُوْلٍ مِّنْ اٰلِي الْعِزِّ مِزَانًا</p>	<p>كَرِيْمٌ شَرِيْفٌ ذُو دِمَآغٍ مُّسْتَبِيْهِ مَصَابِيْحُ عِلْمٍ فِي شَرِيْفَةٍ اَحْمَدِ يَحِيْطُ بِهَا مِنْ كُلِّ طَرَفٍ وَمُوْرِدٍ وَجُوْهَهُمْ وَا فِيْ اَمْرٍ دِيْنٍ مُّشِيْدٍ مَدَارِجُهُمْ مَّرْتَبَةٌ اِلَآلِهٍ اَلْمُوْحَدِ مِيْنَ التَّبَرُّدِيْتِ وَصَهْرٍ مِّنْ سُرْبِ يُطَاوِنُ عَلَيْهِمْ سَلَسِيْلٍ اِقْتِمِدِ وَرَسْمٌ بَرَقَ اَنْفَعُ اَسْلَافٍ مِّنْ اللّٰهِ مُعَيَّنٍ فِي دِيْنِ الرَّسُوْلِ الْمُوْحَدِ لَا غَا نَتِيْمًا بِالسَّمَالِ وَالتَّرِيْحِ الْعِيْدِ اِنْ اَحْمَدُ اِلَآلِهٍ اَلْمُوْحَدِ</p>
--	---

قومی مسدس مصنفہ واکثر چرخ الدین صاحب ہیرا منسری

<p>سے خوشا اسلام کیا کتاب کیا کتاب ریح مسکون بن نوری شہرستہ یو اور چھاپا</p>	<p>دوہر کے قلم پر بیٹھا ہر اسکندر ماہ سے ماہی لکھتا ایک ہی جادو تھا</p>
<p>سب سے پہلے عین کجیرین پتھر زول فی الحقیقت آسمانوں کی کانڈول</p>	<p>سب سے پہلے عین کجیرین پتھر زول فی الحقیقت آسمانوں کی کانڈول</p>
<p>جو سکین کس سے بارہ اسلام پر بھی جان جاسنے ہیں دل سے خاص مہر بھی خوبان</p>	<p>سنا سنہ بتلا تاہم تیرا نام تیری خوبان کر نہیں سکتا فکر قائم تیری خوبان</p>
<p>دین کی دولت تری اگھوت ہاتھانی ہمیں معرفت کی راہ سے ہی تو نے دکھلائی ہمیں</p>	<p>دین کی دولت تری اگھوت ہاتھانی ہمیں معرفت کی راہ سے ہی تو نے دکھلائی ہمیں</p>
<p>تو نے اسلامی انوث کا سبق بھودیا تو نے ہی قانون قدرت کا سبق بھودیا</p>	<p>تو نے ہی قانون قدرت کا سبق بھودیا تو نے ہی انوث کا سبق بھودیا</p>
<p>تو نے اسلام اخالق سے دیا بھولام سچ تو یہ ہے کہ مسدس عشت خدائوں کا</p>	<p>تو نے اسلام اخالق سے دیا بھولام سچ تو یہ ہے کہ مسدس عشت خدائوں کا</p>
<p>جب سے سلام آیا مدین منورہ شان و شاکت بین رہا بھنگرا راجا و شہ</p>	<p>وسعت سے زمین تیرا نام تیری خوبان تو نے کدو لکھ کر لکھ کر لکھ کر لکھ کر</p>
<p>تو نے لے اسدا حلالیں جہاں کو ہی جلا تو نے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے</p>	<p>تو نے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے تو نے لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے</p>
<p>وہ تھاری شان و بکی سمیت واہ وا وہ رسالت کی نیابت اور خلافت واہ وا</p>	<p>وہ رسالت کی نیابت اور خلافت واہ وا وہ تھاری شان و بکی سمیت واہ وا</p>

وہ مسلمانوں کی ہمت اور جرات واہ وا	ہند پر نازل ہوئی یوں حق کی رحمت واہ وا
ورنہ سے اسلام بیچ جو لوگ مان اور ہم کہاں	آج جو کچھ ہو رہا ہے پھر یہ کل عالم کہاں
تجھ کو تیرہ سو برس گذرے ہیں ابھی اسلام آج	ملک ہندستان میں جب سے ہو تیرا رواج
تو نے اگر غیر قوموں سے لیا دین کا خراج	تو نے ہی کفر و جہالت کا کیا اچھا علاج
تو نے جو الی ہند میں قومی مجالس کی بنا	سارے عالم میں تو سے ہی نام کا ڈکا بجا
جا بجا تیری ترقی کے مسائل ہیں حیاں	مہربان تجھ پر رہا ہر دم خدائے مہربان
ہر جگہ ہر شہر میں سب سے مجمع اسلامیاں	ہر طرف بریابین قومی مجلسین فعت نشان
ہر جگہ ہر ملک میں ہر دو قوم تیرے نام کی	ہر طرف قائم ہوئی ہے انجمن اسلام کی
کرو ہی تو اپنا کلام با جاہ و جلال	ہو انجمن ہر وقت اخلاقی ترقی کا خیال
ہم سے لاکھوں کو لیا قرض جانتے کمال	ہو بجائے دیندار و شکر رب ذوالجلال
جس نے ہکو دولتیمان سو شادان کیا	تو نے ہکو بچایا۔ صاحب ایمان کیا
اسے عزیز و یہ خدا کی مہربانی ہے سوا	جس نے ہم سب کو فقط اسلام پر پیدا کیا
ہو ہمیں لازم کہ ہوں اسلام کے او پر خدا	جب تک جیتے رہیں ہم دم پھرین اسلام کا
جان دین اسلام گریہ مہربان اسلام پر	دولت دین میں جو کچھ ہے گریہ اسلام پر
ہو خدا کا اک یہ احسان ہم پر جو حسان کا	حافظ و ناصر ہو جو اسلام کا بے انتہا
بذات اللہ اللہ ہمارے واسطے قائم ہوا	شہر میں تشرین ہو جس نے قدم رنجہ کیا
اسکی خاطر میں ہمارے دین و دل فرس راہ	درون سے منتظر تھے اسکے ہم حق ہو گواہ
اپنی تشریت آوری سے کو دیا ہونہاں	جلوہ روئے خدا ہو سرسرا س کا جمال
آج ہیں پیش نظر وہ جملہ باب کمال	جنگو کتا ہو جہان خاصان ب ذوالجلال
لمحہ انوار تباہی میں انکی صورتیں	جبذ اکیا خوب نورانی میں انکی صورتیں
فائیل فضل و فضیلت عالم علم خدا	واقف راز و رموز حضرت تباہی لعل
حامی دین محکم ہا ہشاہ انبا	ہیں ہمارے واسطے یہ دین حق کے مشوا
جانتے ہو یا نہیں کس کام کو آگے ہیں	ہم بتائیں۔ و عجب ت اسلام کو آگے ہیں

انکا مقصد پس ہو ربط و اتحادِ عالمان ۶ باہمی جھگڑوں کو کھولنے آئے ہیں یہ یکجان	گرنے آئے ہیں بلند اسلام کا نام نشان مدتوں سے پڑتے ہیں جو ہمارے درمیان
ہیں یہ شوکتِ دین کی نشانِ بین اسلام کی جان ہیں اسلام کی یہ جان ہیں اسلام کی	
کھلی نزل کی کھادت سے جو چھانی ہوئی تھی نفاق و بعض کی آفت بلا آئی ہوئی	کشتِ اسلامی جو تھی عرصہ سے کھلائی ہوئی تھی خصومتِ باہمی ادبار جو لائی ہوئی
فداۃ العباد نے سبکو کر دیا کم آن میں روشنی پھیلانی اپنی سارے ہندوستان میں	
ہاں مسلمانوں کو کچھ قدر اسکے کام کی دشوم ہو جائے نہ سٹارے میں تھاکے نام کی	جو ترقی کر تھیں مد نظر اسلام کی دیکھتے بھی ہو کچھ حالت کیا ہو غیر قوم کی
تم سے سو درجہ ترقی کر کے گے بڑھ گئیں متعلق ہو کر طر اسے بھر کے آگے بڑھ گئیں	
اتفاقِ باہمی سب سے کیا اپنا اصول آج وہ شادان ہیں اور تم سارے مسلمانوں میں	چھارہ ہاتھ مدتوں سے جن پو بار و ہول ملتِ اسلام کو نہ یہ گئے انہوں س ہول
اپنے ہاتھوں ہی تمہاری آہ یہ حالت ہوئی بغضِ نخوت سے تمہاری آہیسی گت ہوئی	
ہم عرب سے ہند میں کیا جانے گیا لاؤ کھڑا کھڑا اک ٹونہ آسانی علم کا لاسے رتھے ساتھ	ایرومی مصطفیٰ حکم خدا لاسے رتھے ساتھ سب کمال فضول و زہد اٹھالاسے رتھے ساتھ
ہند میں آئے ہو کھو گئے اسکے نشان بے نشان اُنکو کیا ہم ہو گئے خود بے نشان	
آج تمہیر غیر تو میں خندہ زن ہیں بر ملا سب سے بڑھ کر اور یہ آئی تباہی بڑھلا	علم بھی جا تا رہا ہم سے ہنر بھی کھو گیا بگمانی بڑھ گئی اجس سب سب ہوا
قوم میں نا افسانی نے تباہی ڈالی ولین ہر اک کے کہورت کی سہی ڈالی	
ایک کا ہر ایک دشمن ایک سے اک بگمان غیر تو میں کس لیے ہم پر ہوں خندہ زنان	اکا دشوہر کا دشمن ہیں سب کے دکا دو بیان باہمی نا افسانی سے ہیں سب نے ہوا
در ہم و بر ہم ہو میں ساری تباہی کو نشان ہو گئیں بیفائدہ سے سو ساری کو نشان	
جانفشانی سے جو کوئی کام اب کر نہیں ہم کو سمجھ کر اکب رفاہ عام اب کرتے ہیں ہم	اپنی ہی تعریف پانا نام اب کرتے ہیں ہم سربراہی گوئیے اسلام اب کرتے ہیں ہم
ہم میں ہی ایسے ہیں جو ہوتے ہیں تم سے بگمان	

ہو جو یہ حالت تو کیا کام آئیں خیر نذریشان	
ہائے سخت فسوس ہو بھولی ہین ہم قرآن کو	رکھ دیا بالائے طاق اللہ کے فرمان کو
خود ہی سوچو تقویت ہو کس طرح ایمان کو	ہو خیال عاقبت لازم ہر اک انسان کو
حب و تباہی حسب زمین کھو دیا ایمان بھی	ہائے اس خفگی میں ہم وہ نہ گناہ گنجان بھی
جان سے بڑھ کر جو ہو لے دوستو ایمان ہو	کچھ سنا بھی تم نے کیا اللہ کا فرمان ہے
برخلافین جو انسان ہو شیطان ہے	جو نہیں ہو عاقبت اندیش وہ ان سے
ہو اگر خواہش تھیں تکمیل ہو ایمان کی	تو کرو تم دل سے عزت دوستو قرآن کی
ہر طرف لازم ہو علم آئی کاروانج	ملے آپس میں کر دنا اتفاق کا حسلج
ہر طرح علمی ترقی سے کرو سہ کاج	پاسداری دین کی لازم ہو گر لکھتے ہولاج
ہمتوں سے کام لو کچھ ہمتوں سے کام لو	آؤ اپنی ڈوجی شستی کو بار و تھا نو
ناخدا ہوندا لعل العلماء تہارنا خدا	خوبی شمس سے ہاتھ آیا ہو کیا ناخدا
آج دنیا میں نہیں ہوا اس سے پہچانا خدا	اسے سلما تو اسے کئی تہا پانا خدا
اب تھیں ہر حالت سے لگا لیرنا ہی	
اب تھیں اس لپٹ کا لہنا ہر لکنا ہی	
تشفیق ہو کر کرو اسکی اعانتنا دوستو	جو ہمارے کام لہنا ہر لکنا دوستو
ایسی یہ بگڑی ہوئی حالت بناؤ دوستو	جو تھا سے پاس ہوا ہمت لکنا دوستو
اب ذرا حسین ٹٹو لو پا کون کو کول لو	
نہرت دین آئی آؤ وہ نہ ہول ہول	
سبکرو ان دنیا کے کاموں میں شے ہو گناہ	دین کے بھی کام میں ہر شے لکنا ہوا اب ذرا
پاس ہو کچھ وہ وہ دگر پاس ہو اسلام کا	سہل ہوتا ہو تھا را دین ہو دنیا میں کھلا
رہشٹی ہوگی تمھارے ہی سہی کی جان لو	
عاقبت سوچو مال کار کو چھو اب ذرا	
کیلیے خاوش تمہی ہو کیوں ہر شاربو	خواب خفگی سے لکنا ہر شاربو
ہمیں ہی رکھنا دین جس سے پیر بار ہو	آؤ اسلام ہی ترقی کے لیے تیار ہو
اب بھی اگر سوچو تو پھر یہ کام کھنڈل نہیں	
ہو رہی تم اور وہی اسلام کچھ شکل نہیں	
یا دایا میکہ خدا کا اسلام ایک	ابتدا تھی ایک اسکی اسکا تھا انجام ایک
اصل اسکی ایک تھی حق تھا اسکا نام ایک	نی حقیقت جانتے تھے اسکو خاص نام ایک

آج اس اسلام کے فرقے بہتر ہو گئے یا ہی نا اتفاقی سے سب اتر ہو گئے	
یہ کرو رہتا یا بھی اچھی نہیں اچھی نہیں یہ عداوت یہ عداوت باطنی اچھی نہیں	یہ کیٹ نا اتفاقی خود سری اچھی نہیں یہ روشنی اچھی دلون میں تیرگی اچھی نہیں
خیر اسب بھی مرے ہو کر آبرو پر نام پر ایک ہو جاؤ اگر ایساں ہو اسلام پر	
یون ملو جیسے ملے بھائی سے بھائی پاسے ہو عیان کجی دین شی رقتار سے	قائن کیا دشمنی سے کام کیا تکرار سے ہو نمایان وحدت حق قول ہو گرفتار سے
ہو طریقہ ایک سب کا ایک سبکی خیال ہو ایک ہی اقوال ہو اور ایک ہی افعال ہو	
صورت شیر و شکر ٹکڑھاؤ اتفاق کیا تجب ہو کہ ایسا پھر نہ پاؤ اتفاق	چھوڑ دو نا اتفاقی اب دکھاؤ اتفاق اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا بتاؤ اتفاق
جمع ہن دنیا کے عالم پاسدار دین حق آئے ہن یہ ملے سب بیان ہر کار دین حق	
دیکھتے ہو چیونٹی کی کیسی ننھی جان ہے کیا رباط اسکی ہو کیا جرات خدا کی شان ہے	رات دن بس اپنی آسائش کا اسکو دھیان ہے اسکی ہمت پر بشر کی عقل بھی حیران ہے
کچھ بچکر ایک دانہ کرتی ہو خرمن بسم آدمی سے بڑھ کے سچ پوچھو تو ہو عالی بسم	
جسگہ دانہ نظر آئے پونجی ہے وہاں گرتی پڑتی ٹھو کرین کھاتی ہوئی ہو گیان	جھیلتی ہے اپنے پیچھے راستے کی سختیاں اپنے استقلال اور ہمت سے ہو کر کامران
کھینچ کر لجاتی ہے اپنے سے بھاری جنس کو الغرض پونجیانی سے پہل میں سا بھی جنس کو	
کیا مال اندیش ہو گیا اسکی ہمت دیکھیے اسکی طاقت دیکھیے اسکی فراست دیکھیے	کیا جفاکش ہو گیا ہو اسکی جرات دیکھیے یہ تکد و اور کوشش یہ فراخت دیکھیے
ایک اک دانہ ہم کرتی ہے ننھی چیونٹی واہ ری ہمت ستم کرتی ہے ننھی چیونٹی	
ہم بشر ہن اشرف المخلوق طلائع دین ہم جمل و نادانی سے ہم ٹھو کرین کھلتے ہن ہم	رات دن ادبار کے ننھے بے عاتق ہن ہم چیونٹی کے بھی برابر ہن نہیں آتے ہن ہم
ہو ہمارا ایک سان ہونا نو ناد و ستوا ہو ہمارے حال راتا ہو ناد و ستوا	
جیسے انسان ہو کر ہم نے ہمیں کھیاں جیسے ہونو کی اپنی نیکی کا خیال	

حیث ہو ہم آپہ ہوں اپنے لیے چہ مال
حیث ہو ہم پر پڑنے پڑی باتوں سے بال

کچھ کچھ ہوا نہیں انجام کیا ہے دیکھیے
دین کتنے ہیں کے اسلام کیا ہے دیکھیے

ہو گئی سب عمر دنیا ہی کے دھند و غمیں ہر
اس بات ہی کچھ بگڑا نہیں ہو کچھ بھی سوچیں ہم اگر

اگر کے اطمینان کے ساتھ ہی ہمت کریں
دولت دنیا سے حال نہیں کی دولت کریں

پھر نہیں مشکل اگر سب متفق ہو جائیں ہم
عاقبت سوچیں مال کا رہنا کھائیں ہم

ایک ہو جائیں یہ حکومت یہ دولت چھوڑیں
چھوڑوں مال کا کفر و شرک کے پر عتہ چھوڑیں

جان سے دل سے کریں ہر دم ہمت فہم کی
ہو ہمارے ہاتھ میں نشان شکر کرم کی

ہو جا کر ہم کریں قائم اصول سلطنت طیبہ
ہو ہمارے واسطے لازم اصول سلطنت طیبہ

ہو رحیم و مہربان ہم پر ہاری گورنمنٹ
ہو خدائی رحمت سے جو ہوتی ہاری گورنمنٹ

اس کے ساتھ میں ہر قسم کے آزادی کمال
اس کے خدا ہر دم بند اسکا ہے جاوید کمال

ہو جب ایسا خدا ایسا دوارا ایسا مال
ہو ان میں درکار اس فضل خدا دہ جہان

ہو تو جو ہمت شہرہ اشتغال شرط
ہو مال کا جو ہر قسم خیر ہی اعمال شرط

ایسی لسنوڑی سے کتنے ہیں زمین سے چینی
سرسبز بڑھکے ہیں پھر بس قوم کی خدمت سے

ہر طرح ہر حال ہر قسمی راست چاہیے
پیر دی حضرت سردار امت چاہیے

تمام

قصید مولوی عبدالحسین صاحب مدنی و فیض عربی مدرس رامپور

<p> و دستھی ایسے کہ گویم سخن را فراموش کنید آہوانِ سخن را بشور آورم بلبلانِ چمن را فروزان کسبِ انجمن را زند چشمک از ضوئِ شہیل میں را سرافرازی آمد سرِ علم و فن را ہمہ جہت ندرتِ موتن را باصلاح آورده ہر مردوزن را بہ صلح آمدہ ترک کردہ سنسن را سرافراز کردند سردوسمن را چہ ندرت کہ دارد چراغِ سخن را چہ روشنی کہ بر کرد شمع و لگن را چہ جوہر کہ گوہر کند جان و تن را چہ تن آنکہ جانے ست سردِ علقن را چہ شوق کہ ذوقے ست قندِ لبین را چہ ندرت کہ آمد بہار این چمن را چمن آن کہ گوئی تو این انجمن را دہ گل ز انجمن زمین دمن را مشرف نمود آمدش آمدن را بے چار یار دمل پیچتن را پس آئی برین جسم گردان سخن را </p>	<p> سلامی علیکم و تسلی لکم سخن آن کہ میں سید اگر شوخی او ز گلبانگ خوش نغمہ جوشِ قومی ہم از مشعلِ اندر زئی بزم ندوہ درین جلسہ ہر عالم از نورِ علی در امرت سر از سر فرازان ندوہ درین سال مستحجہ خوش نوبت آمد چہ ندرت کہ از وعظ و پند و نصیحت چہ مردوزنی کا ندر افساد بودند نہ سے سرفرازان این تازہ گلشن چہ سردوسمن نو نہالان ندوہ چراغ آنکہ سرد چراغان روشن چہ شمع و لگن کان دین را دو جوہر چہ جان آنکہ جسمی ست از جان جانان چہ سردِ علقن جذبہ ذوق و شوقے چہ قندِ لبین لفظ و معنی ندوہ بہار آنکہ طہنہ سادات آمد نہ سے انجمن کا جسم آسمان محمد علی ناظم ندوہ آمد بہ ندرت بدہ یارب از جام عرفان ہمیں ست بس مدعا سے دعا یم </p>
--	--

مقاصد ندوۃ العلماء

ندوۃ العلماء کے پانچ مقصد ہیں (۱) ترقی تعلیم (۲) طریقہ تعلیم کی اصلاح ضروری (۳) درستی خلاق (۴) رفع نزاع باہمی (۵) اہل اسلام کی بہبودی عام اور طے شدہ امر ہے کہ ہلکے امور سیاست سے تعلق نہ ہوگا ہر ایک مقصد کے مناسب عملی تجویزین فراہمی گئی ہیں جن کا اجرا مسلمانوں کی حالت موجودہ کے لیے نہایت ضروری اور انکی دینی و دنیوی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیے کافی ہیں اگر فضل ایزدی اسکے جاری کرنے اور قائم رکھنے میں موثر ہو تو قوم کو اس سے فوائد کثیر حاصل ہونگے جنکا اجمالی اندازہ حسب مندرجہ ذیل ہے (۱) ترقی اسلام (۲) دہریت الخاد کی بچاگنی (۳) علمای باکمال کا موجود ہونا (۴) احکام شرعیہ کی پابندی (۵) خلاف شرع رسوم اور اسراف بچانا (۶) صنعت و تجارت کی ترقی (۷) حسب ضرورت زمانہ مفید مسائل اور اختراعات جدیدہ کی تحقیق (۸) برباد کن نزاعوں اور جھگڑوں کا موقوف ہو جانا اور مسلمانوں کا معاش اور معاد کی اصلاح میں مشغول ہونا

ندوۃ العلماء کی رکنیت کے قواعد حسب مندرجہ ذیل ہیں

(۱) علمائے کرام جنکو ندوۃ العلماء کے ساتھ ہمدردی ہو اور تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے اسکو مدد دے سکتے ہوں وہ جہاں ہوں اور جس حال میں ہوں ندوۃ العلماء کے رکن سمجھے جائینگے (۲) ہر دیندار مسلمان ندوۃ العلماء کا شریک سمجھا جائیگا بشرطیکہ کم از کم عام مصارف ضروری کے لیے سالانہ دیتا رہے اور عطیے کی مقدار ہر شخص کی قدرت اور فیاضی پر موقوف ہو (۳) ارکان ندوۃ العلماء کے فرائض حسب مندرجہ ذیل ہیں (الف) احکام شرعیہ کا پورا احترام کرنا (ب) باہمی اتحاد اور ارتباط کو بڑھانا (ج) ندوۃ العلماء مقاصد اغراض کی انجام دہی میں پوری کوشش کرنا (۴) روزانہ جلسہ سالانہ ارکان ندوۃ العلماء بلا قیمت بجائے لگی اور جلسہ عام میں تجویز پیش کرنے اور پیش شدہ تجویزوں پر رائے دینے کا حق ہوگا اور جلسہ انتظامیہ میں ممبری کی واسطے منتخب ہو سکیں گے بشرطیکہ پوری ہمدردی اور چسپندی ندوۃ العلماء سے رکھتے ہوں اور رکنیت جلسہ انتظامیہ کے فرائض ادا کر سکتے ہوں (۵) ارکان کو وہ کتابیں جو رکنیت سے پہلے شائع ہو چکی ہیں پوری قیمت پر اور سال رکنیت کی کتابیں باشتناے و داد کے قیمت پر مل سکیں گی۔